زمین کا مسئلہ اور
آزادی کی جدوجہد

دنیا کے مزدورو، ایک ہو جاؤ!

لینن

زمین کا مسئلہ اور آزادی کی جدوجہد

مضامین اور تقریریں

دارالاشاعت ترقی
ماسکو

ترجمہ: امیراللہ خاں

اس مجموعے میں جو مضامین شامل کئے گئے ہیں
ان کا ترجمہ لینن کے مجموعۂ تصانیف کے پانچویں
روسی ایڈیشن سے کیا گیا ہے جو سوویت کمیونسٹ
پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے مارکسزم — لینن‌ازم انسٹی‌ٹیوٹ
نے مرتب کیا ہے۔

سوویت یونین میں شائع شدہ

Л $\frac{10102-263}{14(01)-75}$ 722—75

فہرست

صفحہ

زمین کا مسئلہ اور آزادی کی جدوجہد

دوما (۱) زمین کے مسئلے پر بحث کررہی ہے۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے دو خاص تجویزیں پیش کی گئی ہیں۔ ایک کی تو وکالت کادیت (۲) کررہے ہیں اور دوسری کی "ترودوویک" (۳) یعنی کسان نمائندگان۔

ان حلوں کے بارے میں روسی سوشل ڈیماکریٹی لیبرپارٹی کی اتحاد کانگرس (۴) نے کسان تحریک کی جانب اختیار کئے جانے والے رویے کے متعلق اپنی قرارداد میں بجا طور پر کہا ہے: "بورژوا پارٹیاں کسان تحریک کو استعمال کرنے اور اسے اپنے اختیار میں لانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ ایک تو (سوشلسٹ انقلابی) (۵) اپنے یوٹوپیائی پیٹی بورژوا سوشلزم کے نصب العین کی تکمیل کی جستجو میں اور دوسرے (کادیت) بڑے پیمانے کی نجی ملکیت اراضی کو کسی حد تک برقرار رکھنے کو اور، اس کے ساتھ ہی ساتھ جزوی مراعات سے کسانوں کی ملکیتی جس کو تسکین پہنچاکر انقلابی تحریک کو کمزور کرنے کو پیش‌نظر رکھتے ہوئے"۔

آئیے ہم دیکھیں کہ سوشل ڈیماکریٹی کانگرس کی اس قرارداد کے کیا معنے ہیں۔ کادیت (آئینی جمہوری) پارٹی نیم زمیندار پارٹی ہے۔ بہت سے اعتدال‌پسند زمیندار اس میں شامل ہیں۔ یہ زمینداروں کے مفادات کی حفاظت کرنے کی کوشش کرتی اور کسانوں کو صرف ایسی ہی مراعات دینے کو رضامند ہوتی ہے جو ناگزیر ہوتی ہیں۔ کادیت کوشش کر رہے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو بڑے پیمانے کی نجی زمینداریوں کو بچایا جائے اور وہ کسانوں کے حق میں ارضیاتی جاگیروں

کو مکمل طور سے منتقل کر لینے کے خلاف ھیں - ان کی اس تجویز کامقصد کہ کسانوں کو زمین کا معاوضہ ادا کرنا چاھئے یعنی ریاست کے ذریعہ زمین زمینداروں سے خریدنی چاھئے، یہ ھے کہ کسانوں کے اوپری طبقوں کو ''ضابطہ پارٹی،، میں تبدیل کردیا جائے - درحقیقت، اس معاوضے کا اھتمام خواہ کیسے ھی کیوں نہ کیا جائے، زمین کی قیمت خواہ کیسی ھی ''معقول،، کیوں نہ مقرر کی جائے، خوش حال کسانوں کے لئے معاوضہ دینا نسبتاً آسان ھوگا اور غریب کسانوں پر بھاری بوجھ بن کر گرےگا- کاغذ پر خواہ کیسے ھی قاعدے کیوں نہ بنا دئے جائیں، جن میں گاؤں کی برادریوں وغیرہ کے ذریعہ زمین کی قیمت کی ادائیگیوں کا اھتمام کیا گیا ھو، عملی طور پر زمین انھیں لوگوں کے ھاتھوں میں لازمی طریقے سے رھےگی جو اس کی قیمت ادا کرنے کےقابل ھونگے - چنانچہ معاوضے کی اسکیم کا یہی مقصد ھے کہ غریبوں کی قیمت پر مالدار کسانوں کو تقویت پہنچائی جائے، کسانوں میں پھوٹ ڈالی جائے اور اس طرح سے مکمل آزادی کےلئے اور ساری زمین کے لئے ان کی جدوجہد کو کمزور کر دیا جائے - معاوضے کی اسکیم کسانوں کے زیادہ مالدار طبقے کو پھسلانے کی ترکیب ھے تاکہ وہ آزادی کے نصب‌العین سے دغا کرجائیں اور پرانے حکام سے جا ملیں - زمین کا معاوضہ ادا کرنے کے معنے آزادی کی جدوجہد سے آزاد ھوجانے کی قیمت ادا کرنا ھے، اس کے معنے آزادی کے مجاھدوں کے ایک طبقے کو اس بات کے لئے رشوت دینا ھے کہ وہ دغا کرکے آزادی کے دشمنوں سے جاملیں - جو خوش‌حال کسان اپنی زمین کے معاوضے کی رقم ادا کردیگا وہ ایک چھوٹا سا زمیندار بن جائیگا اور اس کےلئے پرانے زمیندار اور نوکرشاھی ارباب اختیار کے ساتھ جاکر مل جانا اور وھیں رھنا آسان ھوگا-

چنانچہ سوشل ڈیماکریٹی کانگرس کی قرارداد میں جب یہ کہا گیا ھے کہ کادیت پارٹی (یہ نیم زمیندار پارٹی) ان اقدامات کی وکالت کرتی ھے جو انقلابی تحریک کو یعنی آزادی کی جدوجہد کو کمزور کردیں گے تو وہ بالکل درست ھے -

آئیے اب ھم زمین کے مسئلے کے اس حل پر غور کریں جو دوما میں ''ترودوویک،، یا کسان نمائندوں نے تجویز کیا ھے - انھوں نے

اپنے نظریات کی ابھی تک وضاحت نہیں کی ہے - وہ بیچ راستے میں — کادیتوں اور ''دیہاتیوں،، (سوشلسٹ نرودنکوں کی پارٹی) کے درمیان، زمین کے ایک حصے کا معاوضے دینے کے (کادیتوں کی تجویز) اور ساری زمین ضبط کرلینے (سوشلسٹ انقلابیوں کی تجویز) کے درمیان — کھڑے ہیں، لیکن وہ بتدریج کادیتوں سے دور ہٹتے اور ''دیہاتیوں،، کے زیادہ نزدیک آتے چلے جا رہے ہیں -

کیا سوشل ڈیماکریٹی کانگرس کی قرارداد میں ''دیہاتیوں،، کو بورژوا پارٹی، جس کے مقاصد یوٹوپیائی پیٹی بورژوا سوشلزم کے مقاصد کے مترادف ہیں، درست کہا گیا ہے؟

آئیے ہم تازہ‌ترین مسودۂ قانون زرعی اصلاح کو لیں جو ''دیہاتیوں،، نے تجویز کیا ہے اور ان کے کل کے اخبار ''نرودنی ویستنک،، (شمارہ ۹) میں شائع ہوا ہے - اس مسودۂ قانون میں تمام نجی املاک اراضی کو ختم کرنے اور ''زمین کا عام اور مساویانہ استعمال کرنے،، کا اهتمام کیا گیا ہے - ''دیہاتی،، زمین کا مساویانہ استعمال کرنے کا طریقہ کیوں رائج کرنا چاہتے ہیں؟ اس لئے کہ وہ امیر اور غریب کا فرق مٹانا چاہتے ہیں - یہ ایک سوشلسٹ نصب‌العین ہے - تمام سوشلسٹ یہی چاہتے ہیں - لیکن سوشلزم کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں - کلیسائی سوشلزم بھی ہوتا ہے، پیٹی بورژوا سوشلزم ہے، اور پرولتاری سوشلزم ہے -

پیٹی بورژوا سوشلزم چھوٹے مالک اراضی کے خواب کا اظہار کرتا ہے کہ امیر اور غریب کے درمیان فرق کیسے مٹایا جائے - پیٹی بورژوا سوشلزم فرض کر لیتا ہے کہ سب کےلئے زمین کا ''مساوی،، مالک ہوجانا ممکن ہے، جو نہ غریب ہو نہ امیر؛ اور اس لئے پیٹی بورژوا سوشلسٹ قوانین کے ایسے مسودے تیار کرتے ہیں جن میں زمین کا عام اور مساویانہ استعمال کرنے کا اہتمام کیا گیا ہوتا ہے - لیکن حقیقت میں مفلسی اور حاجتمندی کا اس طرح خاتمہ نہیں کیا جاسکتا جس طرح چھوٹی چھوٹی زمینوں کے مالک کرنا چاہتے ہیں - زمین کا مساویانہ استعمال اس وقت تک ناممکن ہے جب تک زر کی حکمرانی، سرمائے کی حکمرانی موجود ہے - دنیا کا کوئی قانون نابرابری اور لوٹ کھسوٹ کا اس وقت تک خاتمہ نہیں کرسکتا جب تک منڈی کے لئے پیداوار جاری رہتی ہے اور جب تک کہ زر کی حکمرانی اور

سرمائے کی قوت موجود ہے - لوٹ کھسوٹ کا مکمل خاتمہ اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ ساری کی ساری زمین، کارخانے اور اوزار مزدور طبقے کو منتقل کردئے جائیں، اور جبکہ بڑے پیمانے کی، سماجی اور بامنصوبہ پیداوار کا انتظام کردیا جائے - یہی وجہ ہے کہ پرولتاری سوشلزم (مارکسزم) دکھاتا ہے کہ سرمایہ‌داری کے تحت پیٹی‌بورژوا سوشلزم کی ''مساویانہ،، چھوٹے پیمانے کی پیداوار کے امکان کی یا چھوٹے پیمانے کی پیداوار کو برقرار تک رکھنے کے امکان کی تمام امیدیں بے‌بنیاد ہیں -

طبقاتی شعور رکھنےوالا پرولتاریہ ساری زمین کے لئے اور مکمل آزادی کے لئے کسانوں کی جدوجہد کی پوری پوری حمایت کرتا ہے؛ لیکن وہ کسانوں کو جھوٹی امیدیں رکھنے کے خلاف خبردار کرتا ہے - کسان، پرولتاریہ کی مدد سے، زمینداروں کے ظلم‌وستم کا پورا بوجھ اتار پھینکسکتے ہیں، زمینداری کا اور زمینداروں کی اور نوکرشاہی ریاست کا وہ مکمل خاتمہ کرسکتے ہیں - ممکن ہے کہ کسان ساری نجی ملکیت کا بھی خاتمہ کردیں - ایسے سارے اقدامات کسانوں کو، مزدور طبقے کو اور کل عوام کو بڑا فائدہ پہنچائیں‌گے - کسانوں کی جدوجہد کو زیادہ سے زیادہ امداد پہنچانا مزدور طبقے کے فائدے میں ہے - لیکن زمینداروں اور نوکرشاہوں کے اقتدار کا تختہ پلٹ جانے سے، خواہ وہ کتنا ہی مکمل کیوں نہ ہو، بطور خود سرمائے کے اقتدار کی جڑیں کمزور نہیں ہوں‌گی - اور زمینداروں اور نوکرشاہوں کی حکمرانی سے نجات حاصل کئے ہوئے سماج ہی میں پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان آخری بڑی جدوجہد ہوگی، سوشلسٹ نظام کےلئے لڑائی لڑی جائےگی -

یہی وجہ ہے کہ سوشل ڈیماکریٹ کادیتوں کے فریبی پروگرام کے خلاف اس قدر عزم کے ساتھ لڑتے ہیں اور ''مساویانہ کرنے،، کے متعلق جھوٹی امیدوں کو جگہ دینے کے خلاف کسانوں کو خبردار کرتے ہیں - زمین اور آزادی کےلئے موجودہ جدوجہد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے کسانوں کو پوری طرح اپنے آپ پر بھروسہ کرنا اور کادیتوں سے بے‌نیاز ہونا چاہئے - ان کو زمینی اصلاح کے قانون کے ہر طرح کے مسودوں پر بحث مباحثوں سے گمراہ نہیں ہونا چاہئے - جب تک اقتدار پرانی مطلق‌العنان، زمیندار اور نوکرشاہی حکومت

کے ہاتھوں میں رہتا ہے اس وقت تک ''محنت کے معمول،،، ''مساویانہ کرنے،، وغیرہ کےلئے ان تجویزوں پر بحث کرنا وقت کو برباد کرنا ہوگا۔ قانون کے مختلف مسودوں کی دفعات اور قواعد و ضوابط کی اس کھچڑی سے، جنھیں پرانے ارباب اختیار یا تو مسترد کردیں گے یا پھر کسانوں کو جل دینے کے نئے آلوں میں بدل لیں گے، زمین حاصل کرنے کےلئے کسانوں کی جدوجہد کمزور ہی ہوگی۔ ''زمینی اصلاحات کے قانون کے مسودے،، کسانوں کو یہ سمجھنے میں مدد نہیں دیں گے کہ زمین کس طرح حاصل کی جائے؛ اگر کچھ کیا تو یہی کہ اس کو اور بھی زیادہ مشکل کردیں گے۔ پرانی نوکرشاہی حکومت کے اقتدار کے مسئلے کو وہ چھوٹے چھوٹے معمولی قانونی آنکڑوں میں محض الجھا کر رکھدیتے ہیں۔ وہ اچھے اور رحمدل سرکاری افسروں کے آنے کی امید میں ذہن کو محض الجھا دیتے ہیں، جبکہ درحقیقت پرانے، خونخوار افسروں کے پاس تشدد کے بےانتہا اختیارات باقی رہتے ہیں۔ کاغذی ''زمینی اصلاحات کے قانون کے مسودوں،، کا یہ کھیل بند کیجئے حضرات۔ پرانے ارباب اختیار کی رکاوٹیں جیسے ہی راستے سے ہٹ جائیں گی، کسان زمین کے مسئلے کو خاصی آسانی سے طے کرلیں گے۔ بہتر ہوگا کہ آپ اپنی تمام‌تر توجہ ایسی تمام رکاوٹوں کو پوری طرح ہٹانے کی کسانوں کی جدوجہد پر صرف کریں۔

۱۹ مئی (یکم جون) ۱۹۰۶ء کو
ضبط تحریر میں آیا۔

دوما میں زمین کا مسئلہ

دوما میں کادیتوں کا پہلا قدم یہ تھا کہ خطاب شاہی کے جواب میں ایک سپاسنامہ مرتب کیا جائے۔ مطالبے کے بجائے انھوں نے ایک بودی سی درخواست لکھی۔ ان کا دوسرا ''قدم،، یہ تھا کہ جب سپاسنامہ پیش کرنے کے لئے ایک وفد کی باریابی کی ان کی درخواست مسترد کردی گئی تو وہ چپ چاپ روز کی مجوزہ کارروائی کے مطابق کام کرنے لگ گئے۔ اب کے ان کا برتاؤ اور بھی بودےپن کا رہا۔ اب آیا تیسرا قدم۔ زمین کے مسئلے پر بحث، جو کہ دوما کی کارروائی میں شامل کی ہوئی ہے۔

اس مسئلے پر تمام مزدوروں کو خاص توجہ دینی چاہئے۔ زمین کا مسئلہ ایسا ہے جو کسان جنتا کو سب سے زیادہ تشویش میں مبتلا کئے ہوئے ہے؛ اور اب انقلاب میں مزدوروں کے خاص اور قریب قریب واحد اتحادی کسان رہ گئے ہیں۔ زمین کا مسئلہ، کسی اور چیز سے زیادہ اچھی طرح دکھا دیگا کہ آیا کادیت جو کہ اپنے آپ کو عوام کی آزادی کی پارٹی کہتے ہیں، عوام کی آزادی کے نصب‌العین کی خدمت وفاداری کے ساتھ کررہے ہیں۔

عوام، یعنی اولاً کسان کیا چاہتے ہیں؟ کسان زمین چاہتے ہیں۔ یہ بات سبکو معلوم ہے۔ کسان مطالبہ کررہے ہیں کہ ملک کی ساری زمین ان کی ملکیت ہونی چاہئے۔ وہ زمینداروں اور نوکرشاہوں کے ظلم‌وستم کا بوجھ اتار پھینکنا چاہتے ہیں۔ وہ زمینداروں سے زمین اس لئے لےلینا چاہتے ہیں کہ موخرالذکر ان پر لگان بصورت مشقت نہ لاد سکیں جو درحقیقت وہی پرانا بیگار کا نظام ہے، اور وہ چاہتے ہیں کہ نوکرشاہوں سے اختیار چھین لیں، عام لوگوں پر دھونس جمانے

سے ان کو روکدیں ۔ مزدوروں کو چاہئے کہ وہ کسانوں کو زمین کی ان کی لڑائی میں مدد دیں ۔ اور ان کو مدد دیں کہ وہ زمین کے مسئلے کو سیدھے سادھے، صاف اور قطعی الفاظ میں مرتب کرسکیں ۔

زمین کے مسئلے کو خلط ملط کرنا اور دھندلا دینا خاص طور سے آسان ہے ۔ اس طرح سے بحث کرنا آسان ہے کہ بلاشبہ کسان کو کوئی قطعۂ اراضی بانٹ دینا چاہئے اور پھر زمین کی اس تقسیم کو ایسی شرطوں سے گھیر دیا جائے کہ وہ کسانوں کے لئے قطعی بیکار ہوجائے ۔ اگر حکومت کے افسر پھر تقسیم کا کام کریں گے، اور اعتدال پسند زمینداروں کو پھر ''دیوانی ثالث،، (۹) کی حیثیت سے مقرر کردیا جائے گا، اور اگر پرانی مطلق العنان حکومت وہ ''معمولی مقدار،، متعین کرے گی جو کہ معاوضے کے لئے ادا کی جاتی ہے، تو پھر کسان بجائے اس کے کہ فائدہ اٹھائیں، اسی طرح ٹھگ لئے جائیں گے جس طرح کہ ۱۸۶۱ء میں ہوا تھا، اور ان کی گردن میں بس ایک پھندا اور پڑجائیگا ۔ اس لئے طبقاتی شعور رکھنے والے مزدوروں کو چاہئے کہ انتہائی زوردار طریقے سے کسانوں کو سمجھائیں کہ زمین کے مسئلے پر ان کو خاص طور سے احتیاط برتنی چاہئے اور اعتبار نہیں کرلینا چاہئے ۔ آج جو حالات ہیں ان کے مطابق معاوضے کا مسئلہ اور یہ مسئلہ کہ زمین کون سے ارباب اختیار ''تقسیم،، کریں، سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں ۔ معاوضے کا مسئلہ اس بات کی فوری اور بے خطا آزمائش ہوگی کہ کون کسانوں کا طرفدار ہے اور کون زمینداروں کا، اور اس کی بھی کہ کون ایک فریق کو دغا دے کر دوسرے سے جاکر ملنے کی کوشش کررہا ہے ۔ روسی کسان جانتا ہے — آہ کتنی اچھی طرح جانتا ہے ! — معاوضے کے کیا معنے ہیں ۔ اس مسئلے پر کسانوں اور زمینداروں کے مفادات کا اختلاف بخوبی واضح ہوجاتا ہے ۔ اور روسی سوشل ڈیماکریٹی لیبر پارٹی کی اتحاد کانگرس نے اس لئے بجا طور پر زرعی پروگرام کے اپنے اصل مسودے میں لفظ ''منتقل کرنے،، کو ''ضبط کرنے،، (یعنی بلامعاوضہ منتقل کرنے) سے تبدیل کردیا ۔

اس مسئلے پر کہ کون سے ارباب اختیار زمین کو تقسیم کریں، کسانوں اور سرکاری افسروں کے مفادات میں اتنا ہی شدید اختلاف ہے جتنا کہ معاوضے کے مسئلے پر کسانوں اور زمینداروں کے مفادات

میں ۔ اس لئے سوشلسٹ مزدوروں کو چاہئے کہ کسانوں کو یہ بات سمجھانے میں مستقل‌مزاجی سے کام لیں کہ زمین کے مسئلے کا پرانے ارباب اختیار کے ہاتھ میں نہ جانا کتنا ضروری ہے ۔ کسانوں کو معلوم ہوجانا چاہئے کہ کوئی بھی زرعی اصلاح کیوں نہ ہو اگر پرانے ارباب اختیار کے ہاتھ میں گئی تو کسی کام کی نہ رہےگی۔ خوشی کی بات ہے کہ اس مسئلے پر بھی روسی سوشل ڈیما کریٹی لیبر پارٹی کی اتحاد کانگرس میں معاملے کی اصلیت کے سلسلے میں اتفاق‌رائے ہوگیا تھا، کیونکہ اس کانگرس کی قرارداد میں کسانوں کی انقلابی کارروائیوں کی‌حمایت کرنے کی ضرورت کو بلاشرط تسلیم کرلیا گیا ہے ۔ یہ صحیح ہے کہ اس کانگرس نے ہماری رائے میں یہ بات صاف طور سے بیان نہ کرکے غلطی کی ہے کہ زمینی اصلاح صرف مکمل جمہوری ریاست ہی کے، حکومت کے صرف ان عہدیداروں کے ہی سپرد کی جاسکتی ہے جنھیں عوام نے منتخب کیا ہو، جو عوام کے روبرو جواب‌دہ ہوں اور عوام انھیں واپس بلالینے کا حق رکھتے ہوں ۔ لیکن اس نکتے پر ہم کسی اور موقع پر زیادہ تفصیل سے بحث کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔

دوما میں دو خاص زرعی پروگرام تجویز کئے جائیں‌گے ۔ کادیت جنھیں دوما میں غلبہ حاصل ہے، چاہتے ہیں کہ کسانوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے اور زمیندار بھی خوش رہیں ۔ زمینی جاگیروں کے بڑے حصے کو جبراً منتقل کرنے سے وہ اتفاق کرتے ہیں، مگر پہلے تو معاوضے کی سوچتے ہیں اور دوسرے زرعی اصلاح پر عمل درآمد کے طریقوں اور ذریعوں کے مسئلے کا وہ انقلابی کسان نہیں بلکہ اعتدال پسندانہ نوکرشاہی تصفیہ چاہتے ہیں ۔ اپنے زرعی پروگرام میں کادیت، ہمیشہ کی طرح، زمینداروں اور کسانوں کے درمیان، پرانے ارباب اختیار اور عوام کی آزادی کے درمیان بام سچھلی کی طرح لھرئے بناتے پھرتے میں ۔

ترودوویک یا کسان گروہ نے ابھی تک اپنا زرعی پروگرام قطعی طور پر مرتب نہیں کیا ہے ۔ اس کا کہنا ہے کہ ساری زمین محنت‌کش عوام کی ملکیت ہونی چاہئے، لیکن فی‌الحال وہ معاوضے کے بارے میں، یا پرانے ارباب اختیار کے مسئلے کے بارے میں کچھ نہیں کہتا۔ یہ‌پروگرام[1] جب قطعی طور پر مرتب ہوجائیگا تو ہمیں اس پر بحث کرنے کے ایک سے زیادہ مواقع میسر آئیں‌گے ۔

نوکرشاہی حکومت، ظاہر ہے، کادیتوں کی زرعی اصلاح تک پر بھی غور کرنے سے انکار کرتی ہے۔ نوکرشاہی حکومت، جسکی سربراہی بعض سب سے زیادہ مالدار زمیندار نوکرشاہ کررہے ہیں، جن میں سے بہت سے وہ ہیں کہ ایک ایک کے پاس دسیوں ہزار دیسیاتن* زمین ہے، زمینی جاگیریں جبراً منتقل کرنے کو رضامند ہونے کی بہ‌نسبت (جیسے کہ کسی صاحب قلم نے مزاحیہ انداز میں لکھا ہے) ''مذهب اسلام زیادہ جلدی قبول کرلےگی،،۔ چنانچہ زرعی مسئلے کا دوما کا کیا ہوا ''تصفیہ،، صحیح معنوں میں تصفیہ نہیں ہوگا بلکہ محض ایک اعلان ہوگا، مطالبات کا محض ایک اعلان‌نامہ۔ کادیتوں کے معاملے میں پرفخر اور جرأت‌آمیز ، دیانتدارانہ اور کھلے عام مطالبات کے بجائے ، جو عوام کے نمائندوں کے شایان شان ہوں، ہمیں پھر دبی دبی عرضداشتیں سنائی دیں‌گی۔ ہمیں امید کرنی چاہئے کہ کم‌ازکم اس موقع پر ترودوویک گروہ کادیتوں سے قطعی علیحدہ ہوکر سامنے آئیگا۔

جہاں تک سوشلسٹ مزدوروں کا تعلق ہے، انہیں اب خاص طور پر اہم فرض ادا کرنا ہے۔ ہر طریقے سے اور اپنی تمام‌تر قوت کے ساتھ انہیں عموماً اپنی تنظیم کو وسعت دینی چاہئے اور خصوصاً کسانوں سے اپنے تعلقات کو۔ انہیں چاہئے کہ جس قدر ممکن ہو وسیع پیمانے پر، صاف طور سے، باریکی سے اور تفصیل کے ساتھ کسانوں کو معاوضے کے مسئلے کی اور اس بات کی اہمیت سمجھائیں کہ آیا وہ زرعی اصلاح کو پرانے ارباب اختیار کے ہاتھوں میں چھوڑ دینے کو برداشت کرسکتے ہیں۔ موجودہ سیاسی بحران کے ناگزیر انجام کے لئے تیاری کے سلسلے میں انہیں سوشلسٹ پرولتاریہ اور انقلابی کسان کے درمیان اتحاد کو تقویت اور توسیع دینے کےلئے اپنا سارا زور لگا دینا چاہئے۔ یہ اتحاد واحد ضمانت ہے کہ ''ساری زمین،، کسانوں کو دینے کا، اور عوام کو پوری آزادی اور مکمل اختیار حاصل ہونے کا مسئلہ موثر طریقے سے طے ہوگا۔

''وولنا،، شمارہ ۱۵، ۱۲ مئی ۱۹۰۶ء

---

* ایک دیسیاتن تین ایکڑ کے برابر ہوتا ہے۔ (ایڈیٹر۔)

”روس میں زمین کے مسئلے“ کا لب‌لباب

”زمین کا مسئلہ“، ”زرعی مسئلہ“ — عام اور مسلمہ اصطلاح اگر ہم استعمال کریں تو — تمام سرمایہ‌دار ملکوں میں موجود ہے۔ لیکن روس میں عام سرمایہ‌دارانہ زرعی مسئلے کے ساتھ ساتھ، ایک اور، ”حقیقی معنوں میں روسی“ زرعی مسئلہ بھی موجود ہے۔ دونوں زرعی مسئلوں کے درمیان فرق کے ایک مختصر سے اظہار کی حیثیت سے ہم یہ بتا دیں کہ کسی بھی تہذیب‌یافتہ سرمایہ‌دار ملک میں چھوٹے چھوٹے مالکان اراضی کی کوئی وسیع پیمانے کی جمہوری تحریک نہیں ہے جس کا مقصد بڑی بڑی زمینی جاگیریں ان کے ہاتھوں میں منتقل کرنا ہو۔

روس میں ایسی تحریک موجود ہے۔ اسی مناسبت سے کسی بھی یورپی ملک میں، سوائے روس کے، زمین کو چھوٹے چھوٹے مالکان اراضی کے ہاتھوں میں منتقل کرنے کا مطالبہ یا اس کی حمایت مارکسی نہیں کرتے۔ روس میں زرعی مسئلے کا ناگزیر اثر یہ ہے کہ تمام مارکسی اس مطالبے کو تسلیم کرتے ہیں باوجودیکہ منتقل شدہ زمین کی ملکیت اور مصرف کے طریقے پر اختلافات موجود ہیں (تقسیم، میونسپلٹی کی ملکیت بنانا، قومی ملکیت بنانا)۔

”یورپ“ اور روس میں فرق کیوں ہے؟ کیا اسکا سبب روس کے ارتقا کا امتیازی خاصہ، روس میں سرمایہ‌داری کی غیرموجودگی یا ہماری سرمایہ‌داری کا مخصوص طریقے سے لاعلاج ہونا اور ناقابل اصلاح ہونا ہے؟ مختلف رنگوں کے نرودنکوں کا خیال یہی ہے۔ مگر یہ نظریہ قطعی غلط ہے، اور واقعات عرصۂ دراز قبل اس کو جھٹلا چکے ہیں۔

''یورپ،، اور روس کے درمیان فرق روس کی انتہائی پسماندگی سے پیدا ہوتا ہے۔ مغرب میں بورژوا زرعی نظام پوری طرح قائم ہوچکا ہے، جاگیرداریت کا عرصہ ہوا کہ صفایا ہوچکا تھا اور اس کی باقیات نظرانداز کرنے کے قابل ہونے کی حد تک خفیف ہیں اور کوئی سنجیدہ کردار ادا نہیں کرتیں۔ مغربی زراعت میں سماجی تعلقات کی جو وضع حاوی ہے وہ اجرتی مزدور اور بیوپاری، کاشتکار یا مالک اراضی کے درمیان تعلقات کی ہے۔ چھوٹے کاشتکاروں کو درمیانی مقام حاصل ہے، ان میں سے بعض اس طبقے میں چلے جاتے ہیں کہ جو اپنے آپکو اجرت پر پیش کرتے ہیں، جو اپنی قوت محنت فروخت کرتے ہیں (کسان کے ذیلی کام یا ثانوی آمدنی جو کہلاتی ہے اس کی متعدد صورتیں)، جبکہ دوسرے اس طبقے میں منتقل ہوجاتے ہیں جو اجرت پر کام کراتے ہیں (چھوٹے چھوٹے کاشتکار جتنے مزدوروں سے اجرت پر کام کراتے ہیں ان کی تعداد عام تصور کی بہ‌نسبت کہیں زیادہ ہے)۔

روس میں، بلاشبہ، زراعت کا ایک نظام جو اسی قدر سرمایہ‌دارانہ ہے مضبوطی سے قائم ہوچکا ہے اور متواتر نشوونما حاصل کررہا ہے۔ یہی وہ سمت ہے جس میں زمیندار اور کسان کاشتکاری نشوونما حاصل کررہی ہے۔ لیکن جاگیردارانہ تعلقات خالص سرمایہ‌دارانہ تعلقات پر ہمارے ملک میں اب بھی زبردست حد تک چھائے ہوئے ہیں۔ روسی زرعی مسئلے کی امتیازی خاصیت اس جدوجہد میں مضمر ہے جو کہ عام جنتا، سب سے زیادہ بحیثیت مجموعی کسان، ان تعلقات کے خلاف کررہے ہیں۔ مغرب میں اس وضع کا ''مسئلہ،، ہر جگہ پرانے زمانے میں موجود تھا۔ لیکن مدت ہوئی اس کو وہاں حل کرلیا گیا۔ روس میں اس کے حل میں تاخیر ہوگئی — یہ مسئلہ ۱۸۶۱ء کی زرعی ''اصلاح،، نے حل نہیں کیا، نہ ہی موجودہ حالات میں استولی‌پین کی زرعی پالیسی سے اس کو حل کیا جاسکتا ہے۔

مضمون بعنوان ''یورپی روس میں ملکیت اراضی،، (''نیفسکایا زویزدا،،* شمارہ ۳) میں ہم نے خاص خاص اعداد و شمار پیش کئے

---

*''نیفسکایا زویزدا،، — پیٹرس‌برگ میں بالشویکوں کا قانونی اخبار جو ۱۹۱۲ء میں شائع ہوتا رہا۔

تھے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آج کے روس میں زرعی مسئلے کی نوعیت کیا ہے۔

تقریباً ۷ کروڑ دیسیاتن زمین ۳۰ ہزار سب سے بڑے زمینداروں کی ملکیت میں ہے اور تقریباً اتنی ہی ایک کروڑ کسان گھرانوں کی — یہ ہے تصویر کا خاص پس‌منظر۔ وہ کون سے معاشی تعلقات ہیں جن کی یہ تصویر تصدیق کرتی ہے؟

تیس ہزار بڑے بڑے زمیندار ہیں — خاص طور سے پرانے مالکان زمین، طبقہ امرا اور پرانی جاگیردارانہ معیشت کے نمائندے۔ پانچ پانچ سو دیسیاتن سے زیادہ جاگیروں کے ۲۷۸۳۳ مالکوں میں سے ۱۸۱۰۲ یا قریب قریب دو تہائی طبقہ امرا کے افراد ہیں۔ ان کے قبضے کی بے‌انتہا بڑی بڑی زمینداریاں — ان بڑے زمینداروں میں سے ہر ایک کے پاس اوسطاً ۲ ہزار دیسیاتن سے زیادہ زمین ہے! — ان آلات، مویشیوں اور اجرتی مزدوروں کی مدد سے زیرکاشت نہیں لائی جاسکتیں جو ان کے مالکوں کے پاس موجود ہیں۔ ایسی حالت میں رعایا سے بیگار لینے کا پرانا نظام ناگزیر ہے اور اس کے معنے ہیں چھوٹے پیمانے کی کاشت، چھوٹے پیمانے کی کھیتی باڑی، بے‌انتہا بڑی بڑی زمینداریوں میں، زمیندار کی زمینوں پر چھوٹے چھوٹے کسانوں کے آلات زراعت اور مویشیوں کی مدد سے کاشت۔

رعایا سے بیگار لینے کا یہ نظام، جیسا کہ ہم جانتے ہیں، یورپی روس کے وسطی، روایاتی روسی صوبوں میں، ہماری زراعت کے قلب میں خاص طور سے دور دور پھیلا ہوا ہے۔ جسے لگان بصورت مشقت کہتے ہیں وہ بیگار کے نظام کے براہ‌راست تسلسل اور باقیات کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ پابندی کی غیرممکن شرائط پر مبنی کاشتکاری کے طریقے، جیسے کہ سردیوں میں مزدوری، شکمی زمین کے لئے کام کرنا، ''ایک حلقۂ زمین کی جتائی،، (۷)، اور ایسی دوسری چیزیں بھی بیگار کے نظام کا ایک حصہ ہیں۔ کاشتکاری کے اس نظام کے تحت، کسان کا ''قطعۂ اراضی،، زمیندار کو کھیت مزدور فراہم کرنے کا ایک ذریعہ ہے، اور صرف کھیت مزدور ہی نہیں بلکہ آلات زراعت اور مویشی بھی، جو اگرچہ خراب و خستہ جیسے ہیں سو ہیں، زمیندار کی زمینوں کو کاشت کرنے کے کام آتے ہیں۔

کسان جنتا کی انتہائی مفلسی جو اپنے حصے کی زمینوں سے بندھے ہوئے ہیں مگر ان سے گذر اوقات نہیں کرسکتے، کاشتکاری کے انتہائی فرسودہ طریقے، اور صنعت کے لئے انتہائی ناکافی گھریلو منڈی — یہ ہیں نتیجے اس صورت حال کے۔ اور موجودہ قحط جس سے تین کروڑ کسان متاثر ہیں، اس بات کا سب سے نمایاں ثبوت ہے کہ بالکل نیچے کی سطح پر، اصل میں، یہ صورت حال آج تک وہ کی وہی ہے۔ پابندیوں میں جکڑے ہوئے متعدد چھوٹے چھوٹے مالکان اراضی کی زرخرید کسانوں کی سی مظلومیت، تباہ حالی اور بےچارگی ہی تیزرفتاری سے ترقی کرتی ہوئی زراعتی تکنیک کے ایسے دور میں جس نے نسبتاً اعلی معیار حاصل کر بھی لیا ہے (بہترین سرمایہ‌دارانہ فارموں میں)، عام جنتا کی اس قدر خوفناک فاقہ کشی کا باعث بن سکتی ہے۔

ایسی خوفناک آفتوں کی طرف لیجانے والا بنیادی تضاد جس سے مغربی یورپ کے کسان قرون وسطی کے بعد سے ناواقف رہے ہیں، سرمایہ‌داری کے، جوکہ ہماری صنعت میں نہایت ترقی یافتہ ہے اور ہماری زراعت میں قابل لحاظ ترقی کرچکی ہے، اور زمین کی ملکیت کے نظام کے درمیان جوکہ بدستور قرون وسطی کی طرح کا، جاگیردارانہ ہے، تضاد ہے۔ اس صورت حال سے بچ نکلنے کا اس وقت تک کوئی راستہ نہیں جب تک کہ زمین کی ملکیت کے پرانے نظام کو بنیادی طور پر توڑ نہ دیا جائے۔

صرف زمینداروں کی زمینی جائداد ہی نہیں بلکہ کسانوں کی زمینی املاک بھی جاگیردارانہ تعلقات پر مبنی ہیں۔ اول‌الذکر کے معاملے میں تو یہ اس قدر واضح ہے کہ کوئی شبہ پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ ہمیں صرف یہی سمجھ لینا چاہئے کہ انتہائی بڑی بڑی زمینی جاگیروں کو ختم کردینے سے، جیسے کہ انہیں جو ۵۰۰ دیسیاتن سے زیادہ ہیں، زراعت میں بڑے پیمانے کی پیداوار کو نقصان نہیں پہنچیگا، بلکہ، درحقیقت اس کو بڑھائیگا اور ترقی دیگا۔ وجہ یہ ہے کہ بے انتہا بڑی بڑی زمینات کی جاگیریں چھوٹے پیمانے کی کاشتکاری کے، جو غلامی پر مبنی ہے، قلعے ہیں اور بڑے پیمانے کی پیداوار کے نہیں۔ روس کے بیشتر علاقوں میں یہ بات عملاً ناممکن ہے، یا بہرحال انتہائی مشکل کہ ۵۰۰ یا اس سے زیادہ دیسیاتن زمین میں پھیلے ہوئے بڑے فارم

مالک کے اوزاروں اور مویشیوں کی مدد سے اور اجرتی مزدور کے ذریعہ چلائے جائیں ۔ ایسی جاگیروں کے طول و عرض میں کمی غلامی پر مبنی چھوٹے پیمانے کی کاشتکاری کے وجود کے خاتمے کی اور زراعت کے بڑے پیمانے پر سرمایہ‌دارانہ پیداوار میں منتقل ھوجانے کی شرائط میں سے ایک ھے ۔

دوسری طرف کسانوں کی قطعۂ اراضی کی املاک بھی روس میں قرون‌وسطی کی جاگیردارانہ صورت برقرار رکھے ھوئے ھے ۔ اور سوال محض قانونی شکل کا نہیں ھے جو کہ اب افسرانہ شان سے دیہی برادری کو تباہ کرکے اور زمین کی نجی ملکیت کو رائج کرکے تبدیل کی جا رھی ھے؛ سوال اس ملکیت کی اصل نوعیت کا بھی ھے جو کہ برادری کی کسی ٹوٹ پھوٹ سے غیر متاثر ھے ۔

وسیع پیمانے پر کسان جنتا کی اصل حالت جن کے پاس چھوٹے چھوٹے اور بالشتئے ''ٹکڑے،، (یعنی ننھے ننھے قطعات زمین) ھیں، جو بیشتر تنگ پٹیوں پر جو کہ ایک دوسرے سے بہت دور واقع ھوتی ھیں، مشتمل ھوتے ھیں، اور جن کو انتہائی گھٹیا قسم کی مٹی کی وجہ سے الگ پہچانا جاسکتا ھے (جس کی وجہ ۱۸۶۱ء میں کسانوں کی زمین کی حدبندی کا جاگیری زمینداروں کی نگرانی میں ھونا اور کثرت استعمال سے زمین کا بنجر ھوجانا ھے) ، ناگزیر طور پر ان کو بڑی بڑی جاگیری زمینات کے موروثی مالک، پرانے ''آقا،، سے غلامی کے تعلق میں پہنچادیتی ھے ۔

مندرجہ ذیل تصویر ذرا صاف طور سے اپنے ذھن میں رکھئیے : دو دو ھزار دیسیاتن کی جاگیری زمینات کے ۳۰ ھزار مالکوں کے مقابلے میں ایک کروڑ کسان گھرانے ھیں جن میں سے ''ھر اوسط،، گھرانے کے پاس ۷ دیسیاتن ھے ۔ صاف ظاھر ھے کہ دیہی برادری خواہ کیسی ھی برباد اور نجی زمینی ملکیت قائم کیوں نہ ھو جائے، اس سے غلامی، لگان بصورت مشقت، بیگار ، جاگیردارانہ مفلسی، اور جاگیردارانہ طرز کے انحصار کو جو اس صورت حالات سے پیدا ھوتے ھیں، پھر بھی تبدیل نہیں کیا جاسکیگا ۔

ایسی صورت‌حال کے نتیجے میں پیدا ھونے والا ''زرعی مسئلہ،، جاگیردارانہ نظام کی باقیات کو جو روس کے سرمایہ‌دارانہ ارتقا کے راستے میں ناقابل برداشت رکاوٹ بن گئی ھیں، ختم کرنے کا مسئلہ ھے ۔

روس میں زرعی مسئلہ زمینداروں کی زمین اور کسانوں کے قطعات اراضی دونوں کی ملکیت کی پرانی، قرون‌وسطی کی صورتوں کو بنیادی طور پر توڑنے کا مسئلہ ہے — وہ تنسیخ جو زمین کی ملکیت کے اس نظام کی انتہائی پسماندگی کے پیش‌نظر، اس کے اور قومی معیشت کے پورے نظام کے درمیان، جو کہ سرمایہ‌دارانہ ہوگیا ہے، انتہائی بےآہنگی کے پیش‌نظر قطعی ناگزیر ہوگئی ہے۔

اس تنسیخ کا بنیادی ہونا لازمی ہے کیوں‌کہ بےآہنگی بہت ہی زیادہ ہے، پرانا حد سے زیادہ پرانا ہے اور ''مرض سے حد سے زیادہ لاپرواہی برتی گئی ہے''۔ بہرصورت اور اپنی تمام شکلوں میں یہ تنسیخ ماہیت میں لازمی طور پر بورژوا ہوگی کیونکہ روس کی پوری معاشی زندگی بورژوا ہوچکی ہے اور زمین کی ملکیت کا نظام یقینی طور پر اس کے تابع ہوگا، اپنے آپ کو منڈی کے مطالبات کے، سرمائے کے دباؤ کے موافق کرلیگا جوکہ ہمارے سماج میں قادر مطلق ہے۔

لیکن ٹوٹنے کا انداز بنیادی اور بورژوا ہوئے بغیر اگرچہ نہیں رہ سکتا پھر بھی ایک سوال کا جواب باقی رہ جاتا ہے: براہ‌راست متعلق دو طبقوں میں سے کونسا طبقہ، زمیندار یا کسان اس تبدیلی کی تعمیل کرےگا یا اسکی ہدایت کاری کرےگا، اس کی صورتیں مقرر کرےگا؟ ہمارا اگلا مضمون ''استولی‌پین اور نرودنک زرعی پروگرام کا مقابلہ'' اس ''حل‌طلب مسئلے'' پر بحث کرےگا۔

''نیفسکایا زویزدا''، شمارہ ۶،

۲۲ مئی ۱۹۱۲ء

روس میں بڑے زمین‌داروں اور چھوٹے کسانوں کی زمینی ملکیت کا نظام

۱۹ فروری ۱۸۶۱ء* کی حالیہ سالگرہ کے سلسلے میں یورپی روس میں زمین کی موجودہ تقسیم کی یاددہانی بےجا نہ ہوگی۔

یورپی روس میں زمین کی تقسیم کے آخری سرکاری اعداد و شمار وزارت داخلہ نے شائع کئے تھے اور ۱۹۰۵ء سے ان کا آغاز ہوتا ہے۔ ان اعداد و شمار کے بموجب (کامل اعداد میں) کوئی ۳۰ ہزار

---
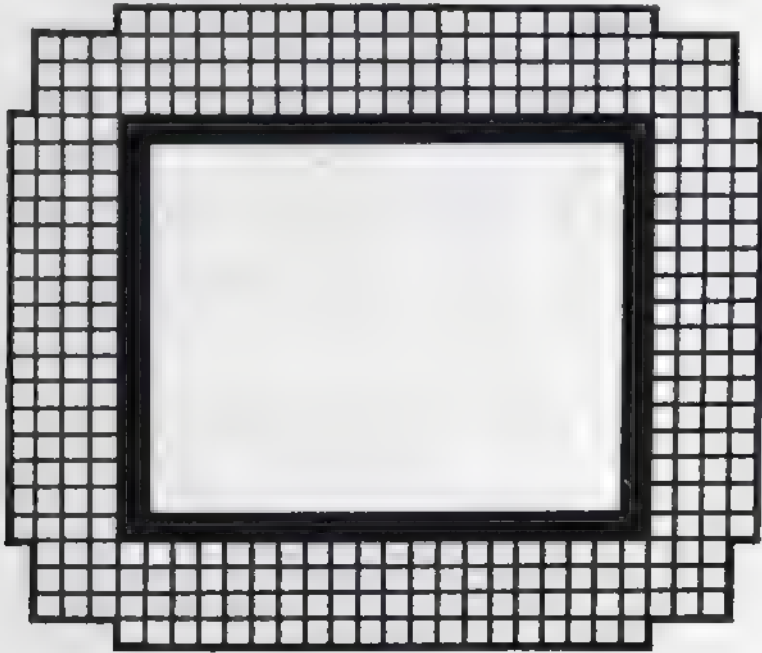
*۱۹ فروری ۱۸۶۱ء کو زار الیکساندر دوئم نے روس میں زرخرید کسانوں کا نظام ختم کرنے کے فرمان پر دستخط کئے۔ (ایڈیٹر ۔)

بڑے بڑے زمیندار ایسے تھے جو پانچ پانچ سو دیسیاتن سے زیادہ کے مالک تھے، ان کی زمین مجموعی طور پر تقریباً ۷ کروڑ دیسیاتن۔

کوئی ایک کروڑ غریب کسان گھرانے اتنی ھی زمین کے مالک تھے۔

اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر بڑے زمیندار پر اوسطاً کوئی ۳۳۰ غریب کسان گھرانے ھیں، ہر کسان کنبہ تقریباً ۷ (سات) دیسیاتن کا مالک ہے جبکہ ہر بڑا زمیندار تقریباً ۲۳۰۰ (دو ہزار تین سو) دیسیاتن کا۔

اس کو تصویری شکل میں ظاہر کرنے کے لئے ہم نے اوپر دیا ہوا خاکہ تیار کیا ہے۔

بیچ میں بڑا سا سفید مستطیل ایک بڑے زمیندار کی جاگیر کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے مربعے چھوٹے کسان کی ملکیت میں آنےوالی زمینوں کو دکھاتے ھیں۔

کل ملا کر ۳۲۴ مربعے ھیں، اور سفید مستطیل کا رقبہ ۳۲۰ مربعوں کے برابر ہے۔

''پراودا،، شمارہ ۵۱،
۲ مارچ ۱۹۱۳ء

چین میں جمہوریت اور نرودازم

چینی جمہوریہ کے عارضی صدر سن‌یاتسن کا مضمون، جو ہم بروسیلز کے سوشلسٹ اخبار* «Le Peuple» سے لے رہے ہیں، ہم روسیوں کے لئے غیرمعمولی اہمیت کا ہے۔

بات یہ ہے کہ تماشائی کھیل کا بیشتر حصہ دیکھا کرتا ہے۔ اور سن‌یات سن انتہائی دلچسپ تماشائی ہیں کیونکہ اپنی یورپی تعلیم کے باوجود وہ روس کے متعلق معلومات سے قطعی محروم معلوم ہوتے ہیں۔ اور اب، روس سے، روسی تجربے سے اور روسی ادب سے قطعی علیحدہ طور پر، مجاهد اور فاتح چینی جمہوریت کے، جس نے ایک جمہوریہ جیت لی ہے، یہ روشن‌خیال ترجمان خالص روسی سوالات اٹھا رہے ہیں۔ ایک ترقی‌پسند چینی جمہوریت‌نواز ہوتے ہوئے وہ بالکل روسی کی طرح بحث کرتے ہیں۔ روسی نرودنک سے ان کی مشابہت اتنی زبردست ہے کہ بنیادی تصورات اور بہت سے انفرادی فقروں کی مکمل یکسانیت تک پہنچ جاتی ہے۔

تماشائی کھیل کا بیشتر حصہ دیکھا کرتا ہے۔ عظیم چینی جمہوریت کا پروگرام — کیونکہ سن‌یاتسن کا مضمون اسی کا اظہار کرتا ہے — ہمیں اکساتا ہے، اور ہمیں مناسب موقع فراہم کرتا ہے کہ حالیہ عالمی واقعات کی روشنی میں ایشیا کے جدید بورژوا انقلابوں

---

*«Le Peuple» (عوام) — روزانہ اخبار، بلجیمی مزدور پارٹی کا مرکزی ترجمان۔ بروسیلز میں ۱۸۸۵ء سے شائع ہوتا رہا۔ (ایڈیٹر۔)

میں جمہوریت اور نرودازم کے درمیان تعلق کا نئے سرے سے مطالعہ کریں۔ انقلابی دور میں، جو ۱۹۰۵ء میں شروع ہوا تھا، روس کو جو سنجیدہ‌ترین مسئلے درپیش ہیں یہ ان میں سے ایک ہے۔ اور اس کا سامنا نہ صرف روس کو بلکہ پورے ایشیا کو ہے جیسا کہ چینی جمہوریہ کے عارضی صدر کے پروگرام سے واضح ہوتا ہے، خصوصاً اس وقت جب کہ اس پروگرام کا موازنہ روس، ترکی، فارس اور چین میں رونما ہونے والے انقلابی واقعات سے کیا جاتا ہے۔ بہت ساری اور نہایت ہی اہم صورتوں میں روس بلاشبہ ایک ایشیائی ملک ہے اور اس سے بھی زیادہ یہ کہ سب سے تاریک، قرون وسطائی اور شرمناک حد تک پسماندہ ایشیائی ملکوں میں سے ہے۔

اپنے دوردراز کے اور تنہا پیش رو، امیرزادے ہرتسن سے لے کر اور اس کے عام جنتا کے نمائندوں، ۱۹۰۵ء کی کسان یونین کے ممبروں اور ۱۹۰۶ء سے ۱۹۱۲ء تک کی پہلی تین دوماؤں کے ترودوویک ممبروں تک کے پورے دور میں روسی بورژوا جمہوریت کا رنگ نرودنک رہا ہے۔ چین میں بورژوا جمہوریت کا، جیسا کہ اب ہم دیکھتے ہیں وہی نرودنک رنگ ہے۔ آئیے اب ہم، سن یات سن کو ایک مثال بنا کر، ان تصورات کی ''سماجی اہمیت،،' پر غور کریں جو ان کروڑوں لوگوں کی گہرائی تک اثرانداز ہونے والی انقلابی تحریک سے پیدا ہوئے ہیں جوکہ عالمی سرمایہ‌دارانہ تہذیب کے دھارے میں آخرکار کھنچ کر چلے آرہے ہیں۔

سن یات سن کے پروگرام کی ہر سطر جہادی اور پرخلوص جمہوریت کے جذبے میں رچی ہوئی ہے۔ ''نسلی،، انقلاب کے نا کافی ہونے کی پوری سمجھ بوجھ کا اس سے اظہار ہوتا ہے۔ سیاسی مسائل کی جانب بےنیازی کا، یا سیاسی آزادی کے اصلیت سے کم اندازے کا بھی، یا اس تصور کا کہ چینی ''سماجی اصلاح،،، چینی آئینی اصلاحات وغیرہ کا چینی مطلق‌العنانیت سے میل کھاسکنے کا اس میں کہیں شائبہ بھی نظر نہیں آتا۔ یہ مکمل جمہوریت کا اور ایک جمہوریہ کے مطالبے کا حامی ہے۔ عوام‌الناس کی حالت کے، عوام‌الناس کی جدوجہد کے مسئلے کو یہ بے کم‌وکاست پیش کرتا ہے۔ محنت کش اور لوٹے کھسوٹے ہوئے عوام سے پرجوش ہمدردی کا، ان کی قوت میں اور ان کے نصب‌العین کے انصاف پر مبنی ہونے میں اعتقاد کا یہ اظہار کرتا ہے۔

ہمارے سامنے صحیح معنوں میں ایک عظیم قوم کا، جو نہ صرف مدتوں کی اپنی غلامی پر افسوس کا اظہار کرنے اور آزادی اور مساوات کا خواب دیکھنے کی اہل ہے بلکہ چین پر مدتوں سے مظالم کرنےوالوں سے لڑنے کی بھی اہلیت رکھتی ہے، حقیقی معنوں میں ایک عظیم نظریہ ہے۔

قدرتی طور پر جی چاہتا ہے کہ تاریک، بےحس و حرکت ایشیائی چین میں جمہوریہ کے عارضی صدر کا موازنہ یورپ اور امریکہ کی مختلف جمہوریاؤں کے، ترقی یافتہ تہذیب کے ملکوں کے صدروں سے کیا جائے۔ ان جمہوریاؤں کے صدر سارے کاروباری لوگ، بورژوازی کے کارندے یا کٹھ پتلی، جگر تک گلے سڑے، اور سر سے پیر تلک کیچڑ اور خون میں لتھڑے ہوئے ہیں — خون بادشاہوں اور شہنشاہوں کا نہیں بلکہ ان ہڑتالی مزدوروں کا خون جنھیں ترقی اور تہذیب کے نام پر بندوق کا نشانہ بنا دیا گیا۔ ان ملکوں میں صدر بورژوازی کی نمائندگی کرتے ہیں، جس نے عرصۂ دراز سے اپنی نوجوانی کے تمام تصورات ترک کردئے ہیں، اپنی عزت پوری طرح بیچ ڈالی ہے، اپنے جسم اور روح تک کو کروڑپتیوں اور اربپتیوں کے ہاتھ، بورژوا بن جانے والے جاگیردار امرا وغیرہ کے ہاتھ فروخت کردیا ہے۔

چین میں، جمہوریہ کا ایشیائی عارضی صدر ایک انقلابی جمہوریت پسند ہے، جسے ایک ایسے طبقے کی شرافت و جانبازی ودیعت ہے جو عروج کی جانب مائل ہے، زوال کی جانب نہیں، اس طبقے کی جو مستقبل سے خوف نہیں کھاتا، بلکہ اس پر ایمان رکھتا ہے اور اس کے لئے بےغرضی سے لڑتا ہے، وہ طبقہ جو ماضی کو برقرار رکھنے اور بحال کرنے کے لئے اس غرض سے چمٹا نہیں رہتا کہ اپنی مراعات کا تحفظ کرے بلکہ ماضی سے نفرت کرتا اور جانتا ہے کہ اس کے مردہ اور دم گھونٹ دینے والے گلے سڑے لبادے کو کس طرح اتار پھینکے۔

تو پھر کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ مادہ‌پرست مغرب مایوس کن حد تک گل‌سڑ چکا ہے اور یہ کہ روشنی کی کرن صرف پراسرار، مذہب پرست مشرق میں ہی چمکتی ہے؟ نہیں، بلکہ اس کے بالکل برعکس۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ مشرق نے قطعی طور پر مغربی راہ اختیار کرلی ہے، کہ مزید کروڑوں لوگ اب آئندہ سے ان تصورات کےلئے جدوجہد میں حصہ لیں گے جو مغرب اپنے لئے پہلے ہی مرتب کرچکا ہے۔ جو

چیز کل سڑ گئی ہے وہ مغربی بورژوازی ہے، جسکا آمنا سامنا اپنے گورکن پرولتاریہ سے ہوچکا ہے - لیکن ایشیا میں اب بھی وہ بورژوازی موجود ہے جو پرخلوص، مجاہد، وضعدار جمہوریت کی علمبرداری کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، فرانس کے اٹھارویں صدی کے اختتام کے عظیم پرچارکوں اور قائدوں کی شایان شان رفیق کار ہے -

اس ایشیائی بورژوازی کا، جو اب بھی تاریخی اعتبار سے ترقی‌پسند نصب‌العین کو سہارا دینے کی صلاحیت رکھتی ہے، خاص نمائندہ، یا خاص سماجی پشت‌پناہ کسان ہے - اور اس کے ساتھ ھی ساتھ اعتدال‌پسند بورژوازی بھی عالم وجود میں آچکی ہے جس کے رھنما، یوآن شی‌کائی جیسے لوگ، سب سے زیادہ دغا دینے کی اہلیت رکھتے ھیں : کل تک وہ شہنشاہ سے ڈرا کرتے تھے اور اس کے آگے دوھرے ھوئے جاتے تھے؛ پھر انھوں نے جب انقلابی جمہوریت کی طاقت دیکھی اور اس کی فتح کو بھانپ لیا تو شہنشاہ کو دغا دے گئے؛ اور کل وہ کسی پرانے یا نئے "آئینی" شہنشاہ سے سودا کرلینے کے لئے جمہوریت پسندوں کو دغا دیجائیں گے -

مدتوں پرانی غلامی سے چینی عوام کی حقیقی نجات عظیم‌الشان، پرخلوص جمہوری جوش و خروش کے بغیر ناممکن ہوگی جو کہ محنت کش جنتا کو ابھار رہا ہے، ان میں کرشمے انجام دینے کی صلاحیت پیدا کررھا ہے اور جو سن یات سن کے پروگرام کے ھر جملے سے واضح ہے -

لیکن چینی نرودنک مجاھد جمہوریت کے اس نظریے کو، اول تو سوشلسٹ خوابوں سے، ان امیدوں سے ملاتا ہے کہ شاید چین سرمایہ‌دارانہ راستے سے کترا کر نکل جائے، سرمایہ‌داری کا حفظ ماتقدم کرسکے اور دوسرے، بنیادی زرعی اصلاح کے ایک منصوبے اور اس کی وکالت کرنے سے - آخر کے یہ دو نظریاتی اور سیاسی رجحانات ھیں کہ جو اس عنصر کی حیثیت رکھتے ھیں جو نرودازم کی تشکیل کرتا ہے — نرودازم اس اصطلاح کے خاص معنوں میں یعنی جمہوریت سے علیحدہ، جمہوریت کے ضمیمے کی طرح -

ان رجحانات کا آغاز اور اھمیت کیا ہے؟

عوام‌الناس کا زبردست روحانی اور انقلابی جوش و خروش نہ ھوتا، تو چینی جمہوریت پرانے نظام کا تختہ پلٹ کر جمہوریہ قائم کرنے کے قابل نہ ھوپاتی - اس قسم کا جوش و خروش محنت کش عوام‌الناس کی حالت سے انتہائی پرخلوص ھمدردی کو تسلیم شدہ امر تصور کرلیتا

ہے اور اسے ابھارتا ہے اور ظلم‌وستم کرنے والوں اور لوٹنے کھسوٹنے والوں سے سخت‌ترین نفرت کرتا ہے۔ اور یورپ اور امریکہ میں — جہاں سے ترقی پسند چینیوں نے، تمام چینیوں نے جنھیں اس جوش و خروش کا تجربہ ہوا ہے نجات کے متعلق اپنے تصورات مستعار لئے ہیں — بورژوازی سے نجات پانا یعنی سوشلزم حاصل کرنا فوری فریضہ ہے۔ اس سے چینی جمہوریت پسندوں میں سوشلزم سے ہمدردی کا پیدا ہونا لازمی ہے، اور ان کی داخلی سوشلزم کا سرچشمہ ہے۔

وہ داخلی طور پر سوشلسٹ ہیں کیونکہ وہ عوام‌الناس پر استبداد اور ان کے استحصال کے مخالف ہیں۔ لیکن ایک پسماندہ، زراعتی، نیم جاگیردارانہ، قریب قریب ۵۰ کروڑ نفوس کے چین کے معروضی حالات، اس استبداد اور استحصال کی صرف ایک مخصوص، تواریخی اعتبار سے امتیازی شکل، یعنی جاگیرداریت کو فہرست امروز میں شامل کرتے ہیں۔ جاگیرداریت زراعت اور قدرتی معیشت کے غلبے پر مبنی تھی۔ چینی کسان کی جاگیردارانہ لوٹ کھسوٹ کا سرچشمہ کسی نہ کسی شکل میں زمین سے اسکا لگاؤ تھا۔ اس استحصال کے سیاسی مظاہر جاگیردار آقا، سب ملاکر اور انفرادی طور پر، تھے اور اس پورے نظام کا سربراہ شہنشاہ۔

لیکن چینی جمہوریت‌پسند داخلیتی سوشلسٹ تصورات اور پروگراموں سے صرف ''غیر منقولہ جائداد،، کی ''تمام قانونی بنیادوں کو تبدیل کرنے،، کا ایک پروگرام، صرف جاگیردارانہ استحصال کو مٹانے کا ایک پروگرام ابھرکر سامنے آتا ہے۔

یہ ہے خلاصہ سن یات سن کی نرودازم کا، بورژوا جمہوری زرعی اصلاح کے لئے ان کے ترقی‌پسند، جہادی، انقلابی پروگرام کا اور ان کے نیم سوشلسٹ نظریے کا۔

اصول کے نقطۂ نظر سے یہ پیٹی بورژوا رجعت‌پسند ''سوشلسٹ،، کا نظریہ ہے۔ کیونکہ یہ خیال کے سرمایہ‌داری کو چین میں آنے سے ''روکا،، جاسکتا ہے، اور یہ کہ ملک کی پسماندگی ''سماجی انقلاب،، کو وہاں آسان کردےگی، اور ایسی ہی دوسری چیزیں، قطعی رجعت‌پسندانہ ہیں۔ اور خود سن‌یات سن یکتا، یوں کہنا چاہئے کہ اچھوتی سادگی کے ساتھ اپنے رجعت‌پسندانہ نرودنک نظریے کو وہ تسلیم کرکے پاش پاش کردیتے ہیں جو حقیقت انھیں تسلیم کرنے پر

مجبور کرتی ہے یعنی یہ کہ ''چین ایک دیوپیکر صنعتی (یعنی سرمایہ‌دارانہ) ''نشو و نما،، کے دروازے پر کھڑا ہے،،، یہ کہ چین میں ''تجارت،، (یعنی سرمایہ‌داری) ''زبردست حد تک نشوونما پائیگی،،، یہ کہ ''پچاس برس میں ہمارے ہاں بہت سارے شنگھائی ہوجائیں گے،، یعنی سرمایہ‌دارانہ دولت اور پرولتاری محتاجگی اور مفلسی کے بڑے بڑے مرکز۔

لیکن سوال پیدا ہوتا ہے: کیا سن‌یات‌سن اپنے رجعت پسندانہ معاشی نظریے کی بنیاد پر، واقعی رجعت پسندانہ زرعی پروگرام کی علمبرداری کرتے ہیں؟ معاملے کی اصل یہی ہے، اسکا دلچسپ‌ترین نکتہ اور وہ کہ جس کے اوپر کٹی چھنٹی اور ناکارہ کی ہوئی اعتدال پسند نیم مارکسزم اکثر حیران‌وپریشان رہ جاتی ہے کہ کیا کرے۔

حقیقت حال یہ ہے کہ وہ نہیں کرتے۔ چین میں سماجی تعلقات کی جدلیات اپنے آپ کو عین اس حقیقت میں ظاہر کرتی ہیں کہ، یورپ میں سوشلزم سے خلوص کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے چینی جمہوریت پسندوں نے اس کو ایک رجعت پسندانہ نظریے میں تبدیل کرلیا ہے اور سرمایہ‌داری کو ''روکنے،، کے اس رجعت پسندانہ نظریے کی بنیاد پر ایک خالص سرمایہ‌دارانہ، زیادہ سے زیادہ حد تک سرمایہ‌دارانہ، زرعی پروگرام کی علمبرداری کررہے ہیں!

درحقیقت، ''معاشی انقلاب،، کے، جس کی بات سن یات‌سن اپنے مضمون کے شروع میں اس قدر طمطراق اور موہوم طریقے سے کرتے ہیں، معنے کیا ہوتے ہیں؟

اس کے معنے ہوتے ہیں لگان کا ریاست کے پاس منتقل ہونا یعنی ہنری جارج کی طرز پر کسی وضع کے واحد محصول سے زمین کا قومی ملکیت بنایا جانا۔ سن یات سن نے جو ''معاشی انقلاب،، تجویز کیا اور جس کی وہ تلقین کرتے ہیں اس میں اور کچھ قطعی ایسا نہیں ہے کہ جو اصل ہو۔

کسی دورافتادہ کسان علاقے میں اور شنگھائی میں زمین کی قدروقیمت میں فرق اس کے لگان کی شرح کا فرق ہے۔ زمین کی قدر سرمائے میں تبدیل شدہ لگان ہوا کرتی ہے۔ زمین کی ''بڑھی ہوئی قدر،، کو ''عوام کی املاک،، بنانے کے معنے لگان کو یعنی زمین کی ملکیت

کو، ریاست کے پاس منتقل کرنا ہے یا بہ‌الفاظ دیگر زمین کو قومیانا ہے۔

کیا سرمایہ‌داری کے چوکھٹے کے اندر اس قسم کی اصلاح ممکن ہے؟ یہ نہ صرف ممکن ہے بلکہ یہ سب سے زیادہ اصلی، سب سے زیادہ وضعدار اور معیاری طور پر کامل سرمایہ‌داری کی نمائندگی کرتی ہے۔ مارکس نے اس کی جانب ''فلسفے کے افلاس،، میں اشارہ کیا، ''سرمائے،، کی جلد سوئم میں انھوں نے یہ بات تفصیل سے ثابت کی اور ''قدر زائد کے نظریات،، میں رودبرتوس سے اپنے مباحثے میں اس کو خاص طور سے واضح انداز میں پختہ کیا۔

زمین کے قومیا لئے جانے سے صرف تفریقی لگان کو باقی چھوڑ کر خالص لگان کا خاتمہ کرنا ممکن ہوجاتا ہے۔ مارکس کے نظریے کے مطابق زمین قومیانے کے معنے قرون وسطی کی اجارہ داریوں کو اور زراعت میں قرون وسطی کے تعلقات کو زیادہ سے زیادہ مٹا دینا، زمین خریدنے اور فروخت کرنے میں زیادہ سے زیادہ آزادی اور منڈی کے لئے اپنے کو موزوں کرنے میں زراعت کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کرنا ہے۔ تواریخ کی ستم‌ظریفی ہے کہ نرودازم، زراعت میں ''سرمایہ‌داری کا تدارک،، کرنے کے پردے میں ایک ایسے زرعی پروگرام کی حمایت کرتا ہے کہ اگر اس کی پوری پوری تعمیل ہو تو اس کے معنے زراعت میں سرمایہ‌داری کی سب سے زیادہ تیز رفتار نشو و نما ہوں گے۔

ایشیا کے سب سے زیادہ پسماندہ کسان ملکوں میں سے ایک ملک میں سب سے زیادہ ترقی پسندانہ بورژوا جمہوری زرعی پروگراموں کے پھیل جانے کے پس‌پشت کونسی معاشی ضرورت ہے؟ یہ ضرورت جاگیرداریت کو اس کی تمام‌تر صورتوں اور مظہروں میں نیست و نابود کرنے کی ہے۔

یورپ اور جاپان کی بہ نسبت چین جتنا جتنا زیادہ پیچھے گھسٹتا رہا اتنا ھی زیادہ اس کو ٹکڑے ٹکڑے ہوجانے اور قومی انتشار کا خطرہ لاحق ھوا۔ اس کی ''تجدید،، صرف انقلابی جنتا کی سرفروشی سے ھی کی جا سکی، وہ جانبازی جو سیاست کے میدان عمل میں چینی جمہوریہ کی تخلیق کی اور زراعت کے میدان میں زمین کو قومیانے کے ذریعہ سب سے زیادہ تیزرفتار سرمایہ‌دارانہ ترقی کی ضمانت کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔

آیا یہ کامیاب ہوگی اور کس حدتک، یہ دوسرا مسئلہ ہے۔ اپنے بورژوا انقلابوں میں مختلف ملکوں نے مختلف درجوں کی سیاسی اور زرعی جمہوریت حاصل کرلی اور انتہائی مختلف نوعیت کی یکجا شکلوں میں۔ فیصلہ کن عناصر بین‌الاقوامی صورت حال اور چین میں سماجی قوتوں کا اشتراک عمل ہوں‌گے۔ بحال ہونے کی کوشش میں شہنشاہ جاگیردار امرا، نوکرشاہی اور مذہبی پیشواؤں کو متحد کرنے کی یقیناً کوشش کرے‌گا۔ یوآن شی کائی جو ایک ایسی بورژوازی کی نمائندگی کرتے ہیں جس نے ابھی حال ہی میں اعتدال‌پسند بادشاہ پرستی سے اعتدال‌پسند جمہوریائی طرفداری‌کو اختیار کیا ہے (کتنے دن کے لئے؟)، شہنشاہیت اور انقلاب کے درمیان جوڑتوڑ کی پالیسی اختیار کریں‌گے۔ انقلابی بورژوا جمہوریت، جسکی نمائندگی سن‌یات‌سن کرتے ہیں، سیاسی اور زرعی اصلاحات کے معاملے میں کسان جنتا کی پیش‌قدمی، عزم اور جرأت کو زیادہ سے زیادہ نشوونما دیکر چین کی ''تجدید،، کی راہیں اور طریقے تلاش کرنے میں درست ہے۔

آخر میں یہ کہ شنگھائیوں کی تعداد میں اضافے کے ساتھ ساتھ چینی پرولتاریہ بڑھیگا۔ وہ شاید کسی وضع کی چینی سوشل ڈیماکریٹی مزدور پارٹی قائم کریگا جو سن‌یات سن کے پیٹی بورژوا یوٹوپیوں اور رجعت‌پسندانہ نظریات پر تنقید کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے سیاسی اور زرعی پروگرام کے انقلابی جمہوری جوہر کو الگ چھانٹ لینے، اس کی مدافعت کرنے اور نشوونما دینے کی یقیناً جستجو کرے‌گی۔

''نیفسکایا زویزدا،، شمارہ ۱۷،
۱۵ جلائی ۱۹۱۲ء

دو یوٹوپیئے

یوٹوپیا ایک یونانی لفظ ہے جو ''او'' یعنی ''لا'' اور ''ٹوپوس'' یعنی مقام سے مل کر بنا ہے (لامقام)۔ اس کے معنے ہیں وہ مقام جس کا وجود نہ ہو، ایک خواب و خیال، اختراع یا پریوں کی کہانی۔

سیاست میں یوٹوپیا ایک تمنا ہوتی ہے، جو کبھی پوری نہیں ہو سکتی — نہ اب نہ کبھی بعد میں، ایک تمنا جو سماجی قوتوں پر مبنی نہ ہو اور سیاسی، طبقاتی قوتوں کا فروغ اور نشوونما کا سہارا اس کو میسر نہ ہو۔

کسی ملک میں آزادی جتنی کم ہوتی ہے، کھلی طبقاتی جدوجہد کے مظاہر جتنے خال خال نظر آتے ہیں اور عوام‌الناس کی تعلیمی سطح جتنی نیچی ہوتی، اتنی ہی زیادہ آسانی سے سیاسی یوٹوپیئے عموماً پیدا ہو جاتے ہیں اور نسبتاً زیادہ عرصے تک برقرار رہتے ہیں۔

جدید روس میں سیاسی یوٹوپیوں کی دو قسمیں سب سے زیادہ دیرپا رہی ہیں اور اپنے دلکش ہونے کے باعث عوام الناس پر کافی اثر ڈالتی ہیں۔ یہ ہیں اعتدال پسندانہ یوٹوپیا اور نرودنک یوٹوپیا۔

اعتدال پسندانہ یوٹوپیئے کا قول ہے کہ روس میں، اس کی سیاسی آزادی میں، اور اس کے محنت کش عوام الناس کی حالت میں پرامن طریقے سے، ہم آہنگی کے ساتھ، کسی کے جذبات کو ٹھیس پہنچائے بغیر، پوریشکیوچوں (۸) کو ہٹائے بغیر، آخر دم تک، بے دردی سے لڑی جانے والی طبقاتی جدوجہد کے بغیر قابل لحاظ اصلاحات کی جا سکتی ہیں۔ یہ آزاد روس اور پوریشکیوچوں کے درمیان صلح کا یوٹوپیا ہے۔

نرودنک یوٹوپیا نرودنک دانشوروں اور ترودوویک کسانوں کا ایک خواب ہے جن کا خیال ہے کہ زمین کی نئی اور منصفانہ تقسیم سرمائے کی قوت اور حکمرانی کو ہٹا سکیگی اور اجرتی غلامی کا خاتمہ کردیگی، یا یہ کہ زمین کی ''منصفانہ،،، ''مساویانہ،، تقسیم سرمائے کے اقتدار کے تحت، زر کی حکمرانی کے تحت، جنس تجارت کی پیداوار کے تحت برقرار رکھی جا سکیگی۔

وہ کیا چیز ہے جو ان یوٹوپیوں کا آغاز کرتی ہے؟ آج کے روس میں وہ قدرے استحکام کے ساتھ کیوں برقرار رہتے ہیں؟

ان طبقوں کے مفادات انھیں پیدا کرتے ہیں جو پرانے نظام کے، جاگیردارانہ نظام کے، حقوق کے فقدان کے — مختصر یہ کہ ''پوریشکیوچوں کے خلاف،، جدوجہد کر رہے ہیں اور جنھیں اس جدوجہد میں کوئی الگ مقام حاصل نہیں ہے۔ یوٹوپیا، یا خواب‌بیداری، اس خود مختاری کے فقدان کی، اس کمزوری کی پیداوار ہے۔ خواب بیداری نا توانوں کا مقسوم ہوا کرتا ہے۔

اعتدال‌پسند بورژوازی عموماً، اور اعتدال‌پسند بورژوا دانشمند خصوصاً، آزادی اور قانونیت کےلئے کوشاں ہوئے بغیر رہ ہی نہیں سکتے، کیونکہ ان چیزوں کے بغیر بورژوازی کا غلبہ نامکمل ہوا کرتا ہے، نہ تو بلاشرکت غیرے ہوا کرتا ہے، نہ ضمانت شدہ۔ لیکن بورژوازی رجعت کی بہ‌نسبت عوام الناس کی تحریک سے زیادہ خوف کھاتی ہے۔ چنانچہ سیاست میں اعتدال‌پسند نمایاں، ناقابل یقین طور پر کمزور، قطعی نا کارہ اسی وجہ سے ہوتے ہیں۔ چنانچہ اعتدال پسندوں کی پوری پالیسی میں ابہامات کا، لغوبیانیوں کا، ریا کاریوں اور بزدلانہ ٹال مٹول کا لامتناھی سلسلہ ہوا کرتا ہے، جنھیں عوام الناس کی حمایت حاصل کرنے کے لئے جمہوریت کا کھیل کھیلنا پڑتا ہے لیکن اس کے ساتھ ھی ساتھ جو گہرائی تک جمہوردشمن، عوام الناس کی تحریک کے، ان کی پیش قدمی کے، جیسے کہ مارکس نے گذشتہ صدی میں یورپ کی عوام الناس کی تحریکوں میں سے ایک تحریک کو کہا تھا (۹)، ''جنت پر دھاوا بولنے،، کے ان کے طرز عمل کے انتہائی مخالف ہوتے ہیں۔

اعتدال‌پسندی کا یوٹوپیا روس کی سیاسی نجات کے معاملے میں نا کارہ‌پن کا یوٹوپیا ہے، خود غرض زرداروں کا یوٹوپیا ہے جو چاہتے ہیں کہ

''پراسن طریقے سے،، پوریشکیوچوں کی مراعات میں حصہ بٹائیں اور اس نیک خواهش کو روسی جمہوریت کی ''پراسن،، فتح کے نظریے کی حیثیت سے سنڈھنا چاهتے هیں۔ اعتدال پسندانه یوٹوپیئے کے معنے اس خواب بیداری کے هیں که پوریشکیوچوں کو شکست دئے بغیر انهیں کیسے زک پهنچائی جائے، انهیں تکلیف پهنچائے بغیر ان کی کمر کیسے توڑی جائے۔ صاف طور سے، یه یوٹوپیا نه صرف اس لئے نقصان ده هے که یه یوٹوپیا هے بلکه اس لئے بهی که یه عوام الناس کے جمہوری ضمیر کو بگاڑتا هے۔ اگر اس یوٹوپیئے پر عقیده رکها تو عوام الناس کبهی هرگز آزادی حاصل نهیں کر سکیںگے؛ وه آزادی کےلائق نهیں؛ وه قطعی اسی لائق هیں که پوریشکیوچ ان کے ساتھ بدسلوکی کریں۔

نرودنکوں اور ترودوویکوں کا یوٹوپیا چھوٹی ملکیت والے کا جو سرمایهدار اور اجرتی مزدور کے درمیان کهڑا هوتا هے یه خواببیداری هے که اجرتی غلامی کو طبقاتی جد و جهد کے بغیر ختم کیا جائے۔ جب روس کےلئے معاشی نجات کا مسئله انتهائی قریبی، فوری اور اشد ضروری هو جائیگا جتنا که آج سیاسی نجات کا مسئله هے، تو نرودنکوں کا یوٹوپیا نقصان ده ثابت هونے میں اعتدال پسندوں کے یوٹوپیئے سے کچھ کم نه هوگا۔

لیکن روس ابهی تک اپنے تغیر و تبدل کے بورژوا دور میں هے، پرولتاری دور میں نهیں، پرولتاریه کی معاشی نجات کا مسئله سب سے زیاده مکمل طور پر پخته نهیں هوا بلکه سیاسی آزادی کا مسئله هو گیا هے یعنی (عملاً) مکمل بورژوا آزادی کا۔

اور اس موخرالذکر مسئلے میں، نرودنک یوٹوپیا ایک مخصوص انداز کا تاریخی حصه ادا کرتا هے۔ زمین کی نئی تقسیم کے معاشی نتائج جو هونے چاهئیں (اور هوںگے) ان سے متعلق یوٹوپیا هوتے هوئے یه کسان جنتا کے یعنی اس جنتا کے جو که بورژوا جاگیردارانه نظام کی، جدید روس کی آبادی کی اکثریت کی تشکیل کرتی هے، عظیم الشان عام پیمانے کے جمہوری ابهار کا لوازمه اور علامت هے۔ (خالص بورژوا روس میں، خالص بورژوا یورپ کی طرح، آبادی کی اکثریت کی تشکیل کسان نهیں کریں گے۔)

اعتدالپسندانه یوٹوپیا عوام الناس کے جمہوری شعور میں بگاڑ

پیدا کر دیتا ہے۔ نرودنک یوٹوپیا، جو ان کے سوشلسٹ شعور میں بگاڑ پیدا کرتا ہے، ان کے جمہوری ابھار کا ایک لوازمہ، ایک علامت اور جزوی طور پر ایک اظہار تک ہوتا ہے۔

تاریخ کی جدلیت کچھ ایسی ہے کہ نرودنک اور ترودوویک روس میں زرعی مسئلے کے متعلق، سرمایہ‌داری کی مخالفت کا ایک ایسا علاج تجویز کرتے اور اس کو بڑھاوا دیتے ہیں کہ جو نہایت ہی باوضع اور مکمل طور پر سرمایہ‌دارانہ اقدام ہے۔ زمین کی ''مساویانہ،، نئی تقسیم یوٹوپیائی ہے، پھر بھی زمین کی پوری پرانی ملکیت سے، خواہ جاگیردارانہ ہو، قطعۂ اراضی کی ہو یا ''صرف‌خاص،، (۱۰) کی، مکمل ترین قطع تعلق — وہ قطع تعلق جو نئی تقسیم کےلئے ناگزیر ہے — انتہائی ضروری، معاشی اعتبار سے ترقی‌پسندانہ اور روس جیسی ریاست کے لئے بورژوا جمہوریت کی جانب پیش‌قدمی کا انتہائی فوری اقدام ہے۔

ہمیں اینگلس کا قابل غور مقولہ یاد رکھنا چاہئے:

''معاشی اعتبار سے جو چیز قاعدے کے مطابق چاہے غلط ہو، مگر عالمی تواریخ کے نقطۂ نظر سے وہ پھر بھی درست ہو سکتی ہے،، (۱۱)۔

اینگلس نے یہ پرمغز دعوی یوٹوپیائی سوشلزم کے سلسلے میں پیش کیا تھا: یہ سوشلزم قاعدے کے مطابق معاشی معنوں میں ''مغالطہ،، تھا۔ اس سوشلزم نے جب قوانین تبادلہ کے اعتبار سے قدر زائد کو نا انصافی قرار دیا تو یہ اس کا ''مغالطہ،، تھا۔ بورژوا سیاسی معیشت کے نظریات ساز اس سوشلزم پر قاعدے کے مطابق معاشی معنوں میں اعتراض کرنے میں حق پر تھے، کیونکہ قدر زائد قوانین تبادلہ کا نہایت ''قدرتی،،، نہایت ''منصفانہ،، نتیجہ ہوا کرتی ہے۔

لیکن یوٹوپیائی سوشلزم تاریخ عالم کے نقطۂ نظر سے درست تھا کیونکہ وہ اس طبقے کی علامت، اظہار، نقیب تھا جس کو سرمایہ داری نے جنم دیا تھا، جو اب، بیسویں صدی کے آغاز میں، عوام الناس کی ایک ایسی قوت بن گیا ہے کہ جو سرمایہ‌داری کا خاتمہ کر سکتی ہے اور اس منزل کی جانب اس طرح بڑھ رہی ہے کہ کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔

روس میں آجکل کے نرودنک یا ترودوویک یوٹوپیئے کا تخمینہ کرتے ہوئے اینگلس کے پرمغز دعوے کو ذہن میں ضرور رکھنا چاہئے (شاید صرف روس میں ہی نہیں بلکہ متعدد ایشیائی ملکوں میں بھی جو بیسویں صدی میں بورژوا انقلابوں سے گذر رہے ہیں)۔

نرودنک جمہوریت، اگرچہ قاعدے کے مطابق معاشی نقطۂ نظر سے غلط ہے، لیکن تواریخی نقطۂ نظر سے درست ہے؛ یہ جمہوریت، سوشلسٹ یوٹوپیئے کی حیثیت سے غلط ہوتے ہوئے بھی، کسان عوام الناس کی خاص وضع کی، تواریخی اعتبار سے مشروط جمہوری جدوجہد کی اصطلاح میں، جو کہ بورژوا تغیر و تبدل کا جزو لاینفک اور اس کی مکمل فتح کی ایک شرط ہے، درست ہے۔

اعتدال پسندانہ یوٹوپیا کسان عوام الناس کو جدوجہد کرنے سے باز رکھتا ہے۔ نرودنک یوٹوپیا جہاد کرنے کی ان کی آرزو کا اظہار کرتا اور فتح پا لینے کی صورت میں لاکھ نعمتیں دینے کا وعدہ کرتا ہے، جبکہ یہ فتح درحقیقت ان کو محض سو نعمتیں مہیا کرے گی۔ لیکن کیا یہ بات قدرتی نہیں ہے کہ وہ کروڑوں لوگ جو میدان جنگ کی طرف کوچ کر رہے ہیں، جو مدتوں سے ایسی جہالت، محتاجگی، تنگ دستی، غلاظت، بےچارگی اور پسماندگی کی زندگی بسر کر رہے تھے جو کبھی سننے میں بھی نہیں آئی تھی، انجام کار ہونے والی فتح کے ثمروں کو دس گنا بڑھا دیں؟

اعتدال پسندانہ یوٹوپیا نئے لوٹ کھسوٹ کرنے والوں کی اس خود غرضانہ خواہش کے لئے ایک پردہ ہے کہ پرانے لوٹ کھسوٹ کرنے والوں کی مراعات میں حصہ بٹا لیں۔ نرودنک یوٹوپیا پیٹی بورژوازی کے کروڑوں محنت کشوں کی اس تمنا کا اظہار ہے کہ پرانے، جاگیردارانہ لوٹ کھسوٹ کرنے والوں کا یک لخت خاتمہ کردیں، لیکن یہ اس امید موہوم کا بھی اظہار ہے کہ نئے، سرمایہ دارانہ لوٹ کھسوٹ کرنے والوں کا بھی ان کے ساتھ خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔

صاف بات ہے کہ مارکسیوں کو، جو تمام اور ہر ایک یوٹوپیئے کے مخالف ہیں، اس طبقے کی خودمختاری کی علمبرداری کرنی چاہئے کہ جو جاگیرداریت کے خلاف انتہائی خلوص کے ساتھ عین اس وجہ سے لڑ سکتا ہے کہ جائداد کی ملکیت میں، جو بورژوازی کو

جاگیردار اسرا کا بیدل مخالف اور اکثر اتحادی بنا دیتی ہے، اس کا سوال حصہ تک نہیں ہے۔ کسان چھوٹی جنس تجارت کی پیداوار میں لگے ہوئے ہوتے ہیں؛ تواریخی حالات کا موافقانہ میل ہو جائے تو وہ جاگیرداریت کا انتہائی مکمل خاتمہ کر سکتے ہیں، لیکن وہ بورژوازی اور پرولتاریہ کے درمیان، اعتدال‌پسندی اور مارکسزم کے درمیان ایک حد تک تذبذب کا ہمیشہ — ناگزیر طور پر اور اتفاقاً نہیں — مظاہرہ کریں گے۔

صاف بات ہے کہ مارکسیوں کو چاہئے کہ نرودنک یوٹوپیوں کے بھوسے میں سے کسان عوام الناس کی پرخلوص، پرعزم، مجاہد جمہوریت کا اچھا اور بیش قیمت مغز نہایت احتیاط کے ساتھ پھٹک چھان کر نکال لیں۔

۱۸۸۰ء کی دھائی کے پرانے مارکسی ادب میں اس بیش قیمت جمہوری گری کو نکال لینے کی باقاعدہ کوشش دریافت کی جا سکتی ہے۔ کسی روز تاریخدان اس کوشش کا باقاعدہ مطالعہ کریں گے اور اس کا تعلق اس چیز سے قائم کریں گے جو بیسویں صدی کے پہلے عشرے میں ''بالشویزم،، کہلائی جانے لگی۔

اکتوبر ۱۹۱۲ء میں ضبط تحریر میں آیا

زرعی مسئلے پر قرارداد کا مسودہ جو کسانوں کے نمائندگان کی پہلی کل‌روس کانگرس نے منظور کیا

(۱) تمام زمینی جاگیریں اور نجی ملکیت کی زمینیں و نیز صرف خاص اور گرجوں کی زمینیں وغیرہ فوراً ہی بلامعاوضہ عوام کے حوالے کر دی جائیں۔

(۲) کسانوں کو چاہئے کہ منظم طریقے سے، کسانوں کے نمائندگان کی اپنی سوویتوں کے ذریعہ، اپنے علاقوں کی ساری زمین کو اس کے معاشی استحصال کی غرض سے فوراً اپنے قبضے میں لےلیں، لیکن اس طرح کہ آئین‌ساز مجلس یا سوویتوں کی کل روس کاؤنسل کے، اگر عوام ریاست کا مرکزی اقتدار سوویتوں کی ایسی کاؤنسل کو سپرد کرنے کا فیصلہ کریں، زمینی قواعد و ضوابط حتمی طور پر نافذ کرنے کے حق پر کسی طرح کوئی اثر نہ پڑے۔

(۳) زمین کی نجی ملکیت کا قطعی طور پر خاتمہ کر دینا چاہئے یعنی ساری زمین صرف بحیثیت مجموعی قوم کی ملکیت ہوگی، اور اس کا بندوبست مقامی جمہوری اداروں کے ھاتھ میں دیدیا جائیگا۔

(۴) کسانوں کو چاہئے کہ وہ سرمایہ‌داروں اور زمینداروں اور ان کی عارضی حکومت کے اس مشورے کو مسترد کر دیں کہ زمین کے فوری بندوبست کے بارے میں مقامی زمینداروں سے ''سمجھوتہ،، کرلیں؛ ساری زمین کے بندوبست پر مقامی کسانوں کی اکثریت کا منظم فیصلہ عائد ہونا چاہئے، اکثریت، یعنی کسانوں اور اقلیت، اور وہ بھی نہایت خفیف اقلیت، یعنی زمینداروں کے درمیان کوئی سمجھوتہ نہیں۔

(٥) تمام زمینی جاگیریں کسانوں کے پاس بلا معاوضہ منتقل کر دی جانے کے خلاف نہ صرف زمیندار لڑ رہے ھیں اور جس قدر زوردار طریقے سے لڑسکتے ھیں لڑتے رھیں گے، بلکہ سرمایہ‌دار بھی جن کو بڑی طاقت حاصل ھے، اس وجہ سے بھی کہ ان کے پاس دولت ھے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اخباروں اور بہت سارے افسروں، ملازموں وغیرہ کے ذریعہ جو سرمائے کے اقتدار کے عادی ھو چکے ھیں، ابھی تک ان‌پڑھ عوام‌الناس کو اپنے اثر میں لئے ھوئے ھیں۔ چنانچہ ساری زمینی جاگیریں کسانوں کو بلامعاوضہ منتقل کرنے کی تعمیل مکمل اور محفوظ بنیاد پر نہیں کی جاسکتی تاوقتیکہ سرمایہ‌داروں پر کسان عوام الناس کا اعتماد ختم نہ کر دیا جائے، تاوقتیکہ کسانوں اور شہری مزدوروں کے درمیان قریبی اتحادعمل قائم نہ ھو اور تاوقتیکہ ریاستی اقتدار مزدوروں کے، فوجیوں کے، کسانوں کے اور دوسرے نمائندگان کی سوویتیں مکمل طور پر اپنے ھاتھ میں نہ لےلیں۔ صرف وھی ریاستی اقتدار جو ایسی سوویتوں کے ھاتھ میں ھو، اور جو ریاست کا نظم و نسق پولیس یا نوکرشاھی کے یا عوام سے الگ تھلگ مستقل فوج کے ذریعہ نہیں بلکہ مزدوروں اور کسانوں کی ایک ملک گیر، عام اور مسلح ملیشیا کے ذریعہ چلا رھی ھو، مذکورہ صدر زرعی اصلاحات کی، جن کا پورا کسان طبقہ مطالبہ کر رھا ھے، تکمیل کی ضمانت کر سکتا ھے۔

(٦) اجرتی کھیت مزدوروں اور غریب کسانوں کو، یعنی ان کو جو کافی زمین، مویشیوں اور آلات زراعت کی قلت کے باعث اپنی روزی مزدوری پر کام کرکے کماتے ھیں، ھر کوشش کرنی چاھئے کہ اپنے آپ کو علیحدہ طور پر، الگ سوویتوں میں یا عام کسانوں کی سوویتوں کے اندر علیحدہ گروھوں میں منظم کر لیں تاکہ مالدار کسانوں سے جو سرمایہ‌داروں اور زمینداروں سے اتحادعمل کرنے کی جانب لازمی طور پر کوشش کرتے ھیں، اپنے مفادات کی حفاظت کر سکیں۔

(٧) جنگ کا نتیجہ یہ ھوا ھے کہ روس، دوسرے تمام ان ممالک کی طرح جو جنگ میں شریک تھے اور بہت سے غیر جانبدار (جو جنگ میں شامل نہیں تھے) ممالک کی طرح بھی مزدوروں، کوئلے، لوھے وغیرہ کی قلت کی وجہ سے معاشی ابتری، تباھی اور قحط کا سامنا

کر رہا ہے۔ ملک کو بچانے کا واحد راستہ یہ ہے کہ مزدوروں اور کسانوں کے نمائندگان سال کی ساری پیداوار اور تقسیم کا نظم و ضبط اور انتظام و انصرام اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ کسانوں کے نمائندگان کی سوویتوں اور مزدوروں کے نمائندگان کی سوویتوں کے درمیان اناج اور دوسری دیہی پیداوار کے آلات زراعت، جوتوں، کپڑے وغیرہ سے تبادلے کے متعلق، سرمایہ‌داروں کے توسل کے بغیر، جنھیں فیکٹریوں کے انتظام سے علیحدہ کر دینا چاہئے، سمجھوتوں کی تیاریاں فوراً شروع کردی جائیں۔ اسی مقصد کے پیش نظر کسان کمیٹیوں کی ہمت‌افزائی کرنی چاہئے کہ وہ زمینداروں کے مویشیوں اور آلات زراعت پر مشترکہ استعمال میں لانے کے لئے قبضہ کرلیں۔ اسی طرح سے بڑی بڑی زمینی جاگیروں کو مثالی فارموں میں تبدیل کرنے کی ہمت‌افزائی کرنی چاہئے، زمین کی کاشت بہترین آلات زراعت کی مدد سے، زراعتی ماہروں کی ہدایات کے تحت، زراعتی مزدوروں کے نمائندگان کی مقامی سوویتوں کے فیصلے کے مطابق اجتماعی طور پر کی جانی چاہئے۔

۱۷ (۳۰) مئی ۱۹۱۷ء سے
قبل ضبط تحریر میں آیا

اخبارنویس کے روزنامچے سے-
کسان اور مزدور

''کسانوں کے نمائندگان کی کل روس سوویت کی اطلاعات،، (۱۲) شمارہ ۸۸ مورخہ ۱۹ اگست میں ایک انتہائی دلچسپ مضمون شائع ہوا ہے جسے پارٹی کا پرچار اور ھلچل کرنےوالے ہر کارکن کو، جسے کسانوں سے کچھ بھی سابقہ پڑتا ہو، اور طبقاتی شعور رکھنےوالے ہر مزدور کو جو دیہات جا رہا ہو یا جو کسانوں کے تعلق میں آتا ہو، بنیادی مواد تصور کرنا چاہئے۔

اس مضمون کا عنوان ہے ''مثالی ہدایت‌نامہ جو ۲۴۲ ہدایت ناموں کی بنیاد پر مرتب کیا گیا جو کہ کسانوں کے نمائندگان کی پہلی کل‌روس کانگرس منعقدہ پیتروگراد ۱۹۱۷ء میں مقامی نمائندگان نے پیش کئے تھے،،۔

سب سے اچھی بات تو یہ ہوگی کہ کسانوں کے نمائندگان کی سوویت ان تمام ہدایت ناموں کے متعلق (اگر ان سب کو پورا پورا شائع کرنا، جو بلاشبہ قابل ترجیح ہوگا، قطعی نا ممکن ہو تو) جس قدر ممکن ہو سکے مفصل معلومات شائع کرے۔ یہ بات مثلاً خاص طور پر ضروری ہے کہ ان گبرنیوں، ضلعوں اور وولوستوں کی ایک پوری فہرست ہو جس میں دکھایا گیا ہو کہ ہر مقام سے کتنے ہدایت نامے موصول ہوئے ہیں، وہ کب مرتب کئے یا دئے گئے تھے، اور کم‌ازکم بنیادی مطالبات کا تجزیہ کیا جائے تاکہ ہم بتا سکیں کہ مختلف نکتوں میں آیا علاقےوار اختلاف ہے، آیا ایسے مسئلے جیسے کہ کسانوں کی تمام زمینوں کے لئے نجی حقوق ملکیت کو ختم کرنا، زمین کی میعادی ازسرنو تقسیم، اجرتی مزدوری پر پابندی،

زمینداروں کے آلات زراعت اور مویشیوں کی ضبطی وغیرہ وغیرہ کے تعلق سے مثلاً ان علاقوں میں جہاں گھر بار کھیتی باڑی سے ملحق ہیں اور دیہی برداری کی زمینی ملکیت ہے، روسی اور غیرروسی آبادیوں کے علاقوں میں، مرکزی اور دورافتادہ علاقوں میں، ان علاقوں میں جہاں زرخرید کسانوں کا نظام کبھی بھی نہیں تھا اور اسی طرح سے دوسرے علاقوں میں، مختلف طریقے سے پیش کئے گئے ہیں۔ کسانوں کے ہدایت‌ناموں میں جو غیرمعمولی بیش قیمت مواد موجود ہے اس کا پورا پورا مکمل مطالعہ ایسی تفصیلات کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اور ہم مارکسیوں کو ان حقائق کا پورا پورا مکمل مطالعہ کرنے کی ہر طرح کوشش کرنی چاہئے جن پر ہماری پالیسی مبنی ہو۔

بہتر مواد[1] کی غیرموجودگی میں، اور جب تک کسی نہ کسی اعتبار سے حقائق کی بنیاد پر غلط ثابت نہ ہو اس وقت تک ہدایت ناموں کا خلاصہ (جیسے کہ ہم ''مثالی ہدایت‌نامے،، کو کہیں گے) اپنی وضع کا واحد مواد رہتا ہے، جو، ہم مکرر کہتے ہیں، ہر پارٹی ممبر کے لئے قطعی ضروری ہے۔

خلاصے کا پہلا حصہ عام سیاسی اصولوں پر، سیاسی جمہوریت کے مطالبوں پر وقف ہے؛ دوسرا، زمین کے مسئلے پر۔ (توقع کی جاتی ہے کہ کسانوں کے نمائندگان کی کل روس سوویت یا کوئی دوسری تنظیم جنگ کے متعلق کسانوں کے ہدایت ناموں اور قراردادوں کا خلاصہ مرتب کرے‌گی۔) پہلے حصے کی تفصیل میں جائے بغیر اس میں سے ہم صرف دو نکتوں پر غور کریں‌گے۔ چھٹے پیرے میں تمام عہدیداروں کے انتخاب کا مطالبہ اور گیارھویں پیرے میں جب جنگ ختم ہو جائے تو مستقل فوج کو ختم کر دینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ یہ نکتے کسانوں کے سیاسی پروگرام کو بالشویک پارٹی کے پروگرام کے قریب‌ترین لے آتے ہیں۔ ان نکتوں کو اپنی بنیاد بناتے ہوئے ہمیں اپنے سارے پرچار اور ہلچل کے ذریعہ زور دینا اور ثابت کرنا چاہئے کہ منشویک اور سوشلسٹ انقلابی رہنماؤں نے نہ صرف سوشلزم سے بلکہ جمہوریت سے بھی غداری کی ہے، کیونکہ کرونشتاد میں، مثلاً، آبادی کی مرضی کے اور جمہوری اصولوں کے برعکس اور سرمایہ‌داروں کو خوش

کرنے کے لئے انھوں نے کمیسار کے عہدے کو حکومت کی منظوری کے تابع ہونے کو قبول کر لیا یعنی ایک ایسے عہدے کی حیثیت سے کہ جو خالص انتخابی نہیں ہے۔ پیتروگراد کی ضلع کاؤنسلوں اور مقامی حکومت خود اختیاری کے دوسرے اداروں میں سوشلسٹ انقلابی اور منشویک رہنما جمہوری اصولوں کے برعکس، مزدوروں کی ملیشیا فوراً قائم کرنے کے، جسکی جگہ بعد میں عوامی ملیشیا لے لیگی، بالشویک مطالبے کی مخالفت کر رہے ہیں۔

خلاصے کے بموجب زمین سے متعلق کسانوں کے مطالبات بنیادی طور پر یہ ہیں کہ ہر وضع کی زمین کی جس میں کسانوں کی زمینیں بھی شامل ہیں، نجی ملکیت کا بلا معاوضہ خاتمہ کر دیا جائے؛ جن زمینوں پر اعلی معیار کی سائنسی کاشتکاری کی جا رہی ہے انھیں ریاست کو یا کمیونوں کے پاس منتقل کر دیا جائے؛ جو زمینیں ضبط کی گئی ہوں ان کے تمام مویشی اور آلات زراعت ضبط کر لئے جائیں (جن کسانوں کے پاس کم زمین ہے انھیں مستثنا قرار دیدیا گیا ہے) اور ریاست کے پاس یا کمیونوں کو منتقل کر دئے جائیں؛ اجرتی مزدوری پر پابندی؛ محنت کش عوام میں زمین کی مساویانہ تقسیم، مقررہ وقفے کے بعد ازسرنو تقسیم وغیرہ وغیرہ۔ عبوری مدت میں، جب تک کہ آئین‌ساز مجلس کا اجلاس منعقد ہو، کسانوں کا مطالبہ ہے کہ زمین کی خرید اور فروخت کی ممانعت کے قوانین فوراً جاری کر دئے جائیں؛ کمیونوں سے علیحدگی اختیار کرنا اور الگ الگ نجی فارموں (۱۳) کی ملکیت وغیرہ مسترد کرنے کے قوانین، جنگلات، ماہی گیری کے مرکزوں وغیرہ کی حفاظت کے قوانین بنائے جائیں، طویل مدت کی پٹے‌داریاں ختم کر دی جائیں، مختصر مدت کی پٹے داریوں پر نظرثانی کی جائے اور ایسے ہی دوسرے مطالبے۔

یہ دیکھنے کے لئے ان مطالبات پر بہت زیادہ غور و فکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ سرمایہ‌داروں کے ساتھ اتحاد عمل سے، ان سے مکمل طور پر قطع تعلق کئے بغیر، سرمایہ‌دار طبقے کے خلاف انتہائی پرعزم اور بے درد جدوجہد کئے بغیر، اس کی حکومت کا تختہ الٹے بغیر ان کی تکمیل قطعی ناممکن ہے۔

سوشلسٹ انقلابی ٹھیک یہی بات فرض کرکے اور اس خیال کو پھیلا کر کہ یہ اصلاحات، ایسی ہی اصلاحات سرمایہ‌دارانہ حکومت

کا تختہ الٹے بغیر، سارا ریاستی اقتدار پرولتاریہ کو منتقل ہوئے بغیر، سرمایہ‌داری کے خلاف ایک پرولتاری ریاست کے انتہائی پرعزم انقلابی اقدامات کو غریب کسانوں کی حمایت حاصل ہوئے بغیر ممکن ہیں، اپنے آپ کو اور کسانوں کو فریب دے رہے ہیں۔ ''سوشلسٹ انقلابیوں،، میں بائیں‌بازو کے نمودار ہونے کی اہمیت یہ ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی پارٹی کے اندر اس فریب کا احساس بڑھ رہا ہے۔

اصل میں ساری نجی زمین کو ضبط کر لینے کے معنے کروڑوں کا سرمایہ ضبط کر لینا ہے جو کہ ان بینکوں کا ہے جن کے پاس اس زمین کا بیشتر حصہ گروی رکھا ہوا ہے۔ اس جیسا کوئی اقدام انقلابی طریقوں سے سرمایہ‌داروں کی مزاحمت پر انقلابی طبقے کے عبور حاصل کئے بغیر کیسے کیا جا سکتا ہے؟ علاوہ ازیں، یہاں سوال ہے سب سے زیادہ مرکوز، بینک کے سرمائے کا جو کہ ایک وسیع ملک کی سرمایہ‌دارانہ معیشت کے تمام اعصابی مرکزوں سے اربوں ڈوریوں سے وابستہ ہے اور جس کو شہری پرولتاریہ کی اس قوت سے ہی شکست دی جا سکتی ہے جو کچھ کم مرکوز نہ ہو۔

اس کے علاوہ نہایت اعلی کارگذار فارموں کا ریاست کے پاس منتقل ہو جانا لیجئے۔ ظاہر ہے کہ اس ''ریاست،، کو جو انہیں اپنے اختیار میں لے لینے اور ان کو خود افسروں اور سرمایہ‌داروں کے مفاد میں نہیں، درحقیقت اور صحیح معنوں میں محنت‌کش عوام کے مفادات میں چلانے کی اہل ہو، لازمی طور پر ایک پرولتاری انقلابی ریاست ہونا چاہئے۔

افزائش نسل کے فارموں وغیرہ کو ضبط کر لینا اور پھر تمام مویشیوں اور آلات زراعت کو، ذرائع پیداوار کی نجی ملکیت پر یکے بعد دیگرے ایک سے زیادہ سر توڑ ضربیں لگانے کے مترادف ہے۔ اس کے معنے سوشلزم کی جانب قدم بڑھانے کے ہیں، کیونکہ مویشیوں اور آلات زراعت کا ''ریاست یا کمیون کے پاس بلاشرکت غیرے استعمال کے لئے،، منتقل ہو جانے سے مراد بڑے پیمانے کی سوشلسٹ زراعت ہے یا کم‌از‌کم مربوط چھوٹے فارموں پر سوشلسٹ نظم و ضبط، ان کی معیشت پر سوشلسٹ قواعد و ضوابط کا اطلاق۔

اور اجرتی مزدوری پر ''پابندی،، کی کیا رہی؟ یہ ایک بے معنے

فقرہ ہے، پامال، چھوٹے چھوٹے مالکان اراضی کی بیچارگی، انجانی سادہ‌لوحی، لایعنی آرزو ہے جو یہ نہیں سوچتے کہ اگر دیہات میں اجرتی مزدوروں کی محفوظ فوج نہ ہو تو بحیثیت مجموعی ساری سرمایہ‌دارانہ صنعت ساکن ہو جائیگی، یہ کہ گاؤں میں اجرتی محنت پر ''پابندی،، عائد کرنا اور شہروں میں اس کی اجازت دیدینا غیرممکن ہے اور آخر میں یہ کہ اجرتی مزدوری پر ''پابندی،، عائد کردینا سوشلزم کی جانب ایک قدم کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

یہاں ہم کسانوں کی جانب مزدوروں کے رویے کے بنیادی سوال پر پہنچ جاتے ہیں۔

مزدوروں کی عام سوشل ڈیماکریٹی تحریک کے وجود کو روس میں بیس برس سے زیادہ ہو گئے ہیں (اگر ہم ۱۸۹۶ء کی عظیم‌الشان ہڑتالوں سے شروع کریں)۔ اس پورے طویل عرصے کے دوران میں، دو عظیم انقلابوں کے دوران میں، روس کی پوری سیاسی تاریخ کے دوران میں یہ مسئلہ چلتا چلا آیا ہے کہ آیا مزدور طبقہ کسانوں کی رہنمائی کرتا ہوا آگے، سوشلزم کی جانب لے جائے یا اعتدال‌پسند بورژوازی ان کو پیچھے کی طرف، سرمایہ‌داری سے مصالحت کی طرف لیجائے۔

سوشل ڈیماکریٹوں کے موقع پرست بازو نے ہمیشہ دنیاداری کے اس کلیے کی بنیاد پر حجت کی ہے: چونکہ سوشلسٹ انقلابی پیٹی بورژوا ہیں اس لئے ''ہم،، سوشلزم کے بورژوازی کے ذریعہ مسترد کئے جانے کے نام پر سوشلزم کے بارے میں ان کے عاسیانہ یوٹوپیائی نظریات کو مسترد کرتے ہیں۔ مارکسزم کی جگہ نہایت صفائی سے استرووازم(۱۴) لے لیتی ہے اور منشویزم پھسل کر کادیت خدمتگار کے کردار تک اتر آتا ہے کہ جو کسانوں کو بورژوا حکمرانی سے ''میل ملاپ کر لینے،، کی تلاش میں رہتا ہے۔ اس کردار کی تازہ‌ترین اور سب سے زیادہ نمایاں شہادت یہ ہے کہ تسیریتیلی اور اسکوبیلیف، چیرنوف اور اوکسین‌تیف (۱۵) کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ''انقلابی جمہوریت‌پسندوں،، کے نام پر کادیتوں کے رجعت‌پسندانہ، زمینداروں کے فرمانوں پر دستخط کرنے میں مصروف تھے۔

انقلابی سوشل ڈیماکریٹ جو سوشلسٹ انقلابیوں کے پیٹی بورژوا واہموں کی تنقید سے کبھی بھی دستبردار نہیں ہوئے ہیں، اور ان

کے ساتھ کادیتوں کی مخالفت کے علاوہ کبھی بھی کسی گروہ‌بندی میں شامل نہیں ہوئے ہیں، انتھک کام کیا کرتے ہیں کہ کسانوں کو کادیتوں! کے اثر سے نکال‌لیں، اور سوشلزم کے متعلق عامیانہ یوٹوپیائی نظریات کے مقابلے میں سرمایہ‌داری سے اعتدال‌پسندانہ مصالحت کے بجائے سوشلزم کی جانب لیجانے والا انقلابی پرولتاری راستہ پیش کرتے ہیں۔

اب جبکہ جنگ نے واقعات کو حیران کن تیزرفتاری سے بدلنا شروع کر دیا ہے، سرمایہ‌داری کے بحران کی شدت انتہا کو پہنچا دی ہے، اور لوگوں کا آمنا سامنا تباہی اور سوشلزم کی جانب فوری پرعزم پیشقدمی میں سے کسی ایک کو فوراً منتخب کرلینے سے کر دیا ہے تو نیم اعتدال‌پسند منشویزم اور انقلابی پرولتاری بالشویزم کے درمیان خلیج کی پوری گہرائی اس عملی مسئلے پر صاف طور سے ظاہر کر دی ہے کہ لاکھوں کسانوں کو عملاً کیا کرنا چاہئے۔

سرمائے کی حکمرانی تسلیم کرلی جائے کیونکہ ''ہم،، ابھی تک سوشلزم کےلئے پختہ نہیں ہوئے ہیں — یہ بات منشویک کسانوں سے کہتے ہیں، اس طرح اتفاق سے، عموماً ''سوشلزم،، کے مجرد مسئلے کو اس ٹھوس مسئلے کی جگہ لے آتے ہیں کہ آیا ان زخموں کو جو جنگ نے پہنچائے ہیں سوشلزم کی جانب فیصلہ کن قدم بڑھائے بغیر اچھا کرنا ممکن ہے۔

سوشلزم کو تسلیم کرلو کیونکہ سوشلسٹ انقلابی پیٹی بورژوا یوٹوپیائی ہیں — یہ تو منشویک کسانوں سے کہتے ہیں اور درحقیقت سوشلسٹ انقلابیوں کے ساتھ مل کر کادیت حکومت کی حمایت کرتے ہیں۔

اور سوشلسٹ انقلابی، سینہ کوٹ کوٹ کر، کسانوں کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ سرمایہ‌داروں سے کوئی بھی صلح کرنے کے خلاف ہیں، کہ انھوں نے روسی انقلاب کو کبھی بھی بورژوا انقلاب تصور نہیں کیا ہے — اور اس‌لئے موقع پرست سوشل ڈیماکریٹوں ہی کے ساتھ مل کر ایک بلاک بنا لیتے ہیں اور ایک بورژوا حکومت ہی کی حمایت کرنے کو جمع ہو جاتے ہیں۔ سوشلسٹ انقلابی کسانوں کے تمام پروگراموں پر دستخط کر دیتے ہیں، خواہ وہ کتنے ہی انقلابی کیوں نہ ہوں، سوائے اس کے کہ وہ ان کی تعمیل کےلئے ایسا نہیں

کرتے، بلکہ ان کو التوا میں ڈالنے کےلئے کرتے ھیں اور کسانوں کو انتہائی درجے کے ناپابند وعدوں سے فریب دیا کرتے ھیں، جبکہ درحقیقت ملی جلی حکومت میں کادیتوں کے ساتھ مل کر مہینوں سے ''سمجھوتے کی پالیسی،، پر عمل کر رھے ھیں۔

کسانوں کے مفادات سے سوشلسٹ انقلابیوں کی یہ چیختی چنگھاڑتی، عملی، براہ‌راست، صریحی غداری صورت حال کو بنیادی طور پر تبدیل کر دیتی ھے۔ اس تبدیلی کو ھمیں شمار میں رکھنا چاھئے۔ سوشلسٹ انقلابیوں کے خلاف صرف پرانے طرز کی ھلچل، صرف اس طرح جس طرح کہ ۱۹۰۲ء اور ۱۹۰۳ء کے، اور ۱۹۰۵ء اور ۱۹۰۷ء کے درمیان کی تھی، کافی نہیں ھے۔ ''زمین کو اشتراکی کرنے،،، ''زمین کی مساویانہ تقسیم،،، ''اجرتی مزدوری پر پابندی،، وغیرہ کی پیٹی بورژوا خیال‌آرائیوں کو نظریاتی اعتبار سے بےنقاب کرنا کافی نہیں ھے۔

وہ بورژوا انقلاب کی شام‌آمد تھی، یا بورژوا انقلاب کی تکمیل سے پہلے کا زمانہ، اور پہلا کام یہ تھا کہ بادشاھت کا تختہ الٹنے کا کام پورا ھو جائے۔

اب بادشاھت کا تختہ الٹ چکا ھے۔ بورژوا انقلاب کی اس حد تک تکمیل ھو چکی ھے کہ روس ایک جمہوریت‌پسند جمہوریہ بن گیا ھے جہاں کادیتوں، منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کی ایک حکومت ھے۔ اور جنگ نے پچھلے تین برسوں میں ھمیں خاصے تیس برس آگے دھکیل دیا ھے۔ اس نے عام مزدوری کی خدمت اور کارخانوں کے سینڈیکیٹ لازمی طور سے بنانے کو یورپ کے سر منڈھ دیا ھے۔ جو ممالک پیش پیش تھے ان میں بھوک اور ایسی تباھی مچائی ھے کہ جسکی مثال نہیں ملتی، اور سوشلزم کی جانب اقدامات ان پر مسلط کر دئے ھیں۔

ھماری طبقاتی پالیسی کی بنیادی تمہید ان دنوں یہ تھی کہ صرف مزدور اور کسان ھی بادشاھت کا تختہ الٹ سکتے ھیں۔ اور یہ تمہید درست تھی۔ ۱۹۱۷ء کے فروری اور مارچ نے اس کی پھر تصدیق کر دی۔

آج ھماری طبقاتی پالیسی کی تمہید یہ ھے کہ صرف پرولتاریہ، غریب کسانوں کو (نیم پرولتاریوں کو، جیسا کہ ھمارے پروگرام میں لکھا گیا ھے) اپنے پیچھے لیجاتے ھوئے جمہوری صلح کے ذریعہ

جنگ کا خاتمہ کر سکتا ہے، جنگ کے زخموں کو ٹھیک کر سکتا ہے، اور سوشلزم کی جانب قدم بڑھا سکتا ہے جو کہ قطعاً ضروری اور فوری ہو گیا ہے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سوشلسٹ انقلابیوں کے خلاف ہمارے پروپگنڈے اور ہلچل کو اس حقیقت کی جانب منتقل ہو جانا چاہئیے کہ انھوں نے کسانوں سے غداری کی ہے۔ وہ غریب کسان جنتا کے بجائے مالدار کسانوں کی ایک اقلیت کی نمائندگی کرتے ہیں۔ وہ کسانوں کو سرمایہداروں سے اتحاد عمل کی جانب لے جا رہے ہیں، یعنی ان کی ماتحتی میں دینے کی جانب، بجائے اس کے کہ مزدوروں سے اتحاد عمل کی جانب لے جائیں۔ محنت کش اور لوٹے کھسوٹے ہوئے عوام کے مفادات کو انھوں نے وزارتی عہدوں اور منشویکوں اور کادیتوں کے ساتھ مل کر ایک بلاک بنا لینے کے بدلے فروخت کر ڈالا ہے۔

تاریخ، جس کی رفتار جنگ نے تیز کردی، اتنی آگے بڑھ گئی ہے کہ پرانے کلیوں نے نئے معنے اختیار کر لئے ہیں۔ ''اجرتی مزدوری پر پابندی،، پہلے محض خالی خولی ایک فقرہ تھا جس پر پیٹی بورژوا دانشور بحث کرتے تھے۔ آج کی روشنی میں اس کے معنے کچھ اور ہی ہو گئے ہیں: لاکھوں غریب کسان اپنے ۲۴۲ ہدایتناموں میں کہتے ہیں کہ وہ اجرتی مزدوری کا خاتمہ چاہتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ ایسا کریں کیسے۔ ہم جانتے ہیں کیسے۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ مزدوروں سے اتحاد عمل سے ہی، ان کی قیادت میں، سرمایہداروں کی مخالفت میں ہی کیا جا سکتا ہے، ان سے ''سمجھوتہ کرنے،، کے ذریعہ نہیں۔

یہ ہیں وہ تبدیلیاں جو سوشلسٹ انقلابیوں کے خلاف ہمارے پروپگنڈے اور ہلچل کے بنیادی لائحہٴ عمل میں، اس بنیادی لائحہٴ عمل میں اب ہونی چاہئیں جس پر ہم کسانوں سے مخاطب ہونے میں عمل درآمد کرتے ہیں۔

کسان ساتھیو، سوشلسٹ انقلابی پارٹی نے تمھیں دغا دیدی ہے۔ اس نے جھونپڑوں سے دغا کی ہے اور محلوں کی خاطر انھیں چھوڑ دیا ہے، اگرچہ یہ شاہی محل نہیں، پھر بھی وہ تو ہیں جہاں کادیت، انقلاب اور خصوصاً کسان انقلاب کے کٹر دشمن اسی حکومت کی کرسیوں میں بیٹھتے ہیں جن میں چیرنوف، پیشیخونوف اور اوکسینتیف۔

صرف انقلابی پرولتاریہ، صرف ہراول جو اس کو متحد کرتا ہے، بالشویک پارٹی ہی غریب کسانوں کے اس پروگرام کی واقعی تعمیل کر سکتی ہے جو کہ ۲۴۲ ہدایت‌ناموں میں پیش کیا گیا ہے۔ کیونکہ انقلابی پرولتاریہ اجرتی مزدوری کو واحد صحیح طریقے سے ختم کرنے کی جانب واقعی پیش قدمی کر رہا ہے، سرمائے کا تختہ پلٹ کر، اور مزدوروں کو اجرت پر حاصل کرنے کی ممانعت کر کے نہیں، اجرتی مزدوری پر ''پابندی'' عائد کر کے نہیں۔ انقلابی پرولتاریہ زمین، آلات زراعت اور زراعتی تکنیکی اداروں کو ضبط کرنے کی جانب، کسان جو چاہتے ہیں اور سوشلسٹ انقلابی انہیں جو دے نہیں سکتے، انقلابی پرولتاریہ واقعی بڑھ رہا ہے۔

کسانوں کو مخاطب کرنے میں مزدور جو بنیادی لائحۂ عمل اختیار کرتا ہے اس میں اب یہ تبدیلی ضرور ہو جانی چاہئے۔ غریب کسان جو چاہتے ہیں اور جس کی تلاش میں وہ ہیں مگر نہیں جانتے کہ اسے کہاں اور کیسے پائیں، ہم مزدور تم کو دے سکتے ہیں اور ضرور دیں گے۔ ہم مزدور سرمایہ‌داروں کے خلاف خود اپنے مفادات کی علمبرداری کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ساتھ کسانوں کی بہت بڑی اکثریت کے مفادات کی بھی، جبکہ سوشلسٹ انقلابی، سرمایہ‌داروں سے اتحاد عمل کر کے، ان مفادات سے غداری کر رہے ہیں۔

* * *

اینگلس نے اپنی موت سے کچھ ہی قبل کسانوں کے مسئلے پر جو کچھ کہا تھا اسے ہم کو پھر یاد کر لینا چاہئے۔ انہوں نے زور دیکر کہا تھا کہ سوشلسٹوں کا قطعی کوئی ارادہ نہیں ہے کہ چھوٹے چھوٹے کسانوں کو بےدخل کردیں اور یہ کہ مشینی کی ہوئی سوشلسٹ زراعت کی فوقیتیں ان پر صرف قوت مثال کے ذریعہ روشن ہو جائینگی۔

جنگ نے روس کو اب عملی طور پر عین اسی وضع کے مسئلے سے دو چار کر دیا ہے۔ آلات زراعت کی کمی ہے۔ ان کو ضرور ضبط کر لینا چاہئے اور نہایت اعلی کارگذار فارموں کو ''ٹکڑے ٹکڑے'' نہیں کرنا چاہئے۔

کسانوں نے اسے محسوس کرنا شروع کر دیا ہے۔ ضرورت نے انہیں ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے۔ جنگ نے انہیں مجبور کر دیا ہے، کیونکہ آلات زراعت کوئی کہیں سے دستیاب نہیں۔ جو کچھ بھی موجود ہے اسی کو کفایت‌شعاری کے ساتھ کام میں لینا ہوگا۔ اور بڑے پیمانے کی کاشتکاری کے معنے ہیں آلات زراعت کے اور بہت سی دوسری چیزوں کے استعمال کے ذریعہ محنت کی بچت۔

کسان چاہتے ہیں کہ اپنے چھوٹے چھوٹے کھیتوں کو باقی رکھیں، سب کےلئے برابر کے معیار مقرر کریں اور وقتاً فوقتاً، مساوات کی بنیاد پر ازسرنو بندوبست کرتے رہیں۔ بہت خوب۔ کوئی ذی ہوش سوشلسٹ اس پر غریب کسانوں سے اختلاف نہیں کرےگا۔ اگر زمین ضبط کرلی گئی تو اس کے معنے ہیں کہ بینکوں کے اقتدار کو کمزور کر دیا گیا، اگر آلات زراعت ضبط کرلئے گئے تو اس کے معنے ہیں کہ سرمائے کے اقتدار کو کمزور کر دیا گیا — اور اس صورت میں بشرطیکہ مرکزی طور پر پرولتاریہ حکمرانی کر رہا ہو، بشرطیکہ سیاسی اقتدار پرولتاریہ نے حاصل کر لیا ہو، باقی سب کچھ اپنے آپ، ''قوت مثال،، کے نتیجے میں، تجربے کی ایڑ سے ہو جائیگا۔

معاملے کی اصل سیاسی اقتدار پرولتاریہ کے ہاتھ میں منتقل ہو جانے میں مضمر ہے۔ جب یہ رونما ہو جائیگا تو ہر چیز جو ۲۴۲ ہدایت‌ناموں میں پیش کردہ پروگرام میں ضروری، اساسی، بنیادی ہے، ممکن‌العمل ہو جائیگی۔ زندگی دکھائیگی کہ جیسے جیسے اسکی تعمیل ہوگی اس میں کیا کیا ترمیمیں ہو جائینگی۔ یہ مسئلہ ثانوی اہمیت کا ہے۔ ہم نظریے کے پرستار نہیں۔ ہمارا نظریہ ہمارے عمل کا راہبر ہے، کٹر عقیدہ نہیں۔

ہم یہ دعوی نہیں کرتے کہ سوشلزم کی جانب لیجانےوالے راستے کو آخر تک، آخری تفصیل تک مارکس جانتے تھے یا مارکسی جانتے ہیں۔ اس قسم کی کسی چیز کا دعوی کرنا بےمعنے ہوگا۔ ہم جو کچھ جانتے ہیں وہ اس راستے کی سمت ہے اور وہ طبقاتی قوتیں ہیں جو اس پر گامزن ہوتی ہیں؛ مخصوص، عملی تفصیلات کروڑوں کے تجربے کے ذریعہ ہی، جبکہ وہ معاملات خود اپنے ہاتھوں میں لےلیں گے، اسی وقت ہی منظر عام پر آئیں‌گی۔

کسان ساتھیو، مزدوروں پر بھروسہ کرو، اور سرمایہ‌داروں سے ناطہ توڑ لو! مزدوروں سے قریبی اتحاد عمل کے ذریعہ ھی تم اس پروگرام کی تعمیل شروع کر سکتے ھو جو ۲۴۲ ھدایت‌ناموں میں پیش کیا گیا ھے۔ سرمایہ‌داروں سے اتحاد کے ساتھ اور سوشلسٹ انقلابیوں کی قیادت میں اس پروگرام کے جذبے میں ایک بھی پرعزم، انقلابی قدم بڑھتا ھوا دیکھنے کو اپنی زندگی میں تمھیں کبھی ھرگز نہیں ملیگا۔

لیکن جبھ سرمائے کے خلاف بےدرد جدوجہد کرتے ھوئے شہری مزدوروں سے متحد ھوکر ۲۴۲ ھدایت‌ناموں کے پروگرام کی تکمیل تم شروع کر دوگے تو ساری دنیا ھماری اور تمھاری مدد کو آئیگی، اور تب اس پروگرام کی — ویسا نہیں جیسا کہ وہ اب ھے، بلکہ اس کی روح اصل کی — کامیابی یقینی ھو جائیگی۔ جب ایسا ھو جائیگا، تو سرمائے کے اقتدار کا اور اجرتی غلامی کا خاتمہ ھو جائیگا۔ سوشلزم کی حکمرانی کا، امن کے دور دورے کا، محنت‌کش عوام کی حکومت کا وھی آغاز ھوگا۔

''رابوچی''، شمارہ ۲،
۱۱ ستمبر (۲۹ اگست) ۱۹۱۷ء

سوشلسٹ انقلابی پارٹی نے کسانوں سے ایک بار پھر دغا کی

سوشلسٹ انقلابی پارٹی نے اپنے خاص اخبار ''دیلو نرودا،، مورخہ ۱۸ اور ۱۹ اکتوبر میں باضابطہ اور عام اعلان کیا ہے کہ زمین کے متعلق وزیر زراعت کا نیا مسودۂ قانون ''پارٹی کے زرعی پروگرام کی تعمیل کی جانب ایک بڑا قدم،، ہے، اور یہ کہ ''پارٹی کی مرکزی کمیٹی تمام پارٹی تنظیموں سے بہ اصرار درخواست کرتی ہے کہ اس مسودۂ قانون کے حق میں زوردار مہم شروع کریں اور عوام‌الناس میں اس کو مقبول کرائیں،،۔

لیکن درحقیقت یہ مسودۂقانون، جو وزیر موصوف، س۔ ل۔ ماسلوف نے جو کہ سوشلسٹ انقلابی پارٹی کے ممبر ہیں، پیش کیا ہے اور ''دیلو نرودا،، نے جس کا خلاصہ پیش کیا ہے، ایک فریب ہے جو کسانوں سے کیا گیا ہے۔ سوشلسٹ انقلابی پارٹی نے کسانوں کو دھوکہ دیا ہے؛ وہ خود اپنے زمینی مسودۂقانون سے علیحدہ کھسک گئی ہے اور ''منصفانہ تخمینے،، اور زمینداروں کی زمینی ملکیت کو برقرار رکھنے کے لئے زمینداروں اور کادیتوں کا منصوبہ منظور کر لیا ہے۔ پہلے روسی انقلاب (۱۹۰۵ء) اور دوسرے روسی انقلاب (۱۹۱۷ء) کے دوران میں اپنی کانگرسوں میں سوشلسٹ انقلابی پارٹی نے باضابطہ اور علانیہ طور پر زمینی جاگیروں کو ضبط کرنے کے لئے کسانوں کے مطالبے کا یعنی معاوضے کے بغیر انہیں کسانوں کو منتقل کرنے کا اپنے آپ کو پابند کر لیا تھا۔ لیکن جناب ماسلوف کی موجودہ تجویز

کے تحت نہ صرف زمینی جاگیریں جوں کی توں باقی چھوڑ دی گئی ھیں بلکہ ''پٹے پر دی ھوئی،، زمینوں کا ''منصفانہ،، طریقے سے تخمینہ کیا ھوا لگان کسانوں سے زمینداروں کو بھی ملنا ھے۔

جناب ماسلوف کا یہ مسودۂ قانون سوشلسٹ انقلابی پارٹی کی کسانوں سے سراسر غداری ھے، اور زمینداروں کے مکمل طور سے اس کے تابع ھو جانے کی علامت۔ کسانوں کے وسیع‌ترین ممکن حلقوں کو یہ حقیقت حال ذھن‌نشین کرانے کے لئے زیادہ سے زیادہ کچھ کرنا چاھئے، ھر کوشش کرنی چاھئے۔

۱۸ اکتوبر کو ''دیلو نرودا،، میں ماسلوف کے مسودۂ قانون کی دفعات ۲۵ تا ۴۰ شائع ھوئی تھیں۔ اس کے خاص خاص نکتے یہ ھیں:

(۱) مجوزہ ''عارضی پٹے کے فنڈ،، میں جانےوالی زمینداروں کی زمینیں سب کی سب نہیں ھوں گی۔

(۲) اس فنڈ میں زمینداروں کی زمینیں ان زمینی کمیٹیوں کو جمع کرنی ھیں جو ۲۱ اپریل ۱۹۱۷ء کے قانون کے تحت قائم کی گئی تھیں، جو کہ شہزادہ لووف کی زمینداروں کی حکومت نے جاری کیا تھا۔

(۳) ان قطعات کے لئے کسانوں کا ادا کیا ھوا لگان زمینی کمیٹیوں کو ''اصل آمدنی کے مطابق،، مقرر کرنا ھے اور مختلف ادائیگیوں کی منہائی کے بعد ''حقدار مالک،، ، یعنی زمیندار کے پاس چلا جانا ھے۔

کسانوں سے یہ سوشلسٹ انقلابیوں کا تہرا فریب ھے، اور ان تینوں نکتوں میں سے ھر ایک کو زیادہ تفصیل کے ساتھ زیربحث لانا چاھئے۔

''کسانوں کے نمائندگان کی کل روس سوویت کی اطلاعات،، شمارہ ۸۸، مورخہ ۱۹ اگست میں ''مثالی ھدایت‌نامہ جو ۲۴۲ ھدایت‌ناموں کی بنیاد پر مرتب کیا گیا جو کہ کسانوں کے نمائندگان کی پہلی کل‌روس کانگرس منعقدہ پیتروگراد ۱۹۱۷ء میں مقامی نمائندگان نے پیش کئے تھے،، شائع ھوا ھے۔

۲۴۲ ھدایت ناموں کا یہ خلاصہ جو مختلف مقامات کے کسانوں کے نمائندوں نے بنایا ھے، اس بات کا بہترین تصور پیش کرتا ھے کہ کسان کیا چاھتے ھیں۔ تلخیص‌شدہ یہ ھدایت نامہ بخوبی ظاھر کر

دیتا ہے کہ ماسلوف اور سوشلسٹ انقلابی پارٹی کی تجویز ایک دغابازی ہے۔

زمین کی نجی ملکیت کے حق کو ختم کرنے کا؛ نجی طور پر قبضے میں رکھی گئی ساری زمین وغیرہ کو بلامعاوضہ پوری قوم کی ملکیت میں تبدیل کرنے کا؛ نہایت اعلی کارگذار سطح پر پیداوار حاصل کرنے میں استعمال کئے جانےوالے قطعات زمین (پھلوں کے اور دوسری چیزوں کے باغوں وغیرہ) کو ''مثالی فارموں،، میں تبدیل کرنے، ''ریاست اور کمیونوں کے خصوصی استعمال کے لئے،، ان کو منتقل کرنے کا؛ ''تمام مویشیوں اور آلات زراعت،، کو ضبط کر لینے وغیرہ کا کسان مطالبہ کر رہے ہیں۔

خود کسانوں کے پیش کئے ہوئے ۲۴۲ مقامی ہدایت ناموں پر مبنی کسانوں کے مطالبات کا سلجھا ہوا بیان تو یہی ہے۔

لیکن سوشلسٹ انقلابی پارٹی نے، بورژوازی (سرمایہداروں) اور زمینداروں سے ''ایک ملاپ،، (یعنی ایک اتحاد یا سمجھوتہ) کر لینے کے بعد، اور سرمایہداروں اور زمینداروں کی حکومت میں شرکت کرکے اب ایک مسودۂ قانون تیار کیا ہے جو زمینداری کا خاتمہ نہیں کرتا بلکہ زمینی جاگیروں کے صرف ایک حصے کو ایک عارضی پٹے کے فنڈ میں منتقل کر دیتا ہے۔

اس مسودۂ قانون کے تحت کوئی پھلوں کے باغ، دوسرے باغات، چقندروں کے کھیت وغیرہ پٹے کے فنڈ میں نہیں جا سکتے! نہ اس فنڈ میں وہ زمینیں شامل ہو سکتی ہیں جو ان کے ''مالک، اس کے اہل و عیال، ملازمین اور مزدوروں کی ضرورتیں پوری کرتی ہوں، یا موجودہ مویشیوں کے گذارے کی ضمانت کرتی ہوں،،!

اس کے معنے یہ ہیں کہ مالدار مالک زمین، جس کا شکر کا کارخانہ ہو، آلو سے اشیا تیار کرنے کا کارخانہ ہو، تیل نکالنے کا کارخانہ یا مل ہو، پھلوں کے باغ یا دوسری چیزوں کے باغات ہوں، سیکڑوں مویشی اور درجنوں ملازم اور مزدور ہوں اس کے پاس سرمایہدارانہ طرز پر زیرکاشت ایک بڑی جاگیر باقی رہتی ہے۔ سوشلسٹ انقلابی پارٹی نے واقعی کسانوں کو غیرمعمولی ڈھٹائی کے ساتھ ٹھگا ہے۔

زمینی جاگیروں کو یا جیسے کہ مسودۂ قانون میں کہا گیا ہے، ''نجی طور پر قبضے میں رکھی گئی زمین،، کو پٹے کے فنڈ میں وہ زمینی کمیٹیاں منتقل کریں‌گی جو کہ ۲۱ اپریل ۱۹۱۷ء کے قانون کے تحت شہزادہ لووف اینڈ کمپنی کی زمینداروں کی حکومت نے قائم کی تھیں، میلیوکوف اور گوچکوف کی، سامراجیوں کی اور عوام‌الناس کو لوٹنےوالے ان ہی لوگوں کی حکومت نے جنھیں مزدوروں اور فوجیوں کی تحریک نے پیتروگراد میں ۲۰ اور ۲۱ اپریل کو یعنی پورے چھ مہینے قبل اکھاڑ پھینکا تھا۔

زمینی کمیٹیوں کا قانون جو زمینداروں کی اسی حکومت کا جاری کیا ہوا ہے، ظاہر ہے کہ جمہوری (عوامی) قانون ہونے سے کوسوں دور ہے۔ اس کے برعکس اس میں جمہوریت سے شرمناک انحراف کا پورا ایک سلسلہ موجود ہے۔ اس کی دفعہ ۱۱ کو لیجئے جو ''گبرنیا زمینی کمیٹیوں کو حق دیتی ہے کہ وولوست اور ضلع کمیٹیوں کے فیصلوں کو اس وقت تک معطل رکھیں جب تک کہ مرکزی زمینی کمیٹی کا آخری فیصلہ نہ آ جائے،،۔ زمینداروں کی ٹھگی کے اس قانون کے تحت کمیٹیاں اس طرح بنائی گئی ہیں کہ ضلع کمیٹی وولوست کمیٹی سے کم جمہوری ہے، گبرنیا کمیٹی ضلع کمیٹی سے اور مرکزی کمیٹی گبرنیا کمیٹی سے کم جمہوری ہے۔

وولوست کی زمینی کمیٹی پوری کی پوری اس وولوست کی آبادی منتخب کرتی ہے۔ قانون کے تحت مثلاً ضلع کمیٹی میں مقامی مجسٹریٹ اور (نئی مقامی حکومت کے ادارے کے قیام تک) ''عارضی عاملہ کمیٹیوں،، کے پانچ ممبروں کا شامل کیا جانا لازمی ہے۔ گبرنیا کمیٹی میں حلقے کی عدالت کا ایک رکن اور ایک مجسٹریٹ، اور وزارت کا ایک نمائندہ بھی ہوتا ہے جسے وزیر مقرر کرتا ہے وغیرہ۔ مرکزی زمینی کمیٹی ۲۷ ممبروں پر مشتمل ہوتی ہے جنھیں ''عارضی حکومت اس میں شرکت کی دعوت دیتی ہے،،! ان میں سے ایک ایک گیارہ سیاسی پارٹیوں کا ہوتا ہے، اکثریت (۱۱ میں سے ۶) کادیتوں اور ان کے داھنی طرف رھنےوالوں کو جاتی ہے۔ کیا یہ لووف اور شنگاریوف کی (جنھوں نے اس مسودۂ قانون پر دستخط کئے) اور ان کے دوستوں کی کھلی ٹھگی نہیں ہے؟ کیا یہ زمینداروں کو خوش کرنے کےلئے جمہوریت کی صاف خلاف‌ورزی نہیں؟

کیا اس سے بار بار دوھرائے ھوئے بالشویکوں کے بیان کی توثیق نہیں ھوتی که کسانوں کی خواھش کا صحیح اظہار اور تکمیل صرف کسانوں کے نمائندگان کی سوویتیں ھی کر سکتی ھیں جنھیں محنت کش عوام‌الناس نے منتخب کیا ھو اور جنھیں کسی وقت بھی واپس طلب کیا جا سکتا ھو؟

سوشلسٹ انقلابیوں نے، جنھیں بے گمان کسانوں نے کسانوں کے نمائندگان کی سوویتوں کی کل‌روس عامله کمیٹی کے لئے اکثریت میں منتخب کیا تھا، اب انھیں سے غداری کی ھے؛ انھوں نے کسان سوویتوں کو فروخت کرڈالا ھے، زمینداروں سے جا ملے ھیں اور مالک زمین، شہزاده لووف کے زمینی کمیٹیوں کے قانون کو تسلیم کر لیا ھے - یه ھے دوسرا بڑا جھانسه جو سوشلسٹ انقلابیوں نے کسانوں کو دیا ھے -

اس سے ھم، مزدوروں کی پارٹی کے لئے اور بھی زیاده لازم ھو جاتا ھے که بالشویکوں کے مطالبے کو پھر سے دوھرائیں: دیہات میں سارا اقتدار کسانوں کے نمائندگان کی اور کھیت مزدوروں کے نمائندگان کی سوویتوں کے سپرد کر دیا جائے!

کسانوں کے ھدایت‌نامے ضبطی کا یعنی زمینی جاگیروں کو بلامعاوضه منتقل کرنے کا اور افزائش نسل کے فارموں، نجی طور پر نسلی مویشی تیار کرنے کے اور مرغیوں کے فارموں کو ضبط کر لینے کا، تمام اعلی کارگذار فارموں کو ریاست کے استعمال کے لئے منتقل کرنے کا اور زمینی جاگیروں کے تمام مویشیوں اور آلات زراعت کو ضبط کر لینے کا مطالبه کرتے ھیں -

اس کے بجائے سوشلسٹ انقلابی وزارتی مسودۂ قانون کسانوں کی خاطر لگان برقرار رکھنے سے کرتا ھے، جس کو اب بھی زمینداروں کی تھیلیوں میں جانا ھے -

سوشلسٹ انقلابی مسودۂ قانون کی دفعه ۳۳ میں کہا گیا ھے: ''لگان کمیٹیوں کو ادا کیا جایا کرے‌گا، جو که باقی مانده'' (خزانے کو مختلف ادائیگیاں وغیره کرنے کے بعد) ''جائز مالک کے حوالے کر دیا جائیگا'' -

اس طرح سے ''سوشلسٹ انقلابی'' اچھے اچھے وعدوں سے کسانوں کو جل دینے کے بعد اب ان کی خدمت میں زمینداروں کا، کادیتوں کا زمینی مسودۂ قانون پیش کرتے ھیں!

یہ خالص اور قطعی ٹھگی ہے۔

ضبطی کے کسانوں کے مطالبے کا اس میں کچھ بھی باقی نہیں بچا ہے۔ یہ زمینی جاگیروں کی ضبطی نہیں ہے، بلکہ ایک ''جمہوریائی'' حکومت کے ہاتھوں زمینی جائداد کا استحکام ہے جو زمینداروں کو اپنے ''ملازمین اور مزدوروں'' کے گذارے کے لئے آلات زراعت اور زمین دونوں کی برقراری کا یقین دلاتی ہے، زمین کی برقراری کا جیسے ''زمین کا مالک چقندر اور دوسری صنعتی فصلوں کے لئے'' (اتنا آسان ہے کہ!) ''مخصوص کر دے''، اور باقی زمین جو پٹے کے فنڈ میں جاتی ہے اس کی قیمت کی ادائیگی کا۔ زمینی کمیٹیاں زمینوں کے مالک امرا کے لئے لگان وصول کرنےوالیوں میں تبدیل کر دی گئیں!

زمینی جائداد کو سوشلسٹ انقلابی ختم نہیں بلکہ مستحکم کرتے ہیں۔ اب یہ بخوبی واضح ہو گیا ہے کہ انھوں نے کسانوں سے دغا کی ہے اور زمینداروں سے جا ملے ہیں۔

مکار کادیتوں کو، سرمایہداروں اور زمینداروں کے ان وفادار دوستوں کو موقع نہیں دینا چاہئے کہ ان کا فریب چل جائے۔ کادیت یہ ظاہر کرتے ہیں کہ سوشلسٹ انقلابی مسودۂ قانون زبردست ''انقلابی'' ہے، اور تمام بورژوا اخباروں میں اس کے خلاف بڑا شور مچا ہوا ہے؛ وہ سب بورژوا وزیروں (اور، بلاشبہ، کیرینسکی جیسے ان کے حواریوں) کی جانب سے اس ''خوفناک'' مسودۂ قانون کی ''مخالفت'' کی خبریں دے رہے ہیں۔ یہ سارا کچھ ایک ڈھونگ ہے، تماشہ ہے؛ یہ ایک ایسے تاجر کی حجت ہے جو غیرمستقلمزاج سوشلسٹ انقلابیوں سے زیادہ کڑی سودےبازی کی توقع رکھتا ہے۔ درحقیقت، ماسلوف کا مسودۂ قانون ''زمینداروں کا'' ہے جس کے مرتب کرنے کا قطعی مقصد یہ ہے کہ ان سے سمجھوتہ کر لیا جائے اور ان کو بچا لیا جائے۔

''دیلو نرودا'' کا یہ کہنا، جیسا کہ اس نے ان شماروں میں کیا ہے، خالص بکواس ہے کہ یہ ''زمین سے متعلق ایک نمایاں مسودۂ قانون ہے جس نے زمین کو سماجی بنانے میں (!) ایک عظیم (!!) اصلاح کا افتتاح (!!!) کیا ہے''۔ اس مسودۂ قانون میں ''سماجی بنانے'' کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ہے (سوائے شاید اس ''سماجی'' مدد کے جو زمیندار کو اس کے لگان کی یقیندہانی کرکے دی گئی ہے)؛

کسی ''انقلابی یا جمہوریت پسند،، چیز کا اس میں ذرا نام و نشان تک نہیں ھے؛ درحقیقت اس میں آئرستانی وضع کی ''اصلاحات،، (۱۶) کے علاوہ قطعی کچھ بھی نہیں ھے، جو کہ یورپی بورژوا اصلاح پسندی کی ایک عام سی خاصیت ھے۔

میں ایک بار پھر کہنا چاہتا ہوں: یہ مسودۂ قانون ھے زمینداروں کو بچانے کا، اور پھیکی سی کسان بغاوت کو چھوٹی چھوٹی سی باتوں پر مراعات دیکر اور جو کچھ اھم ھے اسے زمینداروں کو اپنے پاس رھنے دینے کی اجازت دیتے ھوئے ''ٹھنڈا،، کرنے کا۔

یہ حقیقت کہ سوشلسٹ انقلابیوں نے ایک گھٹیا سا مسودۂ قانون حکومت کو پیش کیا ھے ان لوگوں کی ناقابل یقین ریا کاری کو واضح کرتی ھے کہ جو بالشویکوں پر سوویتوں کو اقتدار منتقل کرنے کے اپنے منصوبوں کے ذریعہ آئین ساز مجلس ''درھم برھم کرنے،، کا الزام عائد کرتے ھیں۔ ''آئین ساز مجلس تک کے صرف ۴۰ دن،،— کادیت، سرمایہ دار، زمیندار، منشویک اور سوشلسٹ انقلابی، سب یہ عیارانہ نعرہ بلند کرنے میں شامل ھو گئے ھیں۔ اس دوران ھی میں وہ حکومت کے پاس ایک ھمہ گیر زمینی مسودۂ قانون کھسکا دیتے ھیں جس میں کسانوں کو جل دیا گیا ھے، زمیندار ان پر سوار کئے گئے ھیں، زمینداروں کی زمینی ملکیت کو مستحکم کر دیا گیا ھے۔

جب بڑھتی ھوئی کسان بغاوت کے خلاف زمینداروں کی حمایت ھی کرنی ھو تو ھمہ گیر مسودۂ قانون آئین ساز مجلس کے منعقد ھونے کے ۴۰ دن اور بلکہ ۳۰ دن پہلے ھی جلدی جلدی پاس کیا جا سکتا ھے۔

جب سوال ھوتا ھے سارا اقتدار سوویتوں کے حوالے کرنے کا تاکہ ساری زمین کسانوں کو سپرد کر دی جائے، زمینداروں کی زمینی ملکیت کا خاتمہ فوراً کر دیا جائے اور فوراً منصفانہ صلح کی پیش کش کی جائے، تو کادیت، سرمایہ دار، زمیندار، منشویک اور سوشلسٹ انقلابی سب بالشویکوں کے خلاف شور غوغا مچانے میں شامل ھو جاتے ھیں۔

کسانوں کو یہ ضرور معلوم ھو جانا چاھئے کہ ان کو سوشلسٹ انقلابی پارٹی نے کس طرح ٹھگا ھے اور دغا دیکر زمینداروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ھے۔

کسانوں کو یه ضرور معلوم ھونا چاھئے که صرف مزدوروں کی پارٹی، صرف بالشویک سرمایه‌داروں اور زمینداروں کے خلاف، غریب کسانوں اور تمام محنت کش عوام کے مفادات کےلئے آخر دم تک ڈٹے رھنے کو تیار ھیں۔

۲۰ اکتوبر (۲ نومبر) ۱۹۱۷ء کو
ضبط تحریر میں آیا

مزدوروں اور فوجیوں کے نمائندگان کی سوویتوں کی دوسری کل‌روس کانگرس میں زمین کے متعلق رپورٹ

۲۶ اکتوبر (۸ نومبر) ۱۹۱۷ء

ہم دعوی کرتے ھیں کہ انقلاب نے ثابت اور ظاہر کر دیا ھے کہ یہ بات کتنی اھم ھے کہ زمین کے مسئلے کو واضح طور پر پیش کیا جائے۔ مسلح بغاوت، دوسرے، اکتوبر انقلاب کے شروع ھو جانے سے صاف طور پر ثابت ھوتا ھے کہ زمین لازمی طور پر کسانوں کے حوالے کر دینی چاھئے۔ حکومت نے کہ جس کا تختہ الٹا گیا ھے اور منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کی مصالحت کرنےوالی پارٹیوں نے اس وقت ایک جرم کا ارتکاب کیا جبکہ وہ مختلف بہانوں سے زمین کے مسئلے کا تصفیہ کرنے کو ملتوی کرتی رھیں اور اس طرح ملک کو معاشی بد نظمی میں مبتلا کیا اور ایک کسان انقلاب ھو گیا۔ دیہات میں فسادات اور نراج کے متعلق ان کی باتیں کھوکھلی، بزدلانہ اور پرفریب معلوم ھوتی ھیں۔ دانشمندانہ اقدامات سے کہاں اور کب فسادات ھوئے اور نراجیت آئی؟ اگر حکومت نے دانشمندی کے ساتھ عمل کیا ھوتا، اور اگر ان کے اقدامات نے غریب کسانوں کی ضرورتیں پوری کر دی ھوتیں، تو کیا کسان جنتا میں بےچینی پیدا ھوتی؟ لیکن حکومت کے سارے اقدامات، جنھیں اوکسین‌تیف اور دان (۱۷) کی سوویتوں نے منظوری دیدی تھی، کسانوں کے مفادات کے خلاف گئے اور انھیں بغاوت کرنے پر مجبور کر دیا۔

بغاوت کا اشتعال دلانے کے بعد، حکومت نے فسادات اور نراجیت کے بارے میں شور غوغا مچانا شروع کر دیا، کہ جن کےلئے وہ

خود ہی ذمہ‌دار تھی۔ اس کو وہ خون‌خرابے، آتش و آہن سے کچلنے‌والی تھی لیکن انقلابی فوجیوں، ملاحوں اور مزدوروں کی مسلح بغاوت نے خود اس کی بساط الٹ دی۔ مزدوروں اور کسانوں کے انقلاب کی حکومت کا پہلا فرض یہ ہونا چاہئیے کہ زمین کے مسئلے کو طے کرے جو غریب کسانوں کی وسیع جنتا کو پرسکون اور مطمئن کرسکتا ہے۔ میں آپ کو ایک فرمان کی دفعات پڑھ کر سناؤں‌گا جو آپ کی سوویت حکومت کو جاری کرنا چاہئیے۔ اس فرمان کی دفعات میں سے ایک میں زمینی کمیٹیوں کا ہدایت‌نامہ شامل کرلیا گیا ہے جو کسانوں کے نمائندگان کی مقامی سوویتوں سے آئے ہوئے ۲۴۲ ہدایت‌ناموں کی بنیاد پر مرتب کیا گیا ہے۔

زمین کے متعلق فرمان

(۱) زمینداروں کی زمینی ملکیت کا فوراً بغیر کسی معاوضے کے خاتمہ کیا جاتا ہے۔

(۲) زمینی جاگیریں، اسی طرح سے تمام صرف خاص کی، خانقاہوں اور گرجوں کی زمینیں، تمام مویشیوں، آلات زراعت، عمارتوں اور ان سے متعلق تمام چیزوں سمیت وولوست کی زمینی کمیٹیوں اور کسانوں کے نمائندگان کی اضلاعی سوویتوں کی تحویل میں، آئین‌ساز مجلس منعقد ہونے تک دی جاتی ہیں۔

(۳) ضبط شدہ املاک کو، جو اب سے کل عوام کی ملکیت ہیں، کوئی نقصان پہنچانے کو سنگین جرم قرار دیا جاتا ہے جس کی سزا انقلابی عدالتیں دیں‌گی۔ کسانوں کے نمائندگان کی ضلع سوویتیں زمینی جاگیروں کے ضبط کئیے جانے کے دوران میں مکمل امن و امان قائم رہنے کی ضمانت کرنے کے لئے، جاگیروں کی وسعت کا اور ضبط کی جا سکنے‌والی خاص جاگیروں کا تعین کرنے کے لئے، تمام ضبط شدہ املاک کی صحیح صحیح فہرستیں مرتب کرنے کے لئے اور عوام کو منتقل کئیے جانے‌والے تمام زرعی اداروں کی، ان کی تمام عمارتوں، آلات زراعت، مویشیوں، پیداوار کے ذخیروں وغیرہ کی سختی کے ساتھ

انقلابی طریقے سے حفاظت کرنے کے لئے تمام ضروری اقدامات کریں گی۔

(۴) مندرجہ ذیل کسانوں کا ہدایت‌نامہ، جو اخبار ''کسانوں کے نمائندگان کی کل روس سوویت کی اطلاعات،، نے ۲۴۲ مقامی کسان ہدایت ناموں سے مرتب کیا تھا اور اس اخبار کے شمارہ ۸۸ میں شائع ہوا تھا (پیٹروگراد، شمارہ ۸۸ مورخہ ۱۹ اگست، ۱۹۱۷ء) زمین کی عظیم اصلاحات پر عمل درآمد میں ہر جگہ رہبری کرے گا تاوقتیکہ آئین‌ساز مجلس موخرالذکر کے بارے میں آخری فیصلہ کرے۔

''زمین کے متعلق کسانوں کا ہدایت نامہ

''زمین کا مسئلہ اپنے پورے دائرۂ عمل میں صرف عوامی آئین‌ساز مجلس ھی طے کر سکتی ھے۔

زمین کے مسئلے کا سب سے زیادہ منصفانہ تصفیہ مندرجہ ذیل طریقے سے ھونا چاھئے:

۱ - زمین کی نجی ملکیت ھمیشہ کےلئے ختم کردی جائیگی؛ زمین بیچی، خریدی، پٹے پر، گروی یا کسی اور طرح الگ نہیں کی جائیگی۔

ساری زمین، خواہ ریاست کی ھو، صرف خاص کی، خانقاہ، گرجوں کی، فیکٹری کی (۱۸)، مشروط ھبہ کی ھوئی، نجی، سماجی اور کسانوں کی وغیرہ، بلامعاوضہ منتقل کرلی جائیگی، کل عوام کی ملکیت بن جائے گی، اور ان تمام لوگوں کے استعمال میں منتقل ھو جائے گی جو اس پر کاشت کرتے ھیں۔

جائداد کے اس انقلاب سے جن لوگوں کو نقصان ھوگا وہ صرف اس مدت کےلئے عوامی سہارے کے مستحق تصور کئے جائیں گے جو کہ زندگی کے نئے حالات کے مطابق ڈھال لینے کےلئے ضروری ھوگی۔

۲ - تمام معدنی دولت — خام دھاتیں، تیل، کوئلہ، نمک وغیرہ اور ساتھ ھی ریاستی اھمیت کے تمام جنگلات اور آبی

وسائل، خالصاً ریاست کے استعمال میں منتقل ہو جائیگی۔
تمام چھوٹی چھوٹی ندیاں، جھیلیں، جنگلات وغیرہ کمیونوں کے استعمال میں منتقل ہو جائیں گے جن کا انتظام وانصرام مقامی حکومت خوداختیاری کے اداروں کے ھاتھ میں ھوگا۔

۳ - وہ زمینیں جن پر اعلی سطح کی سائنسی کاشتکاری کی جا رھی ھے — پھلوں کے باغات، دوسرے باغات، بیجوں کے کھیت، پود گھر، گرم‌خانے وغیرہ — تقسیم نہیں کئے جائیں گے، بلکہ مثالی فارموں میں تبدیل کر دئے جائیں گے، تاکہ مخصوص استعمال کے لئے ریاست کے یا کمیونوں کے حوالے کر دئے جائیں، جس کا انحصار ایسی زمینوں کی وسعت اور اھمیت پر ھوگا۔

شہروں اور گاؤں کے پائیں باغ، جن میں پھل اور ترکاریاں اگائی جاتی ھوں، موجودہ مالکوں کے استعمال کےلئے مخصوص ھوں‌گے، زمین کے طول و عرض اور عائدکردہ محصول کی مقدار بذریعۂ قانون مقرر کی جائیگی۔

۴ - گھوڑوں کے فارم، افزائش نسل کے سرکاری اور نجی مویشی اور مرغی خانے وغیرہ ضبط ھو جائیں گے، سارے لوگوں کی ملکیت بن جائیں گے اور خالصاً ریاست یا کمیون کے استعمال میں منتقل ھو جائیں‌گے جس کا انحصار ایسے فارموں کی وسعت اور اھمیت پر ھوگا۔

معاوضے کے سوال پر آئین ساز مجلس غور کرےگی۔

۵ - ضبط شدہ جاگیروں کے تمام مویشی اور کھیتی باڑی کے آلات خالصاً ریاست یا کمیون کے استعمال میں منتقل ھو جائیں‌گے جس کا انحصار ان کی وسعت اور اھمیت پر ھوگا، اور اس کا کوئی معاوضہ ادا نہیں کیا جائیگا۔

ان کسانوں کے کھیتی باڑی کے اوزار جن کی چھوٹی سی زمین ھے ضبط نہیں کئے جائیں گے۔

۶ - زمین کو استعمال کرنے کا حق مملکت روس کے تمام باشندوں کو (بلا امتیاز جنس) جو اس پر خود اپنی

محنت سے، اپنے اهل و عیال کی مدد سے، یا امداد باهمی کی انجمن میں شامل هوکر کاشت کرنے کے خواهشمند هوں، لیکن اس وقت تک کے لئے دیا جائیگا جب تک که وه اس پر کاشت کر سکیں۔ مزدوری پر محنت کرانے کی اجازت نهیں هے۔

کسی گاؤں کے کمیون کے کسی رکن کی عارضی جسمانی نااهلیت کی صورت میں دو برس تک کے عرصے کے لئے، گاؤں کے کمیون پر فرض هوگا که اس مدت تک اس کو اجتماعی طور پر اس کی زمین کاشت کرنے میں مدد دیں تاکه وه پھر کام کرنے کے لائق هو جائے۔

جو کسان بڑھاپے یا خرابی صحت کی وجه سے مستقل طور پر کام کرنے کے قابل نهیں ره گئے هیں اور زمین پر بذاتخود کاشت کرنے کے نا اهل هیں، اس کو استعمال کرنے کا ان کا حق ختم هو جائیگا، لیکن اس کے بدلے ان کو ریاست کی جانب سے پنشن ملیگی۔

۷۔ زمین کا مساویانه استعمال هوگا، یعنی محنت‌کش عوام میں زمین محنت کے معیار کے مطابق یا گذارے کے معیار کے مطابق تقسیم هوگی جس کا انحصار مقامی حالات پر هوگا۔

زمین کے استعمال کی صورتوں — پائیں باغ، فارم، اجتماعی یا امداد باهمی — پر قطعی کوئی پابندی نهیں هوگی، جسکا تصفیه هر انفرادی گاؤں اور بستی میں هوگا۔

۸۔ ساری زمین جب منتقل کر لی گئی هوگی، زمین کے قومی ذخیرے کا جزو بن جائیگی۔ محنت‌کشوں میں اسکی تقسیم مقامی اور مرکزی حکومت خوداختیاری کے اداروں کے هاتھ میں هوگی، جمهوری طور پر منظم دیهی اور شهری کمیونوں سے لیکر، جن میں سماجی درجے کے کوئی امتیازات نه هوں، مرکزی علاقائی سرکاری اداروں تک۔

زمینی ذخیرے کی میعادی ازسرنو تقسیم هوتی رهیگی، جسکا انحصار آبادی میں اضافے اور صلاحیت پیداوار کے بڑھنے اور کاشتکاری کی سائنسی سطح پر هوگا۔

جب تقسیم شدہ زمین کی حدیں تبدیل کی جائینگی تو تقسیم کا اصل مرکزہ جوں کا توں رہنے دیا جائیگا۔

ان اراکین کی زمین جو کمیون چھوڑ کر چلے جاتے ہیں، زمینی ذخیرے میں واپس آجائیگی، ایسی زمین پر ترجیحی حق کمیون چھوڑ کر چلے جانے والوں کے قریبی عزیزوں کو یا اول‌الذکر جن اشخاص کو نامزد کریں ان کو دیا جائیگا۔

کھادوں اور اصلاحوں کے خرچے کا، جو زمین کے سلسلے میں کی گئی ہوں، معاوضہ دیا جائےگا کیونکہ کوئی قطعۂ اراضی زمینی ذخیرے میں واپسی کے وقت تک وہ پوری طرح استعمال نہ کر لی گئی ہیں۔

اگر زمینی ذخیرہ جو کسی مخصوص ضلع میں مہیا ہے مقامی آبادی کی ضرورتوں کے لئے ناکافی ثابت ہو تو فاضل آبادی کہیں اور بسا دی جائیگی۔

دوبارہ آباد کرنے کے انتظام کی ذمہ‌داری ریاست اپنے اوپر لیگی اور اس کے اخراجات برداشت کرےگی، اور آلات زراعت وغیرہ فراہم کرنے کے اخراجات بھی۔

دوبارہ آباد کرنے کا عمل مندرجہ ذیل ترتیب سے ہوگا: دوبارہ آباد ہونے کے خواہشمند وہ کسان جن کے پاس کوئی زمین نہ ہو، پھر کمیون کے وہ اراکین جن کی عادتیں بگڑی ہوئی ہوں، بھگوڑے اور اسی طرح کے دوسرے لوگ، اور پھر آخر میں قرعہ‌اندازی سے یا سمجھوتہ کرکے۔،،

اس ھدایت‌نامے کے پورے متن کو، پورے روس کے طبقاتی شعور رکھنے والے کسانوں کی بڑی بھاری اکثریت کی قطعی خواہش کے اظہار کی حیثیت سے عارضی قانون قرار دیا جاتا ہے، جس پر، آئین ساز مجلس کے منعقد ہونے تک، جہاں تک ممکن ہوگا فوراً عمل درآمد شروع ہو جائیگا، اور جہاں تک اس کی بعض دفعات کا تعلق ہے ان پر مناسب طریقے سے رفتہ رفتہ، جیسے کہ کسانوں کے نمائندگان کی ضلع سوویتیں فیصلہ کریں۔

(٥) معمولی کسانوں اور معمولی کزاکوں کی زمین ضبط نہیں کی جائیگی۔

یہاں آوازیں بلند کی جا رہی ہیں کہ خود اس فرمان کو اور ہدایت‌نامے کو سوشلسٹ انقلابیوں نے مرتب کیا تھا۔ پھر کیا ہوا؟ کیا اس میں کچھ مضائقہ ہے کہ انھیں مرتب کس نے کیا؟ ایک جمہوری حکومت کی حیثیت سے ہم عام جنتا کے فیصلے کو نظرانداز نہیں کرسکتے، چاہے ہم اس سے اتفاق نہ کریں۔ تجربے کی آگ میں، فرمان کو عملاً نافذ کرتے ہوئے، اور مقامی طور پر اس پر عمل درآمد کرتے ہوئے کسان خود محسوس کر لیں‌گے حقیقت کیا ہے۔ اور اگر کسان سوشلسٹ انقلابیوں کی تقلید کرتے بھی رہے، اگر وہ اس پارٹی کو آئین‌ساز مجلس میں اکثریت دے بھی دیں تو پھر بھی ہم کہیں‌گے: اس سے کیا ہوتا ہے؟ تجربہ بہترین استاد ہوتا ہے اور وہ دکھا دیگا کہ کون درست ہے۔ کسان اس مسئلے کو ایک سرے سے حل کریں اور ہم دوسرے سرے سے حل کریں‌گے۔ تجربہ ہمکو مجبور کرے‌گا کہ انقلابی تخلیقی کام، نئی ریاستی صورتیں وضع کرنے کے عام دھارے میں کھنچ کر ایک ساتھ آجائیں۔ ہمیں تجربے سے رہبری حاصل کرنی چاہئے، عوام‌الناس کی تخلیقی صلاحیتوں کو ہمیں پوری پوری آزادی دینی چاہئے۔ پرانی حکومت، جسکا تختہ مسلح بغاوت سے الٹ دیا گیا تھا، زمین کے مسئلے کو پرانی، غیر تبدیل شدہ زارشاہی نوکرشاہی کی مدد سے حل کرنا چاہتی تھی۔ لیکن مسئلے کو حل کرنے کے بجائے، نوکرشاہی نے کسانوں سے صرف لڑائی لڑی۔ ہمارے انقلاب کے آٹھ مہینوں میں کسانوں نے کچھ سیکھ لیا ہے؛ وہ زمین کے تمام مسئلوں کو خود طے کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم اس مسودۂ قانون میں تمام ترمیموں کے مخالف ہیں۔ اس میں ہم کوئی تفصیلات نہیں چاہتے، کیونکہ ہم ایک فرمان لکھ رہے ہیں، عملی کارروائی کا پروگرام نہیں۔ روس وسیع و بسیط ہے اور مقامی حالات میں مختلف۔ ہمیں اعتماد ہے کہ کسان خود مسئلے کو صحیح طریقے سے، مناسب طور سے، ہم سے بہتر حل کر سکیں‌گے۔ بات یہ نہیں ہے کہ آیا وہ ہمارے جذبے کے تحت کرتے ہیں یا سوشلسٹ انقلابی پروگرام کے جذبے میں۔ بات یہ ہے کہ کسانوں

کو اس بات کا پورا یقین ہونا چاہئے کہ دیہات میں زمیندار بالکل نہ رہیں، یہ کہ وہ خود تمام مسئلوں کا فیصلہ کریں، اور یہ کہ وہ خود اپنی زندگیوں کو ترتیب دیں۔ (پرزور تالیاں۔)

''مرکزی عاملہ کمیٹی کی اطلاعات،،
شمارہ ۲۰۹، ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۷ء
اور ''پراودا،، شمارہ ۱۷۱ مورخہ
۱۰ نومبر (۲۸ اکتوبر) ۱۹۱۷ء

کسانوں کے سوالات کا جواب[19]

کسانوں کے پوچھے ہوئے بہت سارے سوالوں کے جواب میں معلوم ہونا چاہئے کہ اب سے ملک میں سارا اقتدار پوری طرح مزدوروں، فوجیوں اور کسانوں کے نمائندگان کی سوویتوں کے ہاتھ میں ہے۔ پیتروگراد اور ماسکو میں مزدوروں کا انقلاب کامیاب ہو گیا ہے اور روس میں ہر جگہ جیت رہا ہے۔ مزدوروں اور کسانوں کی حکومت کسان، غریب کسان جنتا کی، کسانوں کی اکثریت کے مزدوروں کے ساتھ زمینداروں کے خلاف، سرمایہ‌داروں کے خلاف اتحادعمل کی ضمانت کرتی ہے۔

چنانچہ کسانوں کے نمائندگان کی سوویتوں کو، اولاً اضلاعی اور پھر گبرنیائی سوویتوں کو، اب آئندہ سے، اور آئین‌ساز مجلس کے منعقد ہونے تک اپنے اپنے مقاموں کی حکومت کے پورے پورے اختیارات سپرد کئے جاتے ہیں۔ سوویتوں کی دوسری کل‌روس کانگرس نے زمینداروں کی زمینی ملکیت کو ختم کر دیا ہے۔ زمین کے متعلق ایک فرمان موجودہ مزدوروں اور کسانوں کی عارضی حکومت پہلے ہی جاری کر چکی ہے۔ اس فرمان کے مطابق تمام زمینی جاگیریں پوری طرح کسانوں کے نمائندگان کی سوویتوں کے قبضے میں منتقل ہو گئی ہیں۔

وولوست کی زمینی کمیٹیوں کو چاہئے کہ تمام زمینی جاگیروں کا نظم و نسق سنبھال لیں، انتہائی سختی سے حساب کتاب کریں، مکمل امن و امان برقرار رکھیں اور زمینداروں کی سابقہ جائداد کی انتہائی سختی کے ساتھ حفاظت کریں، جو اب آئندہ سے کل عوام کی ملکیت ہے اور اس لئے جسکی خود عوام ہی کو حفاظت کرنی چاہئے۔

کسانوں کے نمائندگان کی ضلع سوویتوں کی تائید سے وولوست کی زمینی کمیٹیوں کے تمام احکامات قانون کا درجہ رکھتے ہیں اور ان کی تعمیل بلاشرط اور بلاتاخیر ہونی چاہئیے۔

مزدوروں اور کسانوں کی حکومت کا نام جسے سوویتوں کی دوسری کل‌روس کانگرس نے مقرر کیا ہے، عوامی کمیساروں کی کاؤنسل رکھا گیا ہے۔

عوامی کمیساروں کی کاؤنسل کسانوں سے اپیل کرتی ہے کہ اپنے اپنے مقاموں کا سارا اقتدار حکومت خود اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ مزدور اپنی پوری، مسلم، ہمہ‌گیر حمایت کسانوں کو پیش کرتے ہیں، مشینوں اور اوزاروں کی پیداوار شروع کر رہے ہیں اور کسانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ غلہ فراہم کرکے مدد دیں۔

''مرکزی عاملہ کمیٹی کی اطلاعات،،
شمارہ ۲۱۹، ۸ نومبر ۱۹۱۷ء

مرکزی گبرنیوں کی غریب کسانوں کی کمیٹیوں[٣٠] کے ڈیلی گیٹوں کے ایک جلسے میں تقریر

۸ نومبر ۱۹۱۸ء

ساتھیو، اندرونی تعمیر کے ہمارے کام میں، اور یہاں تک کہ ہمارے پورے انقلاب میں غریب کسانوں کو منظم کرنا اہم‌ترین مسئلے کی حیثیت سے ہمیں درپیش ہے۔

اکتوبر انقلاب کا مقصد یہ ہے کہ کارخانوں اور فیکٹریوں کو سرمایہ‌داروں کے ہاتھ سے چھین لیا جائے تاکہ ذرائع پیداوار کو کل‌عوام کی ملکیت بنا دیا جائے اور ساری زمین کسانوں کے حوالے کرکے زراعت کو سوشلسٹ انداز سے ازسر نو تعمیر کیا جائے۔

اس مقصد کا پہلا نصف حصہ پایۂ تکمیل کو پہنچانا دوسرے کی بہ‌نسبت کہیں زیادہ آسان تھا۔ شہروں میں انقلاب کو بڑے پیمانے کی صنعت سے نبٹنا تھا جس میں لاکھوں مزدور کام کرتے ہیں۔ کارخانے اور فیکٹریاں چند سرمایہ‌داروں کی ملکیت تھے، جن سے نبٹنے میں مزدوروں کو کوئی مشکل نہیں ہوئی۔ سرمایہ‌داروں کے خلاف طویل جدوجہد میں جس نے ان کو مل جل کر، عزم کے ساتھ، اور منظم طریقے سے کارروائی کرنا سکھایا تھا، مزدور پہلے ہی تجربہ حاصل کر چکے تھے۔ علاوہ ازیں کارخانوں اور فیکٹریوں کو تقسیم کرنے کی ضرورت نہیں تھی؛ جو کچھ چاہئے تھا وہ یہ تھا کہ ساری پیداوار سے مزدور طبقے اور کسانوں کے مفادات کی خدمت لی جائے اور یہ کہ محنت کے ثمر سرمایہ‌داروں کے ہاتھ نہ لگ جائیں۔

لیکن زمین کا معاملہ بالکل ہی مختلف ہے۔ یہاں، سوشلزم کی فتح حاصل کرنے کے لئے متعدد عبوری اقدامات درکار ہوتے ہیں۔ کسانوں کے چھوٹے پیمانے کے بیشمار فارموں کو بڑے پیمانے کی پیداوار

میں تبدیل کرنا ایک ایسی چیز ہے جو فوراً نہیں کی جا سکتی۔ زراعت، جو اب تک انفرادی پیمانے پر کی جاتی رہی ہے، فوراً ہی سوشلسٹ طرز کی نہیں ہو سکتی، اور بڑے پیمانے کے ریاستی کاروبار میں تبدیل نہیں ہو سکتی کہ جس سے حاصل ہونےوالی پیداوار عام اور مساویانہ نظام محنت کے تحت سارے محنت کشوں میں برابر برابر اور منصفانہ طریقے سے تقسیم کر دی جائے۔ یہ سب کچھ فوراً یا ایک مختصر مدت میں حاصل کرنا، بلاشبہ، ناممکن ہے۔

شہروں میں کارخانوں اور فیکٹریوں کے مزدوروں نے سرمایہداروں کا تختہ مکمل طریقے سے پلٹنے میں اور استحصال کا جوا اتار پھینکنے میں جبکہ کامیابی حاصل بھی کرلی ہے، زراعتی اضلاع میں استحصال کے خلاف اصلی لڑائی ابھی بس شروع ہی ہوئی ہے۔

اکتوبر انقلاب کے بعد ہم نے زمیندار کو کچل ڈالا اور اس کو اپنی زمین سے محروم کر دیا۔ لیکن اس سے زراعتی اضلاع میں جدوجہد ختم نہیں ہو گئی۔ زمین کی فتح، محنت کشوں کی دوسری ہر فتح کی طرح، صرف اسی وقت مستقل ہو سکتی ہے جبکہ وہ خود محنت کشوں کے آزادانہ عمل پر، ان کی اپنی تنظیم پر، اپنی قوت برداشت اور انقلابی عزم پر مبنی ہو۔

کیا محنت کش کسانوں کے پاس یہ تنظیم تھی؟

بدقسمتی سے نہیں۔ یہی بنیادی سبب ہے، وجہ ہے کہ یہ جدوجہد اتنی دشوار ہے۔

وہ کسان جو اوروں کی محنت کام میں نہیں لیتے، جو دوسروں کے بل پر منافع حاصل نہیں کرتے، یقینی طور پر ہمیشہ زمین کو ہر فرد میں برابر سے تقسیم کرنے کے حق میں ہونگے، وہ ہمیشہ اس بات کے حق میں ہونگے کہ ہر فرد کام کرے، اس کے پاس زمین ہو مگر استحصال کی بنیاد بننے کے لئے نہیں اور اس لئے متعدد زمینوں کے پٹے ایک ایک کے ہاتھ میں جمع نہ ہو جائیں۔ لیکن مالدار کسانوں اور طفیلیوں کا معاملہ مختلف ہے جو جنگ کے باعث امیر ہو گئے، جنھوں نے قحط سے فائدہ اٹھایا اور بےحد مہنگے داموں پر اناج فروخت کیا، جنھوں نے مہنگے داموں کی توقع میں اناج چھپا کر رکھا، اور جو اب ہر طرح کوشش کر رہے ہیں کہ لوگوں کی بدنصیبیوں پر اور غریب

کسانوں اور شہروں میں رہنےوالے مزدوروں کی فاقہ کشی پر مالدار بن جائیں ۔

وہ، مالدار کسان اور طفیلی، دشمن ہیں کہ جو سرمایہ‌داروں اور زمینداروں کی بہ‌نسبت کچھ کم خوفناک نہیں ۔ اور اگر مالدار کسانوں سے نبٹا نہیں گیا، اگر ہم طفیلیوں کو قابو میں نہیں لائے تو زار اور سرمایہ‌داروں کی واپسی ناگزیر ہے ۔

اب تک یورپ میں جتنے انقلابات ہوئے ہیں ان میں سے ہر ایک کا تجربہ اس حقیقت کی نمایاں تصدیق کرتا ہے کہ اگر کسان مالدار کسانوں کے اقتدار کا خاتمہ نہیں کر دیتے تو اس کی ناکامی ناگزیر ہوتی ہے ۔

ہر یورپی انقلاب ناکامی پر ختم ہوا کیونکہ کسان اپنے دشمنوں سے نبٹ نہیں سکے ۔ شہروں میں تو مزدور اپنے بادشاہوں کا تختہ الٹ دیا کرتے تھے (انگلینڈ اور فرانس میں کئی صدیاں پہلے انہوں نے اپنے بادشاہوں کو مار بھی ڈالا؛ صرف ہم نے ہی اپنے زار کے معاملے میں دیر کی) پھر بھی ایک وقفے کے بعد پرانا نظام بحال ہو جایا کرتا تھا ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان دنوں شہروں میں بھی بڑے پیمانے کی صنعت نہیں تھی جو کارخانوں اور فیکٹریوں میں لاکھوں مزدوروں کو متحد کر سکتی اور ان کو ایک ایسی فوج میں مستحکم کرسکتی جو کسانوں کے سہارے کے بغیر سرمایہ‌داروں اور مالدار کسانوں کی یلغار کو برداشت کر لیتی ۔

غریب کسان غیرمنظم تھے، مالدار کسانوں سے وہ اچھی طرح نہیں لڑتے ، اور نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ شہروں میں بھی انقلاب کو شکست ہوا کرتی تھی ۔

لیکن اب صورت‌حال مختلف ہے ۔ گذشتہ دو سو برسوں کے دوران میں بڑے پیمانے کی پیداوار نے اس قدر زوردار طریقے سے ترقی کی ہے اور سارے ملکوں میں بڑے بڑے کارخانوں اور فیکٹریوں کا، جن میں ہزاروں اور لاکھوں مزدور کام کرتے ہیں، ایسا جال سا بچھ گیا ہے کہ اب ہر جگہ شہروں میں منظم مزدوروں، پرولتاریوں کے بہت سارے کارکن تیار ہو گئے ہیں جو ایک ایسی قوت کی تشکیل کرتے ہیں جو بورژوازی اور سرمایہ‌داروں پر آخری فتح حاصل کر لینے کو کافی ہے ۔

سابقہ انقلابوں میں غریب کسانوں کو مالدار کسانوں کے خلاف اپنی دشوار جدوجہد میں سہارا ملنے کا کہیں ٹھکانا نہیں تھا۔

منظم پرولتاریہ — جو کسان کی بہ‌نسبت زیادہ طاقتور اور زیادہ تجربہ‌کار ہے(اس نے وہ تجربہ پہلے کی جد و جہدوں میں حاصل کیا تھا) — اب روس میں برسر اقتدار ہے اور پیداوار کے تمام ذرائع، کارخانے، فیکٹریاں، ریلیں، بحری جہاز وغیرہ اس کے قبضے میں ہیں۔

غریب کسانوں کے پاس اب مالدار کسانوں کے خلاف اپنی جدوجہد میں ایک قابل اعتماد اور طاقتور ساتھی ہے۔ غریب کسان جانتے ہیں کہ پرولتاریہ ان کی مدد کریگا، درحقیقت اس کے اختیار میں جو بھی ذرائع ہیں، ان سب سے انہیں مدد پہنچا بھی رہا ہے۔ حالیہ واقعات نے یہ دکھا دیا ہے۔

آپ کو یاد ہے، ساتھیو، سال رواں کی جولائی میں انقلاب کیسی خطرناک حالت میں تھا۔ چیکوسلوواکی بغاوت (۲۱) پھیل رہی تھی، شہروں میں غذا کی قلت روزافزوں شدت اختیار کرتی جا رہی تھی اور گاؤں میں مالدار کسان دن پر دن زیادہ گستاخ ہوتے جا رہے تھے، اور شہروں پر، سوویت حکومت پر اور غریب کسانوں پر ان کے حملے دن پر دن زیادہ شدید ہوتے جارہے تھے۔

ہم نے غریب کسانوں سے اپیل کی کہ وہ منظم ہو جائیں۔ ہم نے غریب کسانوں کی کمیٹیاں بنانی شروع کر دیں اور مزدوروں کے غذائی دستے منظم کرنے لگ گئے۔ بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں نے بغاوت کر دی۔ انہوں نے کہا کہ غریب کسانوں کی کمیٹیاں کاہلوں پر مشتمل ہیں، اور یہ کہ مزدور محنت‌کش کسانوں کے اناج پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔

اور ہم نے جواب دیا کہ وہ مالدار کسانوں کا بچاؤ کر رہے ہیں، جنھوں نے محسوس کر لیا تھا کہ سوویت حکومت کے خلاف نہ صرف ہتھیاروں سے بلکہ فاقہ ڈال کر بھی لڑا جا سکتا ہے۔ انہوں نے ''کاہلوں'' کے بارے میں باتیں کیں۔ اور ہم نے پوچھا: ''لیکن کوئی مخصوص شخص ''کاہل'' کیوں بن گیا، اس کی حالت بگڑی کیسے، وہ قلاش کیسے ہو گیا، اور اس نے شراب کی لت کیوں لگالی؟ کیا یہ مالدار کسانوں کے باعث نہیں ہوا؟''، مالدار کسانوں نے، بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی طرح، ''کاہلوں'' کے خلاف واویلا مچایا،

لیکن وہ خود اناج سمیٹے لے رہے تھے، اس کو چھپا کر رکھ رہے تھے اور مزدوروں کی بھوک اور مصیبت کے ذریعہ رئیس بن جانے کی خواہش میں منافع‌خوری کر رہے تھے۔

مالدار کسان غریب کسانوں کو نچوڑ کر سکھائے دے رہے تھے۔ وہ اوروں کی مشقت سے فائدہ اٹھا رہے تھے اور اس کے ساتھ ھی ساتھ ''کاھل کاھل!،، کا شور مچا رہے تھے۔

مالدار کسانوں نے چیکوسلوواکیوں کا بےچینی سے انتظار کیا۔ انھوں نے انتہائی رغبت کے ساتھ ایک نئے زار کو تخت نشین کر دیا ھوتا، تاکہ اپنا استحصال جاری رکھ سکیں، تاکہ کھیت مزدوروں پر حکم چلاتے رھیں، اور اپنی دولت میں اضافہ کرتے رھیں۔

اور نجات صرف اس حقیقت کے باعث ملی کہ گاؤں شہر سے متحد ھو گیا، کہ دیہات کے پرولتاری اور نیم پرولتاری عناصر نے (یعنی انھوں نے جو دوسروں کی محنت کام میں نہیں لیتے) مالدار کسانوں اور طفیلیوں کے خلاف شہر کے مزدوروں کے ساتھ مل کر ایک مہم شروع کر دی۔

یہ اتحاد حاصل کرنے کی غرض سے غذا کی صورت حال کے سلسلے میں خاص طور سے بہت کچھ کرنا پڑا تھا۔ شہروں کی مزدور آبادی بھوک کی نہایت شدید مصیبت جھیل رھی تھی لیکن مالدار کسان نے کہا: ''میں اپنا اناج کچھ دن اور روکے رکھوں، شاید مجھے اور زیادہ دام مل جائیں۔،،

مالدار کسانوں کو، بلاشبہ، کوئی جلدی نہیں تھی؛ نقدی ان کے پاس ڈھیروں تھی؛ وہ خود کہتے ھیں کہ انھوں نے کیرینسکی کے نوٹ (۲۲) سیروں کے حساب سے جمع کر لئے ھیں۔

لیکن جو لوگ قحط کے زمانے میں اناج کو چھپا کر اور ذخیرہ کرکے رکھ سکتے ھیں وہ کینہ پرور مجرم ھیں۔ ان کے خلاف عوام کے بدترین دشمنوں کی طرح لڑنا چاھئے۔

اور یہ لڑائی دیہاتی اضلاع میں ھم نے شروع کر دی ھے۔

منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں نے یہ دعوی کرکے ھمیں خوفزدہ کرنے کی کوشش کی کہ غریب کسانوں کی کمیٹیاں منظم کرکے ھم کسانوں میں پھوٹ ڈال رہے ھیں۔ لیکن کسانوں میں پھوٹ نہ ڈالنے کے معنے کیا ھیں؟ اس کے معنے ھیں ان کو مالدار کسانوں کے

رحم و کرم پر چھوڑ دینا ۔ لیکن ٹھیک یہی بات تو ہم نہیں چاہتے، اور ہم نے اس لئے کسانوں میں پھوٹ ڈالنے کا فیصلہ کر لیا ۔ ہم نے کہا : یہ سچ ہے کہ مالدار کسان ہمارے ہاتھ سے جا رہے ہیں؛ اس بدقسمتی کو چھپایا نہیں جا سکتا (قہقہہ)؛ لیکن ہم لاکھوں غریب کسانوں کو جیت لینگے جو مزدوروں سے آن ملینگے ۔ (تالیاں ۔)

اور ٹھیک یہی ہو رہا ہے ۔ کسانوں میں پھوٹ نے زیادہ واضح طور پر یہ دکھانے کا ہی کام کیا کہ کون غریب کسان ہیں، کون متوسط کسان ہیں، جو دوسروں کی محنت کام میں نہیں لاتے، اور کون طفیلی اور مالدار کسان ۔

مالدار کسانوں کے خلاف غریب کسانوں کو ان کی جدوجہد میں مزدوروں نے مدد کی ہے اور مدد کر رہے ہیں ۔ خانہ جنگی میں جو کہ دیہات میں شروع ہو گئی ہے، مزدور غریب کسانوں کی طرف ہیں، جیسے کہ وہ اس وقت تھے جبکہ انہوں نے زمین کو سماجی ملکیت بنانے کا سوشلسٹ انقلابیوں کا قانون پاس کیا تھا ۔

ہم بالشویک زمین کو سماجی ملکیت بنانے کے قانون کے مخالف تھے ۔ پھر بھی ہم نے اس پر دستخط کئے کیونکہ ہم کسانوں کی اکثریت کی مرضی کے خلاف جانا نہیں چاہتے تھے ۔ اکثریت کی خواہش کی تعمیل ہمارے لئے ہمیشہ لازم ہے اور اکثریت کی خواہش کی مخالفت کرنا انقلاب سے غداری کرنا ہے ۔

کسانوں پر یہ تصور ہم زبردستی ٹھونسنا نہیں چاہتے تھے کہ زمین کی مساویانہ تقسیم بیکار ہے، وہ تصور جو ان کے لئے بیگانہ تھا ۔ ہم نے بہتر یہی سمجھا کہ خود محنت کش کسان، اپنے ہی تجربے کے اور مصیبتیں اٹھا لینے کے بعد خود محسوس کریں کہ مساویانہ تقسیم بےمعنے تھی ۔ صرف اس صورت میں ہم ان سے پوچھ سکینگے کہ زمین کی تقسیم سے جو بربادی اور مالدار کسانوں کی بالادستی آئی اس سے بچنے کا پھر کیا راستہ ہے ۔

زمین کی تقسیم محض شروعات کے لئے بالکل ٹھیک تھی ۔ اس کا مقصد یہ دکھانا تھا کہ زمینداروں سے زمین لی جارہی ہے اور کسانوں کے حوالے کی جا رہی ہے ۔ لیکن وہ کافی نہیں ہے ۔ حل تو صرف زمین کی اجتماعی کاشت میں مضمر ہے ۔

آپ نے یہ بات اس وقت محسوس نہیں کی، لیکن تجربے کا زور آپ کو اس یقین کی طرف لے جا رہا ہے۔ چھوٹے پیمانے کی کاشتکاری کی خامیوں سے نجات کمیونوں میں مضمر ہے، ہم‌پیشہ لوگوں کی انجمنوں یا کسانوں کی جماعتوں کے ذریعہ کاشت کرنے میں۔ یہی طریقہ ہے زراعت کو بڑھانے اور بہتر کرنے کا، قوتوں کی کفایت‌شعاری کا اور مالدار کسانوں، طفیلیوں اور استحصال کرنے والوں کا تدارک کرنے کا۔

ہم بخوبی جانتے تھے کہ کسان اپنی جڑیں زمین میں پیوست کرکے زندگی بسر کرتے ہیں۔ جدتوں سے کسان گھبراتے ہیں، پرانی عادتوں سے وہ چپکے چمٹے رہتے ہیں۔ ہم جانتے تھے کہ کسان کسی خاص اقدام کے فائدوں پر یقین کرنا صرف اسی صورت میں شروع کرینگے جبکہ ان کی خود اپنی عقل میں بات آ جائے اور وہ اس کے فائدوں کو سمجھنے لگ جائیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے زمین تقسیم کرنے میں مدد دی حالانکہ ہم جانتے تھے کہ یہ کوئی حل نہیں ہے۔

لیکن اب غریب کسان خود ہم سے متفق ہونے لگ گئے ہیں۔ تجربہ انہیں سکھا رہا ہے کہ مثلاً اگر زمین ایک سو الگ الگ مقبوضات میں تقسیم کر دی جائے تو دس هل لگتے ہیں، اور اجتماعی کاشتکاری میں اس سے کم ہی هل کافی ہونگے کیونکہ زمین اتنے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم نہیں ہے۔ کمیون پوری انجمن یا جماعت کو زراعت کو بہتر کرنے کی اجازت دیتا ہے جوکہ انفرادی طور پر چھوٹے چھوٹے مالکان اراضی کے بس سے باہر کی بات ہوتی ہے، اور اسی طرح کی دوسری باتیں۔

بلاشبہ ہر جگہ ہی اس بات کا امکان موجود نہیں ہوگا کہ فوراً ہی زمین کی اجتماعی کھیتی باڑی شروع کر دی جائے۔ مالدار کسان ہر طرح سے اس میں مزاحمت کرینگے۔ اور بارہا خود کسان اجتماعی اصول کے زراعت میں متعارف کئے جانے کی سختی کے ساتھ مخالفت کرینگے۔ لیکن مثال کے ذریعہ اور خود اپنے تجربے سے کمیونوں کے فائدوں کے کسان جتنے قائل ہوں گے، اتنی ہی کامیابی کے ساتھ معاملات ترقی کرینگے۔

اس اعتبار سے غریب کسانوں کی کمیٹیاں انتہائی اہم حصہ ادا کرینگی۔ غریب کسانوں کی کمیٹیوں کو سارے روس پر چھا جانا

چاھئے۔ ایک عرصہ دراز سے غریب کسانوں کی کمیٹیوں کی نشو و نما نہایت شد و مد سے ہو رہی ہے۔ پچھلے دنوں شمالی خطے کی غریب کسانوں کی کمیٹیوں کی ایک کانگرس پیتروگراد میں منعقد ہوئی تھی۔ متوقع سات ہزار نمائندوں کی جگہ درحقیقت بیس ہزار آ گئے، اور اس مقصد کے لئے جو ہال مقرر کیا گیا تھا وہ حاضرین میں سے سب کو نشستیں فراہم نہیں کر سکا۔ موسم اچھا رہا، اسی وجہ سے حالت قابو میں آگئی اور یہ ممکن ہو سکا کہ سرما محل کے باہر چوک میں جلسہ منعقد کرلیا جائے۔

اس کانگرس نے واضح کیا کہ دیہات میں خانہ جنگی کو صحیح طور سے سمجھا جا رہا ہے: غریب کسان متحد ہونے لگ گئے ہیں اور مالدار کسانوں، مالداروں اور طفیلیوں کے خلاف ٹھوس صفیں تیار کرلی ہیں۔

ہماری پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے غریب کسانوں کی کمیٹیوں کی اصلاحات کا ایک منصوبہ مرتب کر لیا ہے جو سوویتوں کی چھٹی کانگرس کی منظوری کے لئے پیش کیا جائیگا۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ غریب کسانوں کی کمیٹیوں اور دیہی اضلاع میں سوویتوں کو الگ الگ نہیں رہنا چاھئے۔ ورنہ تکرار ہوگی اور بیکار باتیں حد سے زیادہ ہونگی۔ ہم غریب کسانوں کی کمیٹیوں کو سوویتوں میں ملا دینگے، ہم غریب کسانوں کی کمیٹیوں کو سوویتوں میں بدل دینگے۔

ہم جانتے ہیں کہ مالدار کسان کبھی کبھی غریب کسانوں کی کمیٹیوں کے اندر بھی گھس آتے ہیں۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو غریب کسانوں کی کمیٹیوں کی طرف بھی غریب کسانوں کا وہی رویہ ہو جائے گا جو کیرینسکی اور اوکسین‌تیف کی مالدار کسانوں کی سوویتوں کی طرف تھا۔ نام کی تبدیلی کسی کو دھوکہ نہیں دیگی۔ اس لئے تجویز کیا گیا ہے کہ غریب کسانوں کی کمیٹیوں کے نئے انتخابات کئے جائیں۔ صرف وہی لوگ جو دوسروں کی محنت کا استحصال نہیں کرتے، جو لوگوں کی بھوک کو لوٹ کا ذریعہ نہیں بناتے، جو فاضل اناج پر نفع‌خوری نہیں کرتے اور اسے چھپا کر نہیں رکھتے، وہی غریب کسانوں کی کمیٹیوں کے انتخابات میں ووٹ دینے کے حقدار ہونگے۔ پرولتاری غریب کسانوں کی کمیٹیوں میں مالدار کسانوں اور طفیلیوں کی کوئی جگہ نہیں ہونی چاھئے۔

سوویت حکومت نے زراعت کو بہتر کرنے کے ایک خاص فنڈ میں ایک ارب روبل دینے کا فیصلہ کیا ھے۔ تمام موجودہ کمیونوں کو اور تمام نئے کمیونوں کو مالی اور تکنیکی امداد ملیگی۔

تربیت‌یافتہ ماھروں کی اگر ضرورت ھوئی تو ھم بھیجینگے۔ اگرچہ ان میں سے اکثر و بیشتر انقلاب دشمن ھیں، لیکن غریب کسانوں کی کمیٹیاں ان کو کام پر لگا سکینگی، اور جس طرح استحصال کرنےوالوں کے لئے وہ پہلے کام کیا کرتے تھے، عوام کے لئے اس سے کچھ برا نہیں کرینگے۔ اور عام طور سے ھمارے دانشوروں کو ابھی ابھی یقین ھو گیا ھے کہ توڑ پھوڑ اور کام کو جان بوجھ کر نقصان پہنچاکر وہ مزدوروں کی حکومت کا تختہ نہیں پلٹ سکینگے۔

غیر ملکی سامراجیت سے بھی ھم بالکل خوفزدہ نہیں ھیں۔ یوکرین میں جرمنی اپنی انگلیاں پہلے ھی جلا چکا ھے۔ چھ کروڑ پود* اناج کی جگہ جس کی جرمنی کو یوکرین سے سمیٹ لیجانے کی توقع تھی، اس کو صرف نوے لاکھ پود ملا؛ اور اس کے علاوہ اس کو روسی بالشویزم مل گیا، جس سے اس کو کوئی خاص ھمدردی نہیں ھے۔ (پرشور تالیاں۔) انگریز، ھوشیار رھیں، کہیں ان کا بھی وھی حشر نہ ھو، اور ھم ان سے کہتے ھیں: ”خبردار، دوستو، کہیں اچھو نہ لگ جائے!“ (قہقہے اور تالیاں۔)

لیکن ھمارے لئے خطرہ اس وقت تک بدستور باقی رھتا ھے جب تک کہ غیرممالک میں ھمارے بھائی ھر جگہ اٹھ کھڑے نہ ھوں۔ اور اس لئے ھم پر لازم ھے کہ اپنی لال فوج کو بدستور منظم اور مستحکم کرتے رھیں۔ اس معاملے میں غریب کسانوں کو خاص طور پر فکر کرنی چاھئے، کیونکہ وہ اپنی گھریلو سرگرمیاں صرف ھماری فوج کی حفاظت میں ھی جاری رکھ سکتے ھیں۔

ساتھیو، زراعت کی نئی شکل اختیار کرنے کا عبوری دور شاید آھستہ آھستہ بڑھے، لیکن اجتماعی کاشتکاری کی ابتدا کی بلاڈگمگائے تعمیل ھوتی رھنی چاھئے۔

مالدار کسانوں کے خلاف جنگ پرزور طریقے سے لڑی جانی چاھئے، ان سے کوئی سودےبازی نہیں کرنی چاھئے۔

---

*ایک پود ۱۶ کلوگرام کے برابر ھوتا ھے۔ (ایڈیٹر۔)

متوسط کسانوں کے ساتھ مل کر ہم کام کر سکتے ہیں اور ان کے ساتھ مل کر مالدار کسانوں سے لڑ سکتے ہیں ۔ متوسط کسانوں سے ہمیں کوئی شکایت نہیں ۔ وہ غالباً سوشلسٹ تو نہیں ہیں اور سوشلسٹ کبھی ہونگے بھی نہیں لیکن تجربہ ان کو زمین کی سماجی کاشتکاری کے فائدے سکھا دیگا اور ان کی اکثریت مزاحمت نہیں کریگی۔

مالدار کسانوں سے ہم کہتے ہیں : تمہارے بھی ہم مخالف نہیں ہیں، لیکن اپنا فاضل اناج ہمارے حوالے کر دو ، نفع‌خوری مت کرو ، اور دوسروں کی محنت کا استحصال مت کرو ۔ جب تک یہ نہیں ہو جاتا ہم تمہارے خلاف بے‌دردی سے جنگ جاری رکھینگے ۔

محنت کشوں سے ہم کچھ نہیں لے رہے؛ لیکن وہ جو مزدوری دیکر محنت کراتے ہیں، جو دوسروں کے بل پر مالدار بن جاتے ہیں، ان کو ہم مکمل طریقے سے بے دخل کر دینگے ۔ (طوفانی تالیاں ۔)

”بیدنوتا،، شمارہ ۱۸۵،
۱۰ نومبر ۱۹۱۸ء

محکمہ‌جات اراضی، غریب کسانوں کی کمیٹیوں اور کمیونوں کی پہلی کل‌روس کانگرس میں تقریر

۱۱ دسمبر ۱۹۱۸ء

(پرشور تالیاں، نعرہ‌ہائے تحسین - سب کھڑے ہو جاتے ہیں -)
ساتھیو، اس کانگرس کی ترکیب، میرے خیال میں، بذات خود اس گہری تبدیلی کی علامت ہے کہ جو رونما ہو گئی ہے، اور اس زبردست ترقی کی جو ہم نے، سوویت جمہوریہ نے، سوشلسٹ تعمیر کے کام میں، خصوصاً زراعتی تعلقات کے میدان عمل میں کرلی ہے، جو ہمارے ملک کےلئے انتہائی اہمیت رکھتے ہیں- موجودہ کانگرس نے محکمہ‌جات اراضی، غریب کسانوں کی کمیٹیوں اور زراعتی کمیونوں کا احاطہ کیا ہوا ہے، ایک ایسا اجتماع جو ظاہر کرتا ہے کہ ایک مختصر مدت میں، ایک ہی سال کے اندر، ہمارے انقلاب نے ان تعلقات کو نئے سانچوں میں ڈھالنے میں بڑی پیش‌قدمی کی ہے جنھیں نئے سانچوں میں ڈھالنا انتہائی مشکل کام ہے، اور جو پچھلے تمام انقلابوں میں سوشلزم کی منزل کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بنے ہیں، لیکن جنھیں سوشلزم کی فتح کی ضمانت کرنے کےلئے انتہائی مکمل طور پر دوبارہ ڈھالنا ضروری ہے-

اکتوبر کے بعد ہمارے انقلاب کے ارتقا کا پہلا دور، تمام کسانوں کے مشترکہ دشمن، زمینداروں کو شکست دینے پر زیادہ‌تر وقف رہا- ساتھیو، آپ سبکو بخوبی معلوم ہے کہ فروری کے انقلاب — بورژوازی کے انقلاب، سمجھوتہ‌بازوں کے انقلاب — نے بھی زمینداروں پر کسانوں کی فتح کا وعدہ کیا تھا، اور یہ کہ اس وعدے کو پورا نہیں کیا گیا تھا- صرف اکتوبر انقلاب، شہروں میں مزدور طبقے کی فتح ہی، صرف سوویتوں کی حکومت ہی، پورے روس کو، ایک سرے سے

دوسرے سرے تک، قدیم جاگیردارانہ ورثے کے پرانے گھاؤ سے، پرانے جاگیردارانہ استحصال سے، زمینداری سے اور بحیثیت مجموعی پورے کاشتکار طبقے کو، بلا امتیاز تمام کسانوں کو زمینداروں کے استبداد سے نجات دلا سکی۔

زمینداروں کے خلاف یہ لڑائی ایسی تھی جس میں تمام کسانوں کو حصہ لینا ہی تھا، اور حصہ انہوں نے لیا۔ اس لڑائی نے غریب محنت کش کسانوں کو، جو دوسروں کی محنت کا استحصال کرکے گذر اوقات نہیں کرتے، متحد کر دیا۔ اس نے کسانوں کے نہایت ہی خوش‌حال اور یہاں تک کہ مالدار طبقے کو بھی، جو اجرتی مزدور کے بغیر گذارہ نہیں کر سکتے، متحد کر دیا۔

جب تک ہمارا انقلاب اس کام میں لگا رہا، جب تک ہم کو کسانوں کی علیحدہ تحریک کے لئے شہری مزدوروں کی تحریک کی مدد سے ساری کوشش وقف کرنی پڑی، تاکہ زمینداروں کی قوت کا صفایا اور خاتمہ کر دیا جائے، اس وقت تک انقلاب عام کسانوں کا انقلاب رہا اور اس لئے بورژوا حدود سے آگے نہیں بڑھ سکا۔

اس نے تمام محنت کشوں کے زیادہ طاقتور، اور زیادہ جدید دشمن — سرمائے کو ابھی نہیں چھیڑا تھا۔ اس لئے خطرہ ہوا کہ کہیں یہ آدھے راستے میں ہی ختم نہ ہو جائے، جیسے کہ مغربی یورپ میں بیشتر انقلابوں کے ساتھ ہوا جن میں شہری مزدوروں اور پورے کسان طبقے کے درمیان عارضی اتحاد عمل بادشاہت اور قرون وسطی کے نظام کی باقیات کا صفایا کرنے میں، زمینی جاگیروں کا اور زمینداروں کی طاقت کا کم و بیش مکمل صفایا کرنے میں تو کامیاب ہو گیا، لیکن سرمائے کی طاقت کی اصل بنیادوں کو کھوکھلا کرنے میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہوا۔

ہمارے انقلاب نے اسی کہیں زیادہ اہم اور کہیں زیادہ مشکل کام کو موجودہ سال کی گرمیوں اور خزاں میں شروع کیا۔ انقلاب‌دشمن بغاوتوں کی لہر نے جو موجودہ سال کی گرمیوں میں اٹھی — جبکہ روس پر مغربی یورپی سامراجیوں اور ان کے چیکوسلوواکی پٹھوؤں کے حملے میں روسی زندگی میں استحصال اور استبداد کرنےوالے تمام عنصروں نے شرکت کرلی تھی — دیہات میں ایک نیا جذبہ اور تازہ زندگی پیدا کر دی۔

عملاً ان تمام بغاوتوں نے یورپی سامراجیوں، ان کے چیکوسلوواکی پٹھوؤں، اور روس میں ان سب کو جو زمینداروں اور سرمایہ‌داروں کے طرفدار رہے تھے، متحد کر دیا، سوویت حکومت کے خلاف جان کی بازی لگا دینےوالی جدوجہد میں ان کو متحد کردیا تھا۔ ان بغاوتوں کے بعد ہی گاؤں کے تمام مالدار کسانوں کی بغاوت شروع ہو گئی۔

گاؤں اب متحد نہیں رہا تھا۔ کسان، جو زمینداروں کے خلاف ایک ہو کر لڑے تھے، اب دو ڈیروں میں تقسیم تھے — زیادہ مالدار کسانوں کا ڈیرا اور دوسرا ڈیرا غریب محنت‌کش کسانوں کا، جنھوں نے مزدوروں کے شانہ بشانہ سوشلزم کی جانب اپنی پرعزم پیش قدمی جاری رکھی اور زمینداروں کے خلاف جدوجہد سے سرمائے کے خلاف، زرنقد کے اقتدار کے خلاف، اور عظیم الشان زمینی اصلاح کو مالدار کسانوں کے نفع کے لئے استعمال کرنے کے خلاف جدوجہد میں داخل ہو گئے۔ اس جدوجہد نے مالک جائداد اور استحصال کرنےوالے طبقوں کا انقلاب سے قطعاً قطع‌تعلق کر دیا۔ اس نے ہمارے انقلاب کو سوشلسٹ شاہراہ پر پہنچا دیا کہ جس پر شہری مزدور طبقے نے اکتوبر میں اس کو اتنے عزم کے ساتھ پہنچانے کی کوشش کی تھی، لیکن جس پر انقلاب کو دیہات میں مستحکم، باشعور اور ٹھوس حمایت کے بغیر کامیابی کے ساتھ نہیں پہنچایا جاسکتا۔

یہ ہے اہمیت اس انقلاب کی جو اب کی گرمیوں اور خزاں میں روس کے انتہائی دورافتادہ گاؤں تک میں رونما ہوا، جو اتنا پرشکوہ، اتنا نمایاں اور واضح تو نہیں تھا جتنا کہ پچھلے سال اکتوبر کا انقلاب، لیکن جس کی اہمیت کی گہرائی اور عظمت کا کوئی مقابلہ نہیں۔

دیہی اضلاع میں غریب کسانوں کی کمیٹیوں کا قیام ایک موڑ تھا؛ اس نے دکھایا کہ شہری مزدور طبقہ جو اکتوبر میں آزاد، محنت‌کش عوام کے سوشلسٹ روس کے خاص دشمن، زمینداروں کو کچلنے کے لئے پورے کسان طبقے سے متحد ہو گیا تھا، اس فریضے سے کہیں زیادہ مشکل اور تاریخی اعتبار سے کہیں بلند اور حقیقی سوشلسٹ فرض — شعوری سوشلسٹ جدوجہد کو دیہی اضلاع میں لیجانے اور کسانوں کے شعور کو بھی بیدار کرنے کے فرض کی تکمیل کی جانب بڑھ گیا تھا۔ عظیم زرعی انقلاب — زمین کی نجی ملکیت کے

خاتمے کا اکتوبر میں اعلان، زمین کو سماجی ملکیت بنانے کا اعلان — اگر شہری مزدوروں نے دیہی پرولتاریہ کو، غریب کسانوں، محنت کش کسانوں کو، جو بھاری اکثریت پر مشتمل ہیں، بیدار کرکے زندہ نہ کر دیا ہوتا تو یہ ناگزیر طور پر کاغذی انقلاب رہتا؛ متوسط کسانوں کی طرح وہ دوسروں کی محنت کا استحصال نہیں کرتے اور ان کو استحصال سے دلچسپی نہیں ہوتی، اور اس لئے ان میں آگے بڑھنے کی صلاحیت ہوتی ہے اور وہ زمینداروں کے خلاف، سرمائے کے خلاف، استحصال کرنےوالوں کے اقتدار کے خلاف، جو زرنقد اور غیرمنقولہ جائداد کے علاوہ دوسری املاک کی طاقت پر بھروسہ کرتے ہیں، مشترکہ جد و جہد سے آگے بڑھ بھی گئے ہیں؛ وہ روس سے زمینداروں کا صفایا کرنے کے فریضے سے آگے بڑھ کر سوشلسٹ نظام قائم کرنے کے فریضے تک پہنچ گئے ہیں۔

یہ قدم اٹھانا، ساتھیو، انتہائی دشوار تھا۔ جنھیں ہمارے انقلاب کے سوشلسٹ کردار میں شبہ تھا انھوں نے پیش گوئی کی تھی کہ یہ قدم اٹھا کر ہمیں لازمی طور پر ناکامی ہوگی۔ آج، مگر، دیہات میں سوشلسٹ تعمیر کا پورا انحصار اسی اقدام پر ہے۔ غریب کسانوں کی کمیٹیوں کی تشکیل، پورے روس میں ان کمیٹیوں کا جال سا بچھ جانا، ان کی آنےوالی، جو جزوی طور پر شروع بھی ہو چکی ہے، نمائندگان کی مکمل بااختیار دیہی سوویتوں میں تبدیلی جنھیں سوویت تنظیم کے بنیادی اصولوں، محنت کش عوام کے اقتدار کو دیہی اضلاع میں بروئے عمل لانا ہوگا، اس بات کی حقیقی ضمانت ہیں کہ ہم نے اپنے آپ کو ان فرائض تک محدود نہیں رکھا ہے کہ جن تک مغربی یورپی ملکوں میں معمولی بورژوا جمہوری انقلابوں نے اپنے آپ کو محدود رکھا تھا۔ ہم نے بادشاہت کا اور زمینداروں کے قرون وسطی کے اقتدار کا خاتمہ کر دیا ہے اور اب سوشلسٹ تعمیر کے حقیقی کام کی طرف جا رہے ہیں۔ دیہات میں یہ مشکل ترین مگر ساتھ ہی اہم‌ترین کام ہے اور اس کے علاوہ، یہ نہایت ہی نتیجہ‌خیز کام بھی۔ عین گؤں میں ہم نے محنت کش کسانوں کے شعور کو ابھارا ہے؛ سرمایہ‌دارانہ بغاوتوں کی لہر نے ان کو سرمایہ‌دار طبقے کے مفادات سے بالکل الگ تھلگ کر دیا ہے۔ غریب کسانوں کی کمیٹیوں اور سوویتوں میں جن میں آجکل تبدیلیاں ہو رہی ہیں، کسان اب شہری مزدوروں سے

دن پر دن زیادہ مل جل کر کام کر رہے ہیں۔ ان تمام باتوں میں ہمیں واحد، مگر سچی اور بلاشبہ مستقل ضمانت نظر آتی ہے کہ روس میں سوشلسٹ ارتقا اب زیادہ پائیدار ہو گیا ہے اور اب اس نے دیہی آبادی کے عوام‌الناس کے وسیع حلقوں میں ایک بنیاد بنالی ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ روس جیسے کسان ملک میں سوشلسٹ تعمیر بڑا ہی مشکل کام ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ زارشاہی، زمینداروں، اراضیاتی جاگیروں کے اقتدار جیسے دشمن کا صفایا کرنا نسبتاً آسان تھا۔ مرکز میں یہ کام چند ہی دنوں میں مکمل کر لیا گیا تھا، ملک بھر میں اس کی تکمیل چند ہفتوں میں کی جا سکی۔ لیکن جو کام ہم اب انجام دے رہے ہیں، خود اپنی نوعیت ہی کے باعث، انتہائی مستقل‌مزاج اور عرصۂ دراز کی کوشش سے ہی پورا کیا جا سکتا ہے۔ یہاں ہمیں قدم قدم پر اور ایک ایک انچ کے لئے لڑنا ہوگا۔ نئے سوشلسٹ روس کی حاصل کی ہوئی ہر کامیابی کے لئے ہمیں لڑنا ہوگا؛ ہمیں زمین کی اجتماعی کاشت کےلئے لڑنا ہوگا۔

اور یہ کہنے کی تو چنداں ضرورت نہیں کہ اس قسم کے انقلاب کو، چھوٹے، انفرادی کسانوں کے فارموں سے زمین پر اجتماعی کاشت تک عبور کے لئے قابل لحاظ وقت درکار ہوگا اور کسی طرح بھی یہ بیک جنبش پورا نہیں ہو سکتا۔

ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان ملکوں میں جہاں چھوٹے کسانوں کی کاشتکاری کا رواج ہے، سوشلزم تک کا عبور رفتہ رفتہ ابتدائی مرحلوں کے علاوہ اور کسی طرح انجام نہیں پا سکتا۔ اس روشنی میں اکتوبر انقلاب نے پہلا مقصد جو رکھا تھا وہ محض زمینداروں کا تختہ الٹنا اور ان کی طاقت کو ختم کرنا تھا۔ زمین کو سماجی ملکیت بنانے کا فروری کا بنیادی قانون جو، جیسا کہ آپ جانتے ہیں، کمیونسٹوں اور کمیونسٹوں کے نقطۂ نظر سے اتفاق نہ کرنےوالےسوویت حکومت کے ممبروں، دونوں کے متفقہ ووٹ سے پاس ہوا تھا؛ ساتھ ہی ساتھ یہ قانون کسانوں کی بھاری اکثریت کی شعوری مرضی کا بھی اظہار تھا اور اس بات کا ثبوت کہ مزدور طبقہ، مزدوروں کی کمیونسٹ پارٹی، اپنے فرائض سے باخبر، مستقل‌مزاجی اور صبر کے ساتھ نئی سوشلسٹ تعمیر کی جانب بڑھ رہے ہیں — سلسلےوار بتدریج اقدامات کے ذریعہ، محنت کش کسانوں کو بیدار کرکے، اور بیداری کے ساتھ قدم ملا کر

هی آگے بڑھتے ہوئے، صرف اس حساب سے کہ جس سے کسان آزادانہ منظم ہوں۔

ہمیں پورا پورا احساس ہے کہ کروڑوں لوگوں کی زندگی میں ایسی زبردست تبدیلیاں جیسے کہ چھوٹے انفرادی کسانوں کی کاشتکاری سے زمین کی مشترکہ کاشت کی جانب عبور لیکر آنا، جوکہ ان کے طرز زندگی اور ان کے طور طریقوں کی انتہائی گہری جڑوں کو اثر انداز کرتا ہے، صرف طویل کوشش سے ہی پایۂ تکمیل کو پہنچائی جا سکتی ہیں اور عموماً صرف اس وقت ہی مکمل ہو سکتی ہیں جبکہ ضرورت لوگوں کو مجبور کرے کہ وہ اپنی زندگیاں نئے سانچوں میں ڈھال لیں۔

ایک طویل اور زبردست عالمگیر جنگ کے بعد ہمیں دنیا میں ہر جگہ سوشلسٹ انقلاب کی ابتدا صاف نظر آ رہی ہے۔ انتہائی پسماندہ ملکوں تک کے لئے یہ ایک ضرورت بن گیا ہے اور — کسی نظریاتی زاویۂ نگاہ یا سوشلسٹ تصورات سے قطع نظر — ہر ایک پر انتہائی شدت کے ساتھ یہ تاثر پیدا کر رہا ہے کہ پرانے طریقے سے زندگی بسر کرنا غیرممکن ہے۔

ملک میں اس قدر زبردست تباہی اور بربادی ہوئی ہے اور اس بربادی کو ہم ساری دنیا میں پھیلتا ہوا دیکھتے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ مجرمانہ، تباہ کن اور غارتگرانہ جنگ کے ان چار برسوں میں کلچر، سائنس اور تکنیک میں انسان کی کئی صدیوں کی کارگذاریوں پر پانی پھر گیا اور محض روس ہی نہیں، سارا کا سارا یورپ بھی وحشیوں کی سی حالت میں لوٹ گیا ہے؛ یہ واقعات درپیش آنے پر وسیع پیمانے پر عوام الناس اور خصوصاً کسان، جنھوں نے اس جنگ سے شاید سب سے زیادہ مصیبتیں اٹھائی ہیں، واضح طور پر محسوس کرنے لگ گئے ہیں کہ اس منحوس جنگ کے، جس نے ہمارے لئے تباہی اور محتاجگی کے علاوہ کچھ بھی نہیں چھوڑا ہے، ورثے سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے زبردست کوششیں درکار ہیں، کہ قوت کا آخری ذرہ تک صرف کر دینا ہوگا۔ پرانے طریقے سے زندگی بسر کرنا، اس طرح جیسے کہ ہم جنگ سے پہلے زندگی بسر کرتے تھے، اور انفرادی، چھوٹے پیمانے کی کسانوں کی کاشتکاری سے وابستہ انسانی محنت اور کوشش کا ضائع ہونا جاری نہیں رہ سکتا۔ اگر الگ

الگ، چھوٹے پیمانے کی کاشتکاری سے اجتماعی کاشتکاری تک کا عبوری دور مکمل کر لیا جائے تو محنت کی کارگذاری دگنی یا تگنی ہو جائے، زراعت میں اور عموماً انسانی سرگرمی میں دو چند یا سہ چند بچت ہو جائے۔

جنگ نے جس تباہی کا ورثہ ہمارے لئے چھوڑا ہے وہ ہم کو اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ پرانے، چھوٹے پیمانے کے کسانوں کے کھیتوں کو بحال کریں۔ جنگ نے نہ صرف کسان جنتا کو بیدار کر دیا ہے، جنگ نے ان کو نہ صرف یہ دکھا دیا ہے کہ اب کیسے کیسے تکنیکی عجوبے وجود میں آ گئے ہیں اور ان عجوبوں کو کس طرح لوگوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے موزوں کر لیا گیا ہے؛ جنگ نے اس تصور کو جنم دیا ہے کہ ان تکنیکی عجوبوں کو بنیادی طور پر زراعت کو، پیداوار کے طرز کی جو ملک میں سب سے زیادہ عام ہے، جس میں لوگوں کی سب سے زیادہ تعداد مصروف ہے لیکن جو ساتھ ہی سب سے زیادہ پسماندہ ہے، نئی شکل دینے کے لئے استعمال میں لانا چاہئے۔ نہ صرف اس تصور کو بڑھاوا ملا ہے بلکہ جدید جنگ و جدل کی زبردست ہولناکیوں نے لوگوں کو یہ محسوس کرا دیا ہے کہ جدید تکنیک نے کیا کیا قوتیں تخلیق کر دی ہیں، یہ قوتیں خوفناک اور بےمعنے جنگ میں کس طرح برباد ہوتی ہیں، اور یہ کہ خود تکنیک کی قوتیں ہی ایسی ہولناکیوں سے نجات کا واحد ذریعہ ہیں۔ یہ ہماری ذمہ‌داری اور فرض ہے کہ ان قوتوں کو پیداوار کی سب سے زیادہ پسماندہ شکل، زراعت کو نئی زندگی دی جائے، اس کی از سر نو تشکیل کی جائے اور اس کو اندھادھند، پرانے، غیرتعلیم‌یافتہ انداز میں حاصل کی جانےوالی پیداوار سے بدل کر ایک ایسی پیداوار میں منتقل کر دیا جائے کہ جو سائنس اور تکنیکی کارگذاریوں پر مبنی ہو۔ جنگ نے لوگوں کو اس کا ہمارے تصور سے کہیں زیادہ احساس دلا دیا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ جنگ نے پرانے طریقے سے پیداوار کو بحال کرنا بھی غیرممکن کردیا ہے۔

وہ لوگ کہ جو یہ آس لگائے بیٹھے ہیں کہ اس جنگ کے بعد جنگ سے پہلے کی صورت حال بحال کی جا سکتی ہے، کہ کاشتکاری کے پرانے نظام اور طریقوں کو پھر سے اختیار کیا جا سکتا ہے، غلطفہمی میں مبتلا ہیں — اور اپنی غلطی کو دن پر دن زیادہ محسوس کرتے

جا رہے ہیں۔ جنگ نے اس قدر خوفناک تباہی مچائی ہے کہ بعض چھوٹے فارموں کے پاس اب نہ تو کھیتی باڑی کے مویشی ہیں نہ آلات۔ عوام کی محنت کو ہم ضائع ہوتے رہنا نہیں دے سکتے۔ غریب محنت کش کسانوں نے جنھوں نے انقلاب کے لئے سب سے زیادہ قربانیاں کی ہیں اور جنگ میں سب سے زیادہ نقصانات اٹھائے ہیں، زمینداروں سے زمین اس لئے نہیں لی تھی کہ وہ نئے مالدار کسانوں کے ہاتھوں پڑ جائے۔ تازہ‌ترین واقعات سے اب ان محنت کش کسانوں کو یہ مسئلہ درپیش ہو رہا ہے کہ جنگ کے تباہ و برباد کئے ہوئے کلچر کو بحال کرنے کے واحد ذریعے کی حیثیت سے، جہالت، جبر و استبداد کی اس کیفیت سے جس میں سرمایہ‌داری نے زراعت‌پیشہ آبادی کی پوری جنتا کو مبتلا کر رکھا تھا، بچنے کے واحد راستے کی حیثیت سے زمین پر اجتماعی طور سے کاشت کرنے کی طرف رجوع ہوں — اس جہالت اور استبداد سے جس کی وجہ سے سرمایہ‌دار نوع انسانی کو چار سال تک جنگ کے بوجھ تلے دبائے رکھ سکے اور جس سے تمام ملکوں کے محنت کش انقلابی توانائی اور جوش و خروش کے ساتھ اپنے آپ کو بھر قیمت نجات دلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

یہ، ساتھیو، وہ حالات ہیں جو عالمگیر پیمانے پر پیدا کرنے تھے تاکہ یہ انتہائی مشکل اور اس کے ساتھ ہی ساتھ سب سے اہم سوشلسٹ اصلاح، یہ اہم‌ترین اور بنیادی سوشلسٹ اقدام کاراسروز میں شامل کیا جائے، اور روس میں اس کو کاراسروز میں شامل کر لیا گیا ہے۔ غریب کسانوں کی کمیٹیوں کے قیام سے اور محکمہ‌جات اراضی، غریب کسانوں کی کمیٹیوں اور زراعتی کمیونوں کی اس مشترکہ کانگرس اور دیہات میں سال رواں کی گرمیوں اور خزاں میں جو جدوجہد ہوئی تھی اس کو ساتھ ملا لیں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ کسانوں کے وسیع‌ترین حلقوں میں بیداری آگئی ہے اور خود کسان، اکثریت میں محنت کش کسان، زمین کی اجتماعی کاشت کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ میں پھر کہتا ہوں، ہمیں اس عظیم اصلاح کو بلاشبہ رفتہ رفتہ نافذ کرنا چاہئے۔ یہاں کچھ بھی بیک جنبش نہیں کیا جا سکتا۔ میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ زمین کو سماجی ملکیت بنانے کے بنیادی قانون نے، جس کا منظور کیا جانا ۲۰ اکتوبر کے انقلاب کے بعد پہلے روز ہی، سوویت اقتدار کے پہلے ادارے، سوویتوں

کی دوسری کل روس کانگرس کے پہلے ہی اجلاس میں ایک امر مسلمہ تھا، نہ صرف زمین کی نجی ملکیت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا، نہ صرف زمینی جاگیروں کو ختم کردیا، بلکہ اور باتوں کے علاوہ یہ بھی واضح کر دیا کہ فارموں کی املاک، کھیتی باڑی کے مویشی، اور آلات زراعت کو بھی جو عوام کے اور محنت کش کسانوں کی انجمنوں کے قبضے میں پہنچ گئے تھے، سماجی ملکیت ہو جانا چاہئے اور انفرادی فارموں کی نجی ملکیت نہیں رہ جانا چاہئے۔ اور ہمارے موجودہ مقاصد کا بنیادی سوال، زمین کا انتظام کرنے کے کونسے کام ہم پورے کرنے چاہتے ہیں، اور سوویت حکومت کے حامیوں، محنت کش کسانوں سے ہم اس سلسلے میں کیا کرنے کی درخواست کرنا چاہتے ہیں، وہ زمین کو سماجی ملکیت بنانے کے قانون کی، جو فروری ۱۹۱۸ء میں منظور کیا گیا تھا، دفعہ ۱۱ میں بیان کر دیا گیا ہے، کہ مقصد اجتماعی کاشتکاری کو، جو محنت اور پیداوار کی کفایت کے اعتبار سے سب سے زیادہ سودمند ہے، انفرادی کاشتکاری پر ترجیح دیکر اور سوشلسٹ نظام معیشت کو اختیار کر لینے کی غرض سے فروغ دینا ہے۔

ساتھیو، جب ہم نے یہ قانون منظور کیا تھا تو کمیونسٹوں اور دوسری پارٹیوں کے درمیان مکمل اتفاق رائے اور رضامندی موجود نہ تھی۔ اس کے برعکس ہم نے یہ قانون اس وقت پاس کیا تھا جبکہ سوویت حکومت نے کمیونسٹوں اور بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی پارٹی کو جو کمیونسٹ نظریات نہیں رکھتی تھی، متحد کیا ہوا تھا۔ پھربھی، ہم ایک متفقہ فیصلے پر پہنچے جس پر ہم آج تک قائم ہیں، یہ بات یاد رکھتے ہوئے، میں پھر کہتا ہوں، کہ انفرادی کاشتکاری سے زمین کی اجتماعی کاشت تک کا عبور، ایک ہی جنبش میں عمل میں نہیں آ سکتا اور یہ کہ شہروں میں جو جدوجہد شروع ہوئی تھی وہ زیادہ آسانی سے انجام پا گئی تھی۔ شہروں میں ہزاروں مزدوروں کا سامنا ایک سرمایہ‌دار سے تھا، اور اس کو ہٹانے میں زیادہ کوشش درکار نہیں ہوئی تھی۔ مگر جو جدوجہد دیہی اضلاع میں پیدا ہوئی وہ کہیں زیادہ پیچ‌درپیچ تھی۔ سب سے پہلے مالکان زمین پر کسانوں کا عام حملہ ہوا؛ سب سے پہلے زمینداروں کے اقتدار کو اس طرح مکمل طریقے سے ختم کرنا تھا کہ اسے پھر

کبھی بحال نہ کیا جا سکے۔ اس کے بعد پھر خود کسانوں میں ایک جدوجہد شروع ہوئی، جن میں مالدار کسانوں، استحصال کرنےوالوں اور نفع‌خوروں کی شکل میں نئے سرمایہ‌دار پیدا ہوئے جو اپنے فاضل اناج کو روس کے غیرزراعتی خطوں کو بھوکا مارکر خود اپنی دولت میں اضافہ کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ یہاں ایک نئی جدوجہد شروع ہوئی اور آپ جانتے ھیں کہ امسال گرمیوں میں اس کے نتیجے میں کئی بغاوتیں ہوئیں۔ مالدار کسان کے بارے میں ہم اس طرح جسطرح کہ سرمایہ‌دار مالک زمین کے بارے میں کہا کرتے تھے، نہیں کہتے کہ اسے اپنی ساری املاک سے محروم کر دینا چاہئے۔ جو کچھ ہم کہتے ھیں وہ یہ کہ ھمیں ناگزیر اقدامات میں مالدار کسان کی مزاحمت کو ختم کر دینا چاہئے، جیسے کہ اناج کی اجارہ‌داری، جس کی خلاف‌ورزی وہ اس لئے کر رہا ھے کہ فاضل اناج بےانتہا مہنگے داموں پر فروخت کرکے اپنی دولت میں اضافہ کرلے، جبکہ غیرزراعتی خطوں میں مزدور اور کسان فاقوں کی مصیبتیں جھیل رہے ھیں۔ اور یہاں ہماری پالیسی یہ تھی کہ ایسی ھی بےدرد جدوجہد کی جائے جیسی کہ زمینداروں اور سرمایہ‌داروں کے خلاف کی تھی۔ لیکن پھر متوسط کسان کی جانب محنت‌کش کسان کے غریب طبقے کے رویے کا سوال رہا۔ ہماری پالیسی ھمیشہ یہ رہی ھے کہ متوسط کسان سے اتحادعمل قائم کیا جائے۔ وہ سوویت اداروں کا کوئی دشمن نہیں ھے؛ وہ پرولتاریہ اور سوشلزم کا دشمن نہیں ھے۔ وہ یقیناً پس و پیش کریگا اور سوشلزم کو اختیار کرنے پر اسی وقت راضی ہوگا جبکہ وہ قطعی اور قائل کن مثال سے یہ دیکھ لے کہ یہ لازمی ھے۔ متوسط کسان کو نظریاتی دلیلوں یا ھلچل پیدا کرنے والی تقریروں سے یقیناً قائل نہیں کیا جا سکتا، اور ہم اس پر تکیہ کرتے بھی نہیں۔ لیکن مثال سے اور کسانوں کے محنت‌کش طبقے کے ٹھوس محاذ سے اس کو قائل کیا جا سکتا ھے۔ پرولتاریہ سے محنت‌کش کسان کے اتحاد عمل سے اس کو قائل کیا جا سکتا ھے۔ اور یہاں ہم عرصۂ دراز تک اور بتدریج ترغیب دینے کے عمل پر اور متعدد عبوری اقدامات پر تکیہ کرتے ھیں جن میں پرولتاریہ، آبادی کے سوشلسٹ حلقوں کے درمیان سمجھوتہ، کمیونسٹوں کے جوکہ سرمائے کے خلاف

اس کی تمام‌تر صورتوں میں پرعزم لڑائی لڑ رہے ہیں اور متوسط کسانوں کے درمیان سمجھوتہ شامل ہیں۔

اس صورت حالات کو محسوس کرتے ہوئے، یہ محسوس کرتے ہوئے کہ دیہی علاقوں میں ہمیں جو کام درپیش ہے وہ بدرجہا زیادہ مشکل ہے، ہم مسئلے کو اسی طریقے سے پیش کرتے ہیں جس طرح کہ زمین کو سماجی ملکیت بنانے کے قانون میں پیش کیا گیا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ اس قانون نے زمین کی نجی ملکیت کے خاتمے کا اور زمین کی مساویانہ تقسیم کا اعلان کیا تھا اور آپ جانتے ہیں کہ اسی جذبے میں اس قانون کا نافذ کیا جانا شروع ہوا تھا، اور یہ کہ بیشتر دیہی علاقوں میں اس کی تعمیل کی جا چکی ہے۔ علاوہ ازیں اس قانون میں، کمیونسٹوں اور ان دنوں کمیونسٹ نظریات سے ابھی اتفاق نہ کرنےوالے لوگوں دونوں کی اتفاق رائے سے وہ دعوی بھی شامل تھا جو میں نے ابھی ابھی آپ کو پڑھ کر سنایا ہے، جو اعلان کرتا ہے کہ ہمارا مشترکہ فرض اور ہمارا مشترکہ مقصد سوشلسٹ کاشتکاری کی جانب، زمین کی اجتماعی ملکیت اور زمین پر اجتماعی کاشت کی جانب عبور ہے۔ جیسے جیسے تنظیم کی نشو و نما ہوتی ہے، وہ کسان جو بس چکے ہیں اور جنگی قیدی جو لاکھوں کی تعداد میں تھکے ماندے اور بےحال، قید سے چھوٹ کر واپس آرہے ہیں، دونوں زیادہ سے زیادہ واضح طور پر اس کام کی بےپناہ وسعت کو محسوس کرنے لگ گئے ہیں جو زراعت کو بحال کرنے کے لئے اور کسان کو پرانی بےتوجہی، پامالی اور جہالت کی کیفیت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات دلانے کے لئے کرنا ضروری ہے۔ ان پر روز بروز زیادہ واضح ہوتا جا رہا ہے کہ بچ نکلنے کا واحد یقینی راستہ، وہ کہ جو کسان جنتا کو تہذیب یافتہ زندگی کے زیادہ قریب لے آئیگا اور انہیں دوسرے باشندوں کے برابر کے درجے پر پہنچا دیگا، صرف زمین پر اجتماعی طریقے سے کاشت کرنے کا ہے جس کو سوویت حکومت اب باقاعدگی کے ساتھ، بتدریج اقدامات کے ذریعہ عملی صورت دینے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس مقصد ہی سے، زمین پر اجتماعی طریقے سے کاشت کرنے کے لئے کمیون اور ریاستی فارم قائم کئے جا رہے ہیں۔ اس وضع کی کاشتکاری کی اہمیت زمین کو سماجی ملکیت بنانے کے قانون میں واضح کی گئی ہے۔ اس قانون کی اس دفعہ میں جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ زمین کو استعمال

کرنے کا حق کسے پہنچتا ہے، آپ دیکھینگے کہ اس طرح حقدار لوگوں اور اداروں میں پہلا مقام ریاست کو دیا گیا ہے، دوسرا سماجی تنظیموں کو، تیسرا زراعتی کمیونوں کو اور چوتھا زراعتی امداد باھمی کی انجمنوں کو ۔ میں ایک بار پھر اس حقیقت کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ زمین کو سماجی ملکیت بنانے کے قانون کے یہ بنیادی دعوے اس وقت مرتب کئے گئے تھے جبکہ کمیونسٹ پارٹی صرف اپنی مرضی کی تعمیل نہیں کر رہی تھی جبکہ اس نے جان بوجھ کر ان لوگوں کو مراعات دی تھیں جو کسی نہ کسی طریقے سے متوسط کسانوں کے تصورات اور مرضی کا اظہار کر رہے تھے۔ ہم نے انھیں اس قسم کی مراعات دیں اور اب بھی دے رہے ھیں ۔ اس قسم کا سمجھوتہ ہم نے کیا اور کر رہے ھیں کیونکہ زمین کی ملکیت کی اجتماعی شکل کی جانب، زمین کی اجتماعی کاشت کی جانب، ریاستی فارسوں کی جانب، کمیونوں کی جانب عبور ایک جنبش میں نہیں کیا جا سکتا؛ اس کو سوویت حکومت کے پرعزم اور مستقل‌مزاج عمل کی ضرورت ہے، جس نے زراعت کی اصلاح کے لئے ایک ارب روبل مقرر کئے ھیں، اس شرط پر کہ زمین کی اجتماعی کاشت اختیار کرلی جائے ۔ یہ قانون ظاہر کرتا ہے کہ ہم متوسط کسانوں کی جنتا کو خاص طور پر مثال کی قوت سے ، ان کو اپنی کھیتی باڑی کو بہتر کرنے کی دعوت دیکر متاثر کرنے کے خواھشمندھیں اور یہ کہ زراعتی روس کی معیشت میں اس گہرے اور اھم‌ترین انقلاب کو لانے میں ہم ایسے اقداسات کے صرف بتدریج تاثر پر تکیہ کرتے ھیں ۔

غریب کسانوں کی کمیٹیوں، زراعتی کمیونوں اور محکمہ‌جات اراضی کا موجودہ کانگرس میں اتحاد عمل ھمیں دکھاتا اور پورا یقین دلاتا ہے کہ زمین کی اجتماعی کاشت کی جانب عبور نے معاملات کی صحیح طور سے، صحیح معنوں میں سوشلسٹ پیمانے پر شروعات کر دی ھیں۔ اس یکساں، مسلسل اور باقاعدہ کام کو محنت کی کارگذاری میں اضافے کی یقیناً ضمانت کرنی چاھئے ۔ اس مقصد کے لئے ھمکو کاشتکاری کے بہترین طریقے اختیار کرنے چاھئیں اور روس کے زراعتی ماھرین معیشت کی قوتوں کو کام میں لینا چاھئے تاکہ ہم بہترین منظم فارم چلا سکیں جوکہ اب تک افراد کو مالدار بنانے کا ذریعہ بن کر سرمایہ‌داری کی بحالی کا ذریعہ، اجرتی مزدوروں کی

نئی پابندیوں کا، نئی غلامی کا ذریعہ بن کر، خدمت انجام دیتے آئے ہیں، لیکن جنھیں اب، زمین کو سماجی ملکیت بنانے کے قانون کے اور زمین کی نجی ملکیت کے مکمل خاتمے کے تحت زراعتی علم اور تہذیب کے، اور کروڑوں محنت کش عوام کے لئے بڑھی ہوئی صلاحیت پیداوار کے سرچشمے کا کام دینا چاہئے۔ شہری مزدوروں اور محنت کش کسانوں کے درمیان یہ اتحاد عمل، غریب کسانوں کی کمیٹیوں کی تشکیل اور سوویتوں میں ان کا مدغم ہو جانا اس بات کی ضمانت ہیں کہ زراعتی روس نے وہ راہ اختیار کرلی ہے جو مغربی یورپی ریاستیں ہم سے بعد میں، یکے بعد دیگرے اختیار کر رہی ہیں، مگر نسبتاً زیادہ یقین کے ساتھ۔ ان کے لئے انقلاب شروع کرنا کہیں زیادہ مشکل تھا کیونکہ ان کا دشمن سڑی گلی بادشاہت نہیں، بلکہ نہایت اعلی تہذیب‌یافتہ اور متحد سرمایہ‌دار طبقہ تھا۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ یہ انقلاب شروع ہو گیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ انقلاب روس تک محدود نہیں رہا ہے اور یہ کہ ہماری سب سے بڑی امید، ہمارا سب سے بڑا سہارا مغربی یورپ کے زیادہ ترقی یافتہ ملکوں کا پرولتاریہ ہے، اور یہ کہ عالمی انقلاب کا یہ خاص مددگار، یہ پرولتاریہ، حرکت میں آگیا ہے۔ اور ہمیں پورا پورا یقین ہے، اور جرمن انقلاب نے جو راستہ اختیار کیا اس نے عملاً دکھا دیا ہے کہ ان ملکوں میں سوشلسٹ کاشتکاری کی جانب عبور، زیادہ ترقی‌یافتہ زراعتی تکنیک کا استعمال اور زراعت‌پیشہ آبادی کی تنظیم ہمارے ملک کی بہ‌نسبت زیادہ تیزرفتاری اور آسانی سے ہوگی۔

شہری مزدوروں اور ساری دنیا کے سوشلسٹ پرولتاریہ کے اتحاد عمل سے روس کے محنت کش کسان اب یقین رکھ سکتے ہیں کہ وہ اپنے تمام مخالفوں پر غالب آ جائیں‌گے، سامراجیوں کے حملوں کو پسپا کر دینگے اور وہ کچھ حاصل کر لینگے جس کے بغیر محنت‌کش عوام کی نجات ناممکن ہے — یعنی زمین کی اجتماعی کاشت، چھوٹے، انفرادی فارموں سے زمین کی اجتماعی کاشت تک بتدریج مگر مسلسل عبور۔ (پرشور اور طویل تالیاں۔)

"پراودا"، شمارہ ۲۷۲،
۱۴ دسمبر ۱۹۱۸ء

دیہات میں کام کے متعلق روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی آٹھویں کانگرس میں پیش کردہ رپورٹ

۲۳ مارچ ۱۹۱۹ء

(طویل تالیاں ۔) ساتھیو، میں معافی چاھتا ھوں کہ دیہات میں کام کے مسئلے پر غور کرنے کےلئے کانگرس کی منتخب کی ھوئی کمیٹی (۲۳) کی تمام نشستوں میں شرکت نہیں کر سکا ۔ اس لئے میری رپورٹ کی تکمیل ان ساتھیوں کی تقریروں سے ھوگی جنھوں نے اس کمیٹی کی کارروائی میں بالکل شروع ھی سے حصہ لیا تھا ۔ اس کمیٹی نے آخر میں دعوے مرتب کئے جو ایک کمیشن کے سپرد کر دئے گئے تھے اور جو آپ کے سامنے پیش کئے جائیں گے ۔ کمیٹی کی کارروائی کے بعد مسئلہ جس صورت میں ھمیں درپیش ھے اور جیسے کہ وہ، میری رائے میں، اب پوری پارٹی کو درپیش ھے، میں اس کی عام اھمیت پر تفصیلی بحث کرنی چاھوں گا ۔

ساتھیو، یہ بالکل قدرتی بات ھے کہ پرولتاری انقلاب جیسے جیسے نشو و نما پاتا ھے ھمیں زندگی کا کبھی ایک، کبھی دوسرا سب سے زیادہ پیچیدہ اور سب سے زیادہ اھم مسئلہ سب سے آگے رکھنا پڑتا ھے ۔ یہ قطعی قدرتی بات ھے کہ ایسے انقلاب میں جو زندگی کی انتہائی گہری بنیادوں اور آبادی کے وسیع ترین عوام‌الناس کو متاثر کرتا ھے، اور متاثر کرکے ھی رھتا ھے، کوئی بھی پارٹی، کوئی بھی حکومت، خواہ وہ عوام کے کتنے ھی قریب کیوں نہ ھو، بیک وقت زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا اس کےلئے ممکن ھی نہیں ھو سکتا ۔ اور اگر اب ھمیں دیہات میں کام کے مسئلے سے نبٹنا اور اس مسئلے کے سلسلے میں متوسط کسانوں کی حیثیت کو نمایاں مقام دینا پڑ رھا ھے تو اس میں عموماً پرولتاری انقلاب کی نشو و نما کے

نقطۂ نظر سے کچھ بھی عجیب یا غیرمعمولی نہیں ہے ۔ یہ قدرتی بات ہے کہ پرولتاری انقلاب کو دو مخالف طبقوں، پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان بنیادی تعلق سے آغاز کرنا پڑا تھا ۔ سب سے بڑا کام اقتدار مزدور طبقے کو منتقل کرنا، اس کی ڈکٹیٹرشپ کو محفوظ کرنا، بورژوازی کا تختہ الٹنا اور اس کو اپنے اقتدار کے معاشی سرچشموں سے محروم کرنا تھا، جو بلاشبہ تمام سوشلسٹ تعمیر میں عموماً ایک رکاوٹ ہوتے ہیں ۔ مارکسزم سے چونکہ ہم واقف ہیں، اس لئے ہم میں سے کسی ایک نے بھی کبھی ایک لمحے کو اس حقیقت پر شبہ نہیں کیا کہ سرمایہ‌دارانہ سماج کی معاشی تشکیل و ترتیب ہی کے باعث اس سماج میں فیصلہ‌کن عنصر یا تو پرولتاریہ ہو سکتا ہے یا بورژوازی ۔ اب ہمیں بہت سے سابقہ مارکسی نظر آتے ہیں — مثلاً منشویکوں کے ڈیرے سے — جو دعوی کرتے ہیں کہ پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان فیصلہ‌کن جدوجہد کے دور میں عموماً جمہوریت غالب رہ سکتی ہے ۔ یہ بات منشویک کہتے ہیں جنھوں نے سوشلسٹ انقلابیوں سے مکمل سمجھوتہ کر لیا ہے ۔ جیسے کہ بورژوازی خود اپنے لئے جس میں سب سے زیادہ سہولت دیکھتی ہے اس کے مطابق جمہوریت قائم کرتی یا مٹاتی نہ ہو! اور چونکہ بات ایسی ہی ہے اس لئے بورژوازی اور پرولتاریہ کے درمیان شدید جدوجہد کے زمانے میں عموماً جمہوریت کا کوئی سوال نہیں ہو سکتا ۔ حیرت ہے کہ یہ مارکسی یا نام کے مارکسی — مثلاً ہمارے منشویک — کتنی جلدی اپنے آپ کو بےنقاب کر دیتے ہیں، اور کتنی سرعت سے ان کی اصل خصلت، پیٹی بورژوا جمہوریت‌پسندوں کی سی خصلت، سطح پر آ جاتی ہے ۔

پیٹی بورژوا جمہوریت اور بورژوا جمہوریت‌پسندی کے فریبوں کے خلاف مارکس عمر بھر سب سے زیادہ لڑتے رہے ۔ آزادی اور مساوات کی خالی خولی باتوں کا مارکس نے سب سے زیادہ مذاق اڑایا تھا، جبکہ وہ مزدوروں کو بھوکوں مار دینے کی آزادی پر پردہ ڈالنے کے لئے کی جاتی ہیں یا اس شخص کی کہ جو اپنی قوت محنت فروخت کرتا ہے بورژوازی سے برابری پر جو گویا کہ اول الذکر کی محنت کھلے بازار میں جیسے کہ برابروالی کی حیثیت سے خریدتی ہے، اور ایسی ہی دوسری باتوں کا ۔ مارکس نے اپنی تمام معاشیاتی تصانیف میں اس کی

وضاحت کی ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ مارکس کی پوری تصنیف ''سرمایہ،، اس حقیقت کی وضاحت کرنے پر وقف ہے کہ سرمایہ‌دارانہ سماج کی بنیادی قوتیں بورژوازی اور پرولتاریہ ہیں، اور صرف وہی ہو سکتی ہیں — بورژوازی اس سرمایہ‌دارانہ سماج کے معمار کی حیثیت سے، اس کی رہنما اور اس کی محرک قوت کی حیثیت سے، اور پرولتاریہ اس کے گورکن کی حیثیت سے اور اس واحد قوت کی حیثیت سے کہ جو اس کے بدلے جگہ لینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ مارکس کی تصانیف میں شاید ہی کوئی باب آپ کو ایسا ملے جو اس پر وقف نہ ہو۔ ممکن ہے کہ آپ کہیں کہ دوسری انٹرنیشنل کے سوشلسٹوں نے دنیا بھر میں مزدوروں کے سامنے باربار عہد کیا اور قسمیں کھائی ہیں کہ وہ اس حقیقت کو سمجھتے ہیں۔ لیکن جب معاملہ پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان حقیقی اور علاوہ‌ازیں فیصلہ کن جد و جہد تک پہنچا تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے منشویک اور سوشلسٹ انقلابی اور ساتھ ہی ساتھ ساری دنیا کی پرانی سوشلسٹ پارٹیوں کے لیڈر اس حقیقت کو بھول گئے اور خالصاً طوطے کی طرح عموماًجمہوریت پسندی کے بارے میں عامیانہ فقروں کی رٹ لگانی شروع کر دی۔

بعض اوقات ہمارے یہاں ''جمہوریت کی ڈکٹیٹرشپ،، کہہ کر ان الفاظ کو گویا کہ زیادہ ''زور،، دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ قطعی بے معنے بات ہے۔ تاریخ سے ہم کو مکمل طور پر اچھی طرح معلوم ہے کہ جمہوری بورژوازی کی ڈکٹیٹرشپ کے معنے باغی مزدوروں کو کچلنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہیں۔ بہرحال کچھ کم نہیں تو ۱۸۴۸ء سے ہمیشہ یہی صورت رہی ہے، اور اس سے پہلے بھی اکادکا مثالیں مل سکتی ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ عین بورژوا جمہوریت ہی میں پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان انتہائی شدت کی جد و جہد وسیع پیمانے پر اور آزادانہ ہوتی ہے۔ اس حقیقت کا ہمیں عملاً قائل ہونے کا موقع مل چکا ہے۔ اور اکتوبر ۱۹۱۷ء سے سوویت حکومت نے جو اقدامات کئے ہیں ان کی امتیازی شان تمام بنیادی سوالات پر ان کا مستحکم ہونا ہے، ٹھیک اس وجہ سے کہ ہم نے کبھی بھی اس حقیقت سے گریز نہیں کیا ہے اور اس کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا ہے۔ بورژوازی کے خلاف جدوجہد میں فوقیت حاصل کرنے کا مسئلہ صرف ایک طبقے — پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ سے ہی طے ہو سکتا ہے۔

صرف پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ ھی بورژوازی کو شکست دے سکتی ھے۔ صرف پرولتاریہ ھی بورژوازی کا تختہ پلٹ سکتا ھے۔ صرف پرولتاریہ ھی بورژوازی کے خلاف جدوجہد میں عوام کی تقلید حاصل کر سکتا ھے۔

لیکن اس سے یہ نتیجہ کسی طرح بھی نہیں نکلتا — یہ سوچنا زبردست غلطی ھوگی — کہ کمیونزم کی مزید تعمیر میں بھی، جبکہ بورژوازی کا تختہ پلٹا جا چکا ھو اور سیاسی اقتدار پرولتاریہ کے ھاتھ میں پہنچ چکا ھو، تو ھم بیچ کے، درمیانی عناصر کی شرکت کے بغیر کام چلاتے رہ سکتے ھیں۔

یہ بات قدرتی ھے کہ انقلاب کے شروع میں — پرولتاری انقلاب کے — اس کے سرگرم‌عمل شرکا کی پوری توجہ خاص اور بنیادی مسئلے پر مرکوز ھو: پرولتاریہ کی فوقیت اور بورژوازی پر فتح حاصل کرکے اس فوقیت کے تحفظ پر — یہ بات یقینی کرنے پر کہ بورژوازی پھر سے اقتدار حاصل نہ کر سکے۔ ھمیں معلوم ھے کہ بورژوازی کو اب بھی وہ فوقیتیں حاصل ھیں، جو اس کو اس دولت سے حاصل ھوتی ھیں جو اس کے پاس دوسرے ملکوں میں ھے، یا نقدی کی صورت میں، جو بعض اوقات خود ھمارے ملک میں اس کے پاس ھے۔ ھم اچھی طرح جانتے ھیں کہ ایسے سماجی عناصر موجود ھیں جو پرولتاریوں سے زیادہ تجربےکار ھیں اور جو بورژوازی کی مدد کرتے ھیں — ھمیں اچھی طرح معلوم ھے کہ بورژوازی نے اقتدار واپس حاصل کرنے کا خیال ترک نہیں کیا ھے اور اپنی فوقیت بحال کرنے کی کوشش ترک نہیں کی ھے۔

لیکن کسی طرح بھی یہی سب کچھ نہیں ھے۔ بورژوازی، جو کہ نہایت اصرار کے ساتھ یہ اصول پیش کرتی ھے: ''میرا وطن تو وھی ھے جہاں کہیں میرے لئے اچھائی ھو،،، اور جو، جہاں تک مال و زر کا تعلق ھے، ھمیشہ بین‌الاقوامیت‌پسند رھی ھے — عالمگیر پیمانے پر بورژوازی اب بھی ھم سے زیادہ طاقتور ھے۔ اس کی فوقیت تیزرفتاری سے کمزور کی جا رھی ھے، اس کو ھنگری کے انقلاب (۲۴) جیسے حقائق درپیش ھو رھے ھیں — جس کے متعلق ھم نے کل آپ کو نہایت مسرت کے ساتھ اطلاع دی تھی اور آج تصدیق کی خبریں موصول ھو رھی ھیں — اور اس نے سمجھنا شروع کر دیا ھے کہ اس کی فوقیت متزلزل ھے۔ اس

کو آزادیٔ عمل حاصل نہیں رہ گئی ہے۔ اگر ہم عالمگیر پیمانے پر مادی وسائل کو شمار میں رکھیں تو یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مادی اعتبار سے بورژوازی فی‌الحال ہم سے اب بھی زیادہ طاقتور ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہماری توجہ کے اور ہماری عملی سرگرمیوں کے دس میں سے نو حصے اس بنیادی مسئلے پر وقف تھے اور ہونے ہی تھے — بورژوازی کا تختہ پلٹنا، پرولتاریہ کا اقتدار قائم کرنا اور بورژوازی کے برسر اقتدار واپس آنے کے ہر امکان کا خاتمہ کرنا۔ وہ قطعاً قدرتی، جائز اور ناگزیر ہے اور اس اعتبار سے بہت کچھ کامیابی کے ساتھ حاصل کیا جا چکا ہے۔

لیکن اب ہمیں آبادی کے دوسرے حصوں کے مسئلے کا بھی تصفیہ کرنا چاہئے۔ ہمیں چاہئے — زرعی کمیٹی میں یہ ہمارا اتفاق‌رائے سے اخذکردہ نتیجہ تھا اور اس پر، ہمیں پورا یقین ہے، پارٹی کے سارے کارکن متفق ہوں گے، کیونکہ ہم نے ان کے مشاہدات کا محض خلاصہ پیش کیا ہے — ہمیں چاہئے کہ اب متوسط کسانوں کے مسئلے کو اس کی تمام‌تر وسعت سمیت طے کر لیں۔

بلاشبہ ایسے لوگ موجود ہیں، جو ہمارے انقلاب کے راستے کے متعلق سوچنے کے بجائے، ہمیں جو فرائض درپیش ہیں ان پر غور کرنے کے بجائے، ان سب باتوں کے بجائے سوویت حکومت کے ہر قدم کو تضحیک کا اور اس وضع کی تنقید کا موضوع بنا لیتے ہیں جیسی کہ ہم ان حضرات، منشویکوں اور دائیں بازووالے سوشلسٹ انقلابیوں سے سنا کرتے ہیں۔ یہ لوگ اب بھی نہیں سمجھے ہیں کہ انہیں ہمارے اور بورژوا ڈکٹیٹرشپ میں سے ایک کو چن لینا ہے۔ ہم نے ان لوگوں کے سلسلے میں بڑے صبر کا، بلکہ یہاں تک کہ مروت کا برتاؤ کیا ہے۔ ہم ان کو اپنی مروت سے ایک بار اور فیضیاب ہونے کا موقع دیں گے۔ لیکن عنقریب مستقبل ہی میں ہم اپنے صبر اور مروت کی ایک حد مقرر کر دیں گے اور اگر وہ اپنی پسند کا فیصلہ نہیں کر لیتے تو ہم نہایت سنجیدگی کے ساتھ ان سے کہیں گے، کولچاک (۲۰) کے پاس تشریف لے جائیں۔ (تالیاں۔) ایسے لوگوں سے ہم خاص ذہانت کی دانشورانہ صلاحیت کی توقع نہیں کرتے۔ (قہقہے۔) لیکن توقع کی جا سکتی تھی کہ کولچاک کی درندگیوں کا تجربہ کرنے کے بعد انہیں سمجھ لینا چاہئے

که همیں یہ مطالبہ کرنے کا حق پہنچتا ہے کہ ان کو ہمارے اور کولچاک کے درمیان کسی ایک کا انتخاب کر لینا چاہئے۔ اگر اکتوبر انقلاب کے بعد کے پہلے چند مہینوں میں بہت سارے سادہ‌لوح آدمی تھے جو یہ یقین کر لینے کی حماقت میں مبتلا تھے کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کوئی آنی جانی اور اتفاقیہ چیز ہے، تو آج منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں تک کو سمجھ لینا چاہئے کہ اس جدوجہد میں کوئی منطقی اعتبار سے ضروری چیز ہے کہ جو پوری بین‌الاقوامی بورژوازی کے حملے کے مقابلے میں کی جا رہی ہے۔

صرف دو قوتیں، درحقیقت، ابھری ہیں: بورژوازی کی ڈکٹیٹرشپ اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ۔ جس کسی نے مارکس سے یہ بات نہیں سیکھی، جس کسی نے تمام عظیم سوشلسٹوں کی تخلیقات سے یہ بات نہیں سیکھی، وہ کبھی بھی سوشلسٹ نہیں رہا، سوشلزم کے بارے میں کچھ نہیں سمجھا اور اپنے آپ کو سوشلسٹ صرف کہلوایا۔ ان لوگوں کو ہم سوچنے کے لئے تھوڑا عرصہ دے رہے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فیصلہ کر لیں۔ میں نے ان کا ذکر اس لئے کیا ہے کیونکہ وہ اب کہہ رہے ہیں یا کہیں‌گے کہ: ''بالشویکوں نے متوسط کسانوں کا سوال اٹھایا ہے، وہ ان کی خوش‌امد کرنا چاہتے ہیں''۔ مجھے بخوبی علم ہے کہ منشویک اخباروں میں اس وضع کی، اور اس سے بھی کہیں زیادہ خراب، دلیلوں کو قابل لحاظ جگہ دی جاتی ہے۔ اس قسم کی دلیلوں کو ہم نظرانداز کر دیتے ہیں، اپنے مخالفوں کی لفاظیوں کو ہم کبھی کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ جو لوگ بورژوازی اور پرولتاریہ کے درمیان ادھر سے ادھر دوڑنے کی اب بھی صلاحیت رکھتے ہیں جو چاہیں کہتے رہیں۔ ہم تو اپنی راہ چلے جا رہے ہیں۔

ہماری راہ کا تعین سب سے پہلے تو طبقاتی قوتوں کا لحاظ رکھ کر ہوتا ہے۔ سرمایہ‌دارانہ سماج میں بورژوازی اور پرولتاریہ کے درمیان جدوجہد نشو و نما پا رہی ہے۔ وہ جدوجہد جب تلک ختم نہیں ہوتی ہم اپنی اشدترین توجہ اس کو انجام تک لڑکر ختم کرنے پر صرف کریں‌گے۔ یہ ابھی انجام تک نہیں لڑی گئی ہے۔ اس جدوجہد میں بہت کچھ پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ بین‌الاقوامی بورژوازی کے ہاتھ اب کھلے ہوئے نہیں رہ گئے ہیں۔ اس کا بہترین ثبوت یہ ہے کہ ہنگری

کا پرولتاری انقلاب ہو گیا ہے۔ اس لئے یہ بات واضح ہے کہ دیہی اضلاع میں ہمارا تعمیری کام ان حدود سے باہر تک پہنچ چکا ہے جن میں وہ اس وقت محدود تھا جبکہ ہر چیز اقتدار حاصل کرنے کی جدوجہد کے بنیادی مطالبے کی تابع تھی۔

یہ تعمیری کام دو خاص مرحلوں سے گذرا۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء میں ہم نے بحیثیت مجموعی کسانوں کے ساتھ مل کر اقتدار حاصل کیا۔ یہ ایک بورژوا انقلاب ان معنوں میں تھا کہ دیہی اضلاع میں طبقاتی جد و جہد ابھی تک بڑھی نہیں تھی۔ جیسے کہ میں کہہ چکا ہوں، دیہی اضلاع میں حقیقی پرولتاری انقلاب ۱۹۱۸ء کی گرمیوں میں ہی جاکر کہیں شروع ہوا۔ اگر ہم اس انقلاب کو ابھار نہ پاتے تو ہمارا کام نامکمل ہی رہ گیا ہوتا۔ پہلا مرحلہ شہروں میں اقتدار حکومت حاصل کرنے اور سوویت طرز کی حکومت قائم کرنے کا تھا۔ دوسرا مرحلہ وہ تھا کہ جو تمام سوشلسٹوں کے لئے بنیادی ہے اور جس کے بغیر سوشلسٹ سوشلسٹ نہیں ہوتے یعنی یہ کہ دیہی اضلاع میں پرولتاری اور نیم پرولتاری عناصر کو چھانٹ کر علیحدہ کرنا اور ان کو شہری پرولتاریوں سے مضبوطی کے ساتھ جوڑنا تاکہ دیہات میں بورژوازی کے خلاف جدوجہد کی جائے۔ یہ مرحلہ بھی بیشتر حد تک مکمل ہو گیا ہے۔ اس مقصد کے لئے جو تنظیمیں ہم نے اصل میں قائم کی تھیں، غریب کسانوں کی کمیٹیاں، اتنی مستحکم ہو گئیں کہ ہمارے لئے ان کو باقاعدہ منتخبہ سوویتوں میں بدل دینا، یعنی دیہی سوویتوں کو ازسرنو منظم کرنا ممکن ہو گیا تاکہ ان کو طبقاتی حکمرانی کا ادارہ، دیہی اضلاع میں پرولتاری اقتدار حکومت کا ادارہ بنایا جا سکے۔ سوشلسٹ زرعی انتظام اور سوشلسٹ زراعت کی جانب عبور کے قانون جیسے اقدامات، جو تھوڑے ہی دن ہوئے مرکزی عاملہ کمیٹی نے منظور کیا تھا، اور جس سے ہر شخص یقیناً واقف ہے، ہمارے پرولتاری انقلاب کے نقطۂ نظر سے ہمارے تجربے کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

خاص چیز، پرولتاری انقلاب کا افضل‌ترین اور بنیادی کام ہم نے پورا کر بھی لیا ہے۔ اور ٹھیک اس وجہ سے کہ ہم نے اسے پورا کر لیا ہے، ایک اور بھی زیادہ پیچیدہ مسئلہ سامنے آ گیا ہے — متوسط کسانوں کی جانب ہمارا رویہ۔ اور جو کوئی بھی یہ سوچتا ہے کہ یہ حقیقت کہ اس مسئلے کو سامنے لایا جا رہا ہے کسی طرح بھی ہماری حکومت

کے کردار میں کمزوری پیدا ہونے کی علامت ہے، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے کمزور ہونے کی علامت ہے، کہ یہ ہماری بنیادی پالیسی میں تبدیلی کی، خواہ وہ کتنی ہی جزوی، کتنی ہی خفیف کیوں نہ ہو، علامت ہے، وہ پرولتاریہ کے مقاصد کو، کمیونسٹ انقلاب کے مقاصد کو سمجھنے سے قطعی قاصر رہتا ہے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ ہماری پارٹی میں ایسے لوگ نہیں ہیں۔ میں تو ساتھیوں کو محض ان لوگوں سے خبردار کرنا چاہتا تھا جو مزدوروں کی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے اور جو اس طرح سے باتیں کریں گے، اس لئے نہیں کہ خیالات کے کسی نظام سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا بلکہ محض ہمارے کام میں اڑنگا لگانے کے لئے اور وائٹ گارڈوں کی مدد کرنے کے لئے — یا، اگر زیادہ سہل انداز میں کہیں تو، ہمارے خلاف متوسط کسان کو اکسانے کے لئے، جو ہمیشہ پس و پیش کرتا رہتا ہے، جو پس و پیش کئے بغیر رہ نہیں سکتا، اور جو آئندہ خاصے طویل عرصے تک پس‌وپیش کرتا رہیگا۔ متوسط کسان کو ہمارے خلاف بھڑکانے کے لئے وہ کہیں گے: ''دیکھو، یہ لوگ تمہاری خوشامد کر رہے ہیں! اس کے معنے یہ ہیں کہ انہوں نے تمہاری بغاوتوں کا شمار کر لیا ہے، انہوں نے ڈگمگانا شروع کر دیا ہے''، اور ایسی ہی وضع کی دوسری باتیں۔ ہمارے تمام ساتھیوں کو اس قسم کی ہلچل کے خلاف تیار رہنا چاہئے۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ تیار رہیں گے — بشرطیکہ اب ہم اس مسئلے کو طبقاتی جدوجہد کے نقطۂ نظر سے سمجھ لینے میں کامیاب ہو جائیں۔

یہ بات قطعی واضح ہے کہ یہ بنیادی مسئلہ — متوسط کسانوں کی جانب پرولتاریہ کے رویے کی ٹھیک ٹھیک کیا تعریف کی جائے — زیادہ پیچ درپیچ مسئلہ تو ہے، مگر کچھ کم اہم نہیں۔ ساتھیو، نظریاتی زاویۂ نگاہ سے، جس پر مزدوروں کی بھاری اکثریت نے عبور حاصل کر لیا ہے، یہ مسئلہ مارکسیوں کے لئے کوئی مشکل درپیش نہیں کرتا۔ مثلاً میں آپ کو یاد دلاؤں گا کہ زرعی مسئلے پر اپنی کتاب میں، جو اس زمانے میں لکھی گئی تھی جبکہ ابھی وہ مارکس کی تعلیمات کی صحیح تشریح کر رہے تھے اور اس میدان عمل میں سند مانے جاتے تھے، سرمایہ‌داری سے سوشلزم کی جانب عبور کے سلسلے میں کاؤتسکی کا بیان ہے کہ کسی سوشلسٹ پارٹی کا فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ کسانوں کو بےاثر کر دے یعنی یہ دیکھے کہ پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان

جدوجہد میں کسان غیرجانبدار رہے اور ہمارے خلاف بورژوازی کو عملی امداد نہ دے سکے۔

بورژوازی کے انتہائی طویل دورحکومت کے پورے عرصے میں کسانوں نے اس کے اقتدار ہی کی حمایت کی ہے، انھوں نے بورژوازی کی طرفداری کی۔ جب آپ بورژوازی کی معاشی قوت اور اس کی حکمرانی کے سیاسی ذرائع پر غور کریں گے تو یہ بات سمجھ میں آجائیگی۔ ہم اس بات کو شمار میں نہیں لا سکتے کہ متوسط کسان فوراً ہی ہماری طرف آ جائیگا۔ لیکن اگر ہم ایک صحیح پالیسی کی تعمیل کریں تو کچھ عرصے بعد یہ پس‌وپیش ختم ہو جائیگا اور کسان ہماری طرف آن کر مل سکیگا۔

اینگلس ہی نے — جنھوں نے مارکس کے ساتھ مل کر سائنسی مارکسزم کی بنیادیں استوار کی تھیں، یعنی وہ تعلیم کہ جس سے ہماری پارٹی نے ہمیشہ رہبری حاصل کی ہے، اور خصوصاً انقلاب کے زمانے میں — کسانوں کی چھوٹے کسانوں، متوسط کسانوں اور بڑے کسانوں کی تقسیم قائم کر دی تھی اور یہ تقسیم آج بھی یورپی ملکوں کی بھاری اکثریت پر صادق آتی ہے۔ اینگلس نے کہا تھا: ''شاید یہ ضروری نہ ہوگا کہ ہر جگہ بڑے کسانوں کو بھی بزور قوت دبایا جائے،،۔ اور یہ کہ غالباً کسی وقت ہم متوسط کسانوں کے تعلق سے تشدد کو کام میں لائیں (چھوٹا کسان ہمارا دوست ہے)، یہ خیال کسی ہوشمند سوشلسٹ کو کبھی بھی نہیں سوجھا۔ اینگلس نے ۱۸۹۴ء میں، اپنی موت سے ایک سال قبل، جب زرعی مسئلہ پیش منظر میں آیا تو یہی کہا تھا *۔ یہ نقطہ‌ٔنظر اس حقیقت کا اظہار کرتا ہے جو بعض اوقات فراموش کر دی جاتی ہے، لیکن جس سے ہم سب نظریے میں متفق ہوتے ہیں۔ زمینداروں اور سرمایہ‌داروں کے تعلق سے ہمارا مقصد مکمل بےدخلی ہے۔ مگر ہم متوسط کسانوں کی جانب کسی تشدد کو برداشت نہیں کریں گے۔ دولتمند کسانوں کے متعلق بھی ہم اتنے فیصلہ کن انداز میں نہیں کہتے جتنا کہ ہم بورژوازی کے متعلق کہتے ہیں:

---

* موازنہ کیجئے فریڈرک اینگلس کی تصنیف ''فرانس اور جرمنی میں کسانوں کا مسئلہ،، سے۔ (ایڈیٹر۔)

دولتمند کسانوں اور مالدار کسانوں کی قطعی بےدخلی۔ یہ امتیاز ہمارے پروگرام سے شاہد ہے۔ ہم کہتے ہیں: دولتمند کسانوں کی مزاحمت اور انقلاب‌دشمن کوششوں کو کچل دینا چاہئے۔ یہ مکمل بےدخلی نہیں ہے۔

بنیادی امتیاز جو بورژوازی اور متوسط کسان کی جانب ہمارے رویے کا تعین کرتا ہے — بورژوازی کی مکمل بےدخلی اور متوسط کسان سے جو اوروں کا استحصال نہیں کرتا، اتحادعمل — اس لائحۂ عمل کو نظریاتی طور پر ہر ایک تسلیم کر لیتا ہے۔ مگر اس لائحۂ عمل پر مستقل‌مزاجی سے چلتا کوئی نہیں؛ مقاماً اس پر عمل درآمد کرنا انھوں نے ابھی تک نہیں سیکھا ہے۔ جب بورژوازی کا تختہ پلٹنے اور خود اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کے بعد پرولتاریہ نے مختلف زاویوں سے ایک نیا سماج تخلیق کرنا شروع کیا تو متوسط کسانوں کا مسئلہ پیش منظر میں آیا۔ دنیا کے کسی ایک بھی سوشلسٹ نے انکار نہیں کیا کہ جن ملکوں میں بڑے پیمانے کی زراعت کا دور دورہ ہے اور جن ملکوں میں چھوٹے پیمانے کی زراعت ہے وہاں کمیونزم تعمیر کرنے کے راستے مختلف ہوں‌گے۔ یہ ایک ابتدائی حقیقت ہے، ابجد ہے۔ اور اس حقیقت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جیسے جیسے ہم کمیونسٹ تعمیر کے قریب پہنچتے ہیں، ویسے ویسے ساری خاص توجہ ایک حد تک ٹھیک متوسط کسان پر ہی مرکوز رہنی چاہئے۔ •

بہت کچھ انحصار اس بات پر ہوگا کہ متوسط کسان کی جانب ہم اپنے رویے کی وضاحت کس طرح کرتے ہیں۔ نظریاتی اعتبار سے وہ مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ لیکن ہم خود اپنے تجربے سے بخوبی جانتے ہیں کہ مسئلے کو نظریاتی اعتبار سے حل کرنے اور اس حل کو عملی جامہ پہنانے میں ایک فرق ہوتا ہے۔ اب ہمیں براہ راست یہ فرق درپیش ہے، جوکہ فرانسیسی انقلاب‌عظیم کی بڑی کرداری خصوصیت تھا، جبکہ فرانسیسی مجلس نے ہمہ گیر اقدامات کا آغاز کر دیا، لیکن ان کو عملی جامہ پہنانے کےلئے اس کے پاس ضروری بنیاد کا سہارا نہیں تھا اور یہ تک اس کو خبر نہیں تھی کہ کسی مخصوص اقدام کو عمل میں لانے کی غرض سے کس طبقے پر بھروسہ کرے۔

ہماری حالت لاانتہا زیادہ خوش‌قسمتی کی ہے۔ پوری ایک صدی کے ارتقا کی بدولت ہم جانتے ہیں کہ کس طبقے پر بھروسہ کر رہے ہیں۔

لیکن هم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس طبقے کا عملی تجربہ انتہائی ناکافی ہے۔ مزدور طبقے اور مزدوروں کی پارٹی پر بنیادی مقصد واضح تھا — بورژوازی کے اقتدار کا تختہ پلٹنا اور اقتدار مزدوروں کو منتقل کر دینا۔ لیکن وہ کیا کیسے جانا تھا؟ سب کو یاد ہے کہ کس مشکل سے اور کتنی غلطیاں کرنے کے بعد ہم صنعت پر مزدوروں کے کنٹرول سے مزدوروں کے انتظام کی منزل میں داخل ہوئے۔ اور پھر بھی وہ کام ہمارے خود اپنے طبقے کے اندر کا تھا، پرولتاریوں کے درمیان تھا، جن سے ہمیشہ سے سابقہ رہا تھا۔ لیکن اب ہمیں ایک نئے طبقے کی جانب، اس طبقے کی جانب جسے شہری مزدور نہیں جانتا، اپنے رویے کی وضاحت کرنی ہے۔ ہمیں اس طبقے کی جانب اپنے رویے کا تعین کرنا ہے جس کا کوئی متعین اور پائیدار رویہ نہیں ہے۔ پرولتاریہ اپنے اجتماع میں سوشلزم کے حق میں ہے، بورژوازی اپنے اجتماع میں سوشلزم کی مخالف ہے۔ ان دو طبقوں کے درمیان تعلقات کا تعین آسان ہوتا ہے۔ لیکن جب ہم متوسط کسانوں جیسے ایک طبقے کی جانب متوجہ ہوتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ایسا طبقہ ہے جو پس و پیش کرتا ہے۔ متوسط کسان جزوی طور پر مالک جائداد ہے اور جزوی طور پر کامگار۔ وہ دوسرے محنت کشوں کا استحصال نہیں کرتا۔ قرنوں تلک متوسط کسان نے اپنی حیثیت کی انتہائی مشکل کے ساتھ مدافعت کی، اس نے زمینداروں اور سرمایہ‌داروں کے استحصال کی تکلیفیں برداشت کیں، اس نے سب کچھ برداشت کیا۔ پھر بھی وہ مالک جائداد ہے۔ پس و پیش کرنے‌والے اس طبقے کی جانب اس لئے ہمارا رویہ زبردست مشکلیں درپیش کرتا ہے۔ ایک سال سے زیادہ کے تجربے کی روشنی میں، دیہی اضلاع میں چھ مہینوں سے زیادہ کے پرولتاری کام کی روشنی میں اور اس حقیقت کی روشنی میں کہ دیہی اضلاع میں طبقوں کو الگ الگ چھانٹنے کا کام ہو چکا ہے، ہمیں یہاں سب سے زیادہ خبردار رہنا چاہئے کہ کہیں حد سے زیادہ جلدبازی نہ کر جائیں، کہیں ہم ناکافی نظرہاتی نہ رہ جائیں، کہیں ہم جو کچھ زیرتکمیل ہے، لیکن ابھی پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا ہے، اس کو تکمیل‌شدہ تصور نہ کر لیں۔ کمیٹی کے منتخب کئے ہوئے کمیشن کی تجویز کردہ قرارداد میں جو آپ کو آئندہ مقرر پڑھ کر سنائیں‌گے، آپ دیکھیں‌گے کہ اس کے خلاف کافی خبردار کیا گیا ہے۔

معاشی نقطهٔ نظر سے یہ بات واضح ہے کہ ہمیں متوسط کسان کی مدد کرنی چاہئے۔ نظریاتی اعتبار سے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ لیکن اپنی عادتوں کی بنا پر، اپنی تہذیبی سطح، تہذیبی اور تکنیکی قوتوں کے نا کافی ہونے کے باعث جو کہ ہم دیہی اضلاع کے لئے وقف کرنے کے قابل ہیں اور اس ناکارہ انداز کے باعث کہ جس سے ہم اکثر دیہی اضلاع تک پہنچتے ہیں، ساتھی اکثر جبر کرنے پر اتر آتے ہیں اور اس طرح کئے کرائے پر پانی پھیر دیتے ہیں۔ ابھی کل ہی کی بات ہے کہ ایک ساتھی نے مجھے ایک کتابچہ دیا جس کا عنوان تھا ''نژنی نوو گورود کے گبرنیا میں پارٹی کے کام کے متعلق ہدایات اور قواعد و ضوابط ''، جو روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی نژنی نوو گورود کی کمیٹی نے جاری کیا تھا۔ اور اس کتابچے میں، مثلاً مجھے صفحہ ۴۱ پر یہ عبارت نظر پڑی: ''غیرمعمولی محصولات کے فرمان کا پورا بوجھ گؤں کے مالدار کسانوں اور نفع‌خوروں کے اور عموماً کسانوں کے متوسط عنصر کے کندھوں پر ڈالنا چاہئے''۔ واہ وا! واہ! ان لوگوں نے واقعی ''سمجھ لیا ہے''۔ یہ یا تو طباعت کی غلطی ہے — اور طباعت کی ایسی غلطی ہونی نہیں دینی چاہئے تھی — یا گھبراہٹ میں، جلدی سے تیار کی ہوئی تحریر، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس معاملے میں ساری عجلت کتنی خطرناک ہوتی ہے۔ یا — اور یہ سب سے زیادہ خراب قیاس ہے، وہ کہ جو میں نژنی نوو گورود کے ساتھیوں کے بارے میں کرنا نہیں چاہوں گا — کہ وہ سمجھنے ہی میں سرے سے ناکام رہے ہیں۔ بہت ممکن یہی ہے کہ غلطی بھول سے رہ گئی ہوگی۔

عملاً ہمیں ایسے واقعات کا سامنا ہوتا ہے جیسے کہ کمیشن میں ایک ساتھی نے بیان کیا تھا۔ انہیں کسانوں نے گھیر رکھا تھا، اور ہر ایک ان سے پوچھ رہا تھا: ''بتائیے میں متوسط کسان ہوں یا نہیں؟ میرے پاس دو گھوڑے اور ایک گائے ہے ... میرے پاس دو گائیں اور ایک گھوڑا ہے''، وغیرہ۔ اور ہلچل کرنےوالے اس کارکن کے پاس، جو ضلعوں کا دورہ کرتا ہے، ایسا بےخطا پیمانہ ہونا چاہئے جس سے وہ ہر کسان کو ناپ لے، کہ آیا وہ متوسط کسان ہے یا نہیں۔ ایسا کرنے کےلئے آپ کے پاس متعلقہ کسان کے فارم کی پوری تاریخ ہونی چاہئے، اعلی اور ادنی گروہوں سے اس کا تعلق معلوم ہونا چاہئے۔ اور یہ صحیح صحیح ہمکو معلوم ہو نہیں سکتا۔

یہاں قابل لحاظ عملی صلاحیت اور مقامی حالات کے بارے میں معلومات درکار ہوتی ہیں۔ اور یہ ابھی ہمارے پاس موجود نہیں۔ ہمیں اس کا اعتراف کر لینے میں شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ اسے صاف صاف تسلیم کر لینا ضروری ہے۔ ہم کبھی بھی خیالی پلاؤ پکانےوالوں میں نہیں تھے اور کبھی بھی ہم نے یہ خواب نہیں دیکھا تھا کہ بےخطا کمیونسٹوں کے، جو بےعیب کمیونسٹ سماج میں پیدا ہوئے اور تعلیم و تربیت حاصل کی ہوئی ہوگی، بےداغ ہاتھوں سے ہم کمیونسٹ سماج کی تعمیر کریں‌گے۔ یہ تو پریوں کی کہانی ہوئی۔ ہمیں تو کمیونزم کی تعمیر سرمایہ‌داری کے ملبے سے کرنی ہے، اور صرف وہی طبقہ جو سرمایہ‌داری کے خلاف جدوجہد میں تپ کر فولاد بن گیا ہو یہ کام کر سکتا ہے۔ پرولتاریہ بھی، جیسا کہ آپ بخوبی جانتے ہیں، سرمایہ‌دارانہ سماج کی کوتاہیوں اور کمزوریوں سے پاک نہیں ہے۔ وہ سوشلزم کے لئے لڑ رہا ہے، مگر ساتھ ہی ساتھ اپنی کوتاہیوں کے خلاف بھی جدوجہد کر رہا ہے۔ پرولتاریہ کے بہترین اور سب میں پیش پیش حلقوں نے جو قرنوں تک شہروں میں بےجگری سے جد و جہد کرتے رہے، اس جدوجہد کے دوران میں شہری اور بڑے شہروں کی تہذیب حاصل کرنے کی حالت میں تھا اور ایک حد تک اس نے حاصل کر بھی لی۔ آپ جانتے ہیں کہ ترقی‌یافتہ ملکوں میں بھی دیہی اضلاع کو جہالت مقسوم ہوتی ہے۔ بلاشبہ دیہی اضلاع میں ہم تہذیب کی سطح کو بلند کریں‌گے، لیکن یہ کام برسہا برس کا ہوگا۔ یہی وہ بات ہے کہ جو ہمارے ساتھی ہر جگہ فراموش کئے دے رہے ہیں اور دیہی اضلاع سے آنےوالے لوگوں کا کہا ہوا ایک ایک لفظ ہمیں نہایت نمایاں طور پر یہی ذہن‌نشین کرا رہا ہے؛ وہ دانشور نہیں جو یہاں کام کرتے ہیں، عہدیدار نہیں — ان کی تو ہم بہت سن چکے ہیں — بلکہ وہ لوگ جنھوں نے دیہی اضلاع میں عملاً کام کا مشاہدہ کیا ہے۔ یہی وہ رائیں تھیں جو ہمیں زرعی کمیٹی میں خاص طور سے بیش‌قیمت معلوم ہوئیں۔ یہ رائیں اب — مجھے اسکا پورا یقین ہے — پوری پارٹی کانگرس کےلئے خاص طور پر قابل قدر ہوں‌گی، کیونکہ وہ کتابوں سے نہیں آئیں، اور فرمانوں سے بھی نہیں آئیں، بلکہ تجربے ہی سے آئی ہیں۔

ان تمام باتوں سے ہم پر لازم ہو جاتا ہے کہ متوسط کسان کی جانب اپنے رویے میں زیادہ سے زیادہ ممکن وضاحت لانے کی غرض سے کام کریں - یہ بڑا ہی مشکل ہے کیونکہ حقیقت میں ایسی وضاحت کا وجود نہیں ہے - یہ مسئلہ نہ صرف یہ کہ حل نہیں ہوا بلکہ اگر آپ اس کو فوراً اور بیک‌وقت حل کرنا چاہیں تو ناقابل حل بھی ہے - ایسے لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ : ''اتنے بہت سارے فرمان لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی،، - سوویت حکومت پر وہ الزام لگاتے ہیں کہ فرمان تو لکھنے شروع کر دئے مگر یہ معلوم ہی نہیں کہ ان کی تعمیل کیسے ہوگی - یہ لوگ، درحقیقت محسوس نہیں کرتے کہ وہ ڈوب کر وائٹ گارڈوں جیسا رویہ اختیار کر رہے ہیں - اگر ہمیں توقع ہوتی کہ دیہی اضلاع میں زندگی سینکڑوں فرمان لکھ کر قطعی تبدیل کی جا سکتی ہے تو ہم قطعی احمق ہوتے - لیکن اگر ہم فرمانوں میں وہ راستہ بنانے سے باز رہتے جس پر چلنا چاہئے، تو ہم نے سوشلزم سے غداری کی ہوتی - ان فرمانوں کی اگرچہ عملاً پوری طرح اور فوراً تعمیل نہیں کی جا سکی لیکن پرچار کے لئے انہوں نے ایک اہم حصہ ادا کیا - پہلے تو ہم اپنا پرچار عام حقیقتوں کی بنیاد پر کیا کرتے تھے، اب ہم اپنا پرچار اپنے کام کے ذریعہ کر رہے ہیں - وعظ دینا یہ بھی ہے، مگر یہ عمل سے وعظ دینا ہے — عمل ہاں ان معنوں میں نہیں کہ کوئی نکچڑھا ایک آدھہ فقرہ کس دے جس کا ہم لوگ نراجیوں اور پرانی وضع کی سوشلزم کے زمانے میں اتنا مذاق اڑایا کرتے تھے - ہمارا فرمان ایک نعرہ ہوتا ہے، لیکن وہ پرانا نعرہ نہیں : ''مزدورو، اٹھو اور بورژوازی کا تختہ پلٹ دو !،، - نہیں، وہ تو عوام‌الناس کو ایک دعوت ہے، وہ ان کو عملی کام کرنے کی دعوت دیتا ہے - فرامین وہ ہدایات ہیں جو ایک عام پیمانے پر عملی کام کی دعوت دیتے ہیں - یہی اہم بات ہے - چلئے ہم فرض کر لیتے ہیں کہ ان فرمانوں میں بہت سی ایسی باتیں ہوتی ہی ہیں جو بیکار ہیں، بہت کچھ وہ ہے کہ جس کو عملی جامہ نہیں پہنایا جاسکتا ؛ لیکن ان میں عملی اقدام کرنے کا سواد ہوتا ہے - اور فرمان کا مقصد سینکڑوں، ہزاروں اور لاکھوں لوگوں کو عملی اقدامات سکھانا ہوتا ہے جو سوویت حکومت کی آواز پر کان دھرتے ہیں - یہ دیہی اضلاع میں سوشلسٹ تعمیر کے میدان میں عملی کارروائی

کی ایک آزمائش ہے۔ اگر ہم معاملات کو اس طرح برتیں تو اپنے قوانین، فرامین اور حکمناموں سے بہت کچھ سیکھ لیں گے۔ ان کو ہم قطعی احکامات تصور نہیں کریں گے کہ جنکی فوری اور بہر قیمت تعمیل ضروری ہو۔

ہمیں ہر اس چیز سے کترانا چاہئے جو عملاً انفرادی استعمال بےجا کی ہمت‌افزائی کرتی ہو۔ کہیں کہیں خودغرض اور سہم‌پرست لوگ جونکوں کی طرح ہمارے چمٹ گئے ہیں، وہ لوگ جو اپنے آپ کو کمیونسٹ کہتے ہیں[1] اور ہمکو دھوکا دے رہے ہیں، اور جنھوں نے گھس گھسا کر ہماری صفوں میں جگہ حاصل کر لی ہے کیونکہ اب کمیونسٹ برسر اقتدار ہیں، اور کیونکہ زیادہ دیانتدار ملازمین حکومت نے اپنے رجعت‌پسندانہ خیالات کی بنا پر ہمارے ساتھ آنے اور کام کرنے سے انکار کر دیا، جبکہ مفادپرستوں کے اپنے کوئی خیالات نہیں ہوتے اور نہ کوئی دیانت۔ یہ لوگ جن کا واحد مقصد اپنا مستقبل بنانا ہوتا ہے، مقامی طور پر جبر پر اتر آتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ لیکن درحقیقت اس کا بعض اوقات نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسان کہتے ہیں: ''سوویت اقتدار زندہ‌باد، مگر کمیونیا (یعنی کمیونزم) مردہ‌باد!،،۔ یہ کوئی اختراع نہیں، یہ حقائق اصلی زندگی سے ماخوذ ہیں، مقامات پر کام کرنےوالے ساتھیوں کی اطلاعات سے۔ ہمیں فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ اعتدال کی کمی سے، بوکھلاہٹ اور جلدبازی سے ہمیشہ کتنا زبردست نقصان ہوا کرتا ہے۔

ہمیں عجلت تھی اور جان جوکھوں میں ڈال کر ایک چھلانگ میں سامراجی جنگ سے بہر قیمت نکلنا تھا، جس نے ہمکو مکمل تباہی کے کنارے آن لگایا تھا۔ بورژوازی کو اور ان قوتوں کو جو ہمیں کچل کر رکھدینے کی دھمکیاں دے رہی تھیں، قلعقمع کرنے کی ہمیں انتہائی بےجگری سے کوششیں کرنی تھیں۔ یہ سب کچھ لازمی تھا، اس کے بغیر ہم کامیاب نہ ہو پاتے۔ لیکن متوسط کسانوں کے بارے میں اگر ہم اس طرح عمل کرتے تو یہ ایسی ہی حماقت، ایسی بےوقوفی ہوتی، ہمارے نصب‌العین کے لئے اتنی تباہ کن ہوتی کہ صرف تخریب پسند ہی جان بوجھ کر اس طرح عمل کر سکتے تھے۔ مقصد یہاں قطعی مختلف ہونا چاہئے۔ یہاں ہمارا مقصد واضح استحصال کرنےوالوں کی مزاحمت کو کچلنا، ان کو شکست دینا اور ان کا تختہ پلٹنا نہیں ہے — جو

مقصد ہم نے پہلے اپنے سامنے رکھا تھا۔ نہیں، اب جبکہ یہ خاص مقصد پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے، زیادہ پیچیدہ مسئلے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہاں آپ جبر سے کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے۔ متوسط کسانوں پر جبر روا رکھا گیا تو اس سے بےحساب نقصان ہوگا۔ یہ حصہ کثیر التعداد ہے، یہ لاکھوں افراد پر مشتمل ہے۔ یورپ میں بھی، جہاں اس نے کہیں اتنی قوت حاصل نہیں کی ہے، جہاں تکنیک اور تہذیب نے، شہری زندگی اور ریلوں نے زبردست نشو و نما حاصل کر لی ہے، اور جہاں ایسی بات کا سوچنا سب سے زیادہ آسان ہوتا، کسی نے بھی، انتہائی انقلابی سوشلسٹ نے بھی متوسط کسان کی جانب جبریہ اقدامات کی تجویز نہیں رکھی ہے۔

جب ہم اقتدار اپنے ہاتھ میں لے رہے تھے تو بحیثیت مجموعی کسانوں کی حمایت پر بھروسہ کیا تھا۔ ان دنوں تمام کسانوں کا مقصد ایک ہی تھا — زمینداروں سے لڑنا۔ لیکن بڑے پیمانے کی کاشتکاری کے خلاف ان کا تعصب آج تک موجود ہے۔ کسان سوچتا ہے: ''بڑا فارم، اس کے معنے یہ ہیں کہ میں پھر کھیت مزدور ہو جاؤں گا''۔ یہ، بلاشبہ، غلطی ہے۔ لیکن بڑے پیمانے کی کاشتکاری کے متعلق کسان کا تصور نفرت کے جذبے سے، اور اس بات کی یاد سے وابستہ ہے کہ زمیندار کس طرح لوگوں کو کچلا کرتا تھا۔ یہ تصور اب بھی باقی ہے، ابھی تک گیا نہیں۔

اس حقیقت پر ہمیں خاص طور سے زور دینا چاہئے کہ یہاں، معاملے کی خود نوعیت کے اعتبار ہی سے، جبری طریقوں سے کچھ حاصل، وصول نہیں ہو سکتا۔ یہاں کا معاشی فریضہ قطعی مختلف ہے۔ یہاں کوئی بالائی پرت نہیں ہے کہ جس کو کاٹ کر الگ کر دیا جائے، پھر بنیاد اور عمارت صحیح و سالم باقی رہ جائے۔ وہ بالائی پرت جو شہروں میں سرمایہ‌داروں کے مترادف تھی یہاں موجود ہی نہیں ہے۔ یہاں جبر پورے نصب‌العین ہی کو مٹا کر رکھ سکتا ہے۔ یہاں جس چیز کی ضرورت ہے وہ طویل تعلیمی کام ہے۔ کسان کو، جو صرف ہمارے ملک ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں ایک عملی آدمی اور ایک حقیقت پسند ہوا کرتا ہے، یہ ثابت کرنے کے لئے ہمیں ٹھوس مثالیں دینی چاہئیں کہ ''کمیونیا'' بہترین ممکن چیز ہے۔ ظاہر ہے کہ اس

طرح تو کوئی نتیجہ نہیں نکلیگا کہ جلدباز افراد شہر سے گاؤں میں نازل ہوں، ادھر ادھر کی باتیں کریں، کچھ دانشورانہ وضع اور کبھی غیردانشورانہ قسم کی تکرار کریں اور پھر ہر ایک سے جھگڑ لیں اور اپنی راہ لیں - کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے - ان کا احترام کرنے کے بجائے مذاق اڑانے کو جی چاہنے لگتا ہے، اور وہ ہوتے بھی اسی قابل ہیں -

اس مسئلے پر ہمارا کہنا یہ ہے کہ کمیونوں کی ہم ہمت‌افزائی تو ضرور کرتے ہیں مگر ان کو منظم اس طرح ہونا چاہئے کہ کسانوں کا اعتماد حاصل کر سکیں - اور اس وقت تک ہم کسانوں کے شاگرد ہیں اور ان کے استاد نہیں - جب وہ لوگ جو زراعت کے متعلق اور اس کی خصوصیات کے متعلق کچھ نہیں جانتے، وہ لوگ جو محض اس وجہ سے گاؤں کی طرف بھاگتے ہیں کہ انہوں نے اشتراکی کی ہوئی کاشتکاری کی فوقیتوں کے بارے میں سن رکھا ہے، شہری زندگی سے اکتا چکے ہیں اور دیہی اضلاع میں کام کرنا چاہتے ہیں — ایسے لوگ جب ہر اعتبار سے خود کو کسانوں کا معلم تصور کرنے لگتے ہیں تو اس سے زیادہ احمقانہ اور کوئی بات نہیں ہوا کرتی - متوسط کسان سے معاشی تعلقات میں جبر سے کام لینے کے تصور ہی سے زیادہ احمقانہ اور کوئی بات نہیں ہوتی -

یہاں مقصد متوسط کسان کو بےدخل کرنا نہیں بلکہ ان مخصوص حالات کو ذہن میں رکھنا ہے جن میں کسان زندگی بسر کرتا ہے، بہتر نظام میں عبور کے طریقے کسان سے سیکھنا ہے اور احکامات صادر کرنے کی جرأت کرنا نہیں ہے! یہ ہے وہ قاعدہ جو ہم نے اپنے لئے بنایا ہے - (ہر طرف سے تالیاں -) یہ ہے وہ قاعدہ جو ہم نے اپنی قرارداد کے مسودے میں رکھنے کی کوشش کی ہے، کیونکہ اس اعتبار سے، ساتھیو، ہم نے واقعی بڑی خطائیں کی ہیں - ان کا اقرار کرنے میں ہمیں کسی طرح سے شرمندگی نہیں ہے - ہم ناتجربےکار تھے - استحصال کرنےوالوں کے خلاف ہماری جدوجہد خود تجربے سے حاصل کی گئی تھی - اگر اس وجہ سے کبھی ہماری مذمت کی گئی ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں : ''پیارے سرمایہ‌دار حضرات، اس میں قصور آپ کا خود اپنا ہے- اگر آپ نے اس قدر وحشیانہ، بےمعنے، گستاخانہ اور جان چھوڑکر مزاحمت نہ کی ہوتی، اگر آپ نے عالمی بورژوازی کے اتحاد

میں شرکت نہ کر لی ہوتی، تو انقلاب نے زیادہ پرامن صورتیں اختیار کی ہوتیں،،۔ اب جبکہ ہم نے چاروں طرف سے ہونےوالے وحشیانہ حملے کو پسپا کر دیا ہے، تو ہم بدل کر دوسرے طریقے اختیار کر سکتے ہیں، کیونکہ ہم ایک محدود حلقے کی طرح کام نہیں کر رہے، بلکہ ایک ایسی پارٹی کی طرح جوکہ لاکھوں کی قیادت کر رہی ہے۔ لاکھوں لوگ فوراً ہی لائحہٴ عمل میں تبدیلی کو سمجھ نہیں سکتے، اور اس لئے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جن ضربوں کا نشانہ مالدار کسان ہوتے ہیں وہ متوسط کسانوں پر پڑ جاتی ہیں۔ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔ اس کو ذہن‌نشین کر لینا بس ضروری ہے کہ یہ تواریخی حالات کے باعث ہو رہا ہے جوکہ اپنی طبعی عمر سے تجاوز کر گئے ہیں اور یہ کہ اس طبقے کے تعلق سے نئے حالات اور نئے فرائض ایک نئی نفسیات کا مطالبہ کرتے ہیں۔

کسانوں کی کاشتکاری کے متعلق ہمارے فرامین اصل میں درست ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی مسترد کرنے کا یا ان میں سے کسی ایک پر بھی افسوس کرنے کا ہمارے پاس کوئی جواز نہیں ہے۔ لیکن اگر فرامین درست ہیں تو بزور قوت ان کو کسانوں پر مسلط کرنا غلط ہے۔ یہ کسی ایک فرمان میں بھی نہیں کہا گیا ہے۔ وہ درست ہیں کیونکہ ان میں وہ راستہ واضح کیا گیا ہے جس پر چلنا ہے، کیونکہ وہ عملی اقدامات کی دعوت دیتے ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں ''انجمنوں کی ہمت‌افزائی کرو،،، تو ہم ہدایات دے رہے ہیں جنہیں حتمی صورت دینے سے پہلے کئی بار آزما لینا چاہئے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ ہمیں کسانوں کی رضاکارانہ تائید حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، تو اس کے معنے یہ ہیں کہ انہیں ترغیب دینی چاہئے، اور ترغیب عملی کارناموں سے دینی چاہئے۔ محض زبانی جمع خرچ سے وہ اپنے آپ کو قائل نہ ہونے دیں گے، اور اس میں وہ قطعی حق پر ہیں۔ اگر وہ محض فرامین اور ہلچلی اشتہار پڑھ کر ہی قائل ہونے لگ جائیں تو یہ بری بات ہوگی۔ اگر اس طریقے سے معاشی زندگی کو نئی شکل دینا ممکن ہوتا تو یہ نئی تشکیل دمڑی برابر کام کی نہ ہوتی۔ پہلے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ اس قسم کی انجمن بہتر ہوگی، لوگوں کو اس طرح متحد کرنا چاہئے کہ وہ واقعی متحد ہو جائیں اور ایک دوسرے سے ان‌بن نہ ہو — یہ ثابت کر دینا چاہئے کہ انجمن سودمند

ہے۔ سوال کو کسان اس طرح پیش کرتا ہے اور اسی طرح سے ہمارے فرامین اس کو رکھتے ہیں۔ اگر ابھی تک ہم اس مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں تو اس میں شرمندگی کی کوئی بات نہیں ہے اور ہمیں صاف طور پر اس کا اقرار کر لینا چاہئیے۔

ابھی تک ہم نے ہر سوشلسٹ انقلاب کے صرف بنیادی فرض کی تکمیل کی ہے — بورژوازی کو شکست دینے کے فرض کی۔ بنیادی طور پر اس کی تکمیل ہو چکی ہے، اگرچہ انتہائی دشوار نصف سال کا آغاز ہو رہا ہے جس میں ساری دنیا کے سامراجی ہمیں پامال کرنے کی آخری کوشش کر رہے ہیں۔ اب ہم قطعی طور سے بلا مبالغہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ خود سمجھتے ہیں کہ اس نصف سال کے بعد ان کا مقصد قطعی مایوس کن ہو جائیگا۔ یا تو ابھی وہ ہماری تھکی‌ماندی کیفیت کا فائدہ اٹھا لیں اور ہمکو، ایک الگ تھلگ ملک کو شکست دیدیں، یا ہم فتحیاب ہوکر نکلیں، تنہا اپنے ملک کے تعلق ہی سے نہیں۔ اس نصف سال میں، جس میں کہ غذائی بحران ذرائع نقل و حمل کے بحران سے شدت اختیار کر گیا ہے اور جس میں سامراجی طاقتیں ہم پر کئی محاذوں سے حملہ کرنے کی کوشش کر رہی ہیں، ہماری حالت انتہائی نازک ہے۔ لیکن یہ آخری مشکل نصف سال ہے۔ ہمیں اپنی تمام قوتوں کو بیرونی دشمن کے خلاف جدوجہد میں صف‌آرا کرتے رہنا چاہئیے، جوکہ ہم پر حملہ کر رہا ہے۔

لیکن جب ہم دیہی اضلاع میں اپنے کام کے مقاصد کا ذکر کرتے ہیں تو تمام مشکلوں کے باوجود، اور اس حقیقت کے باوجود کہ ہمارا تجربہ استحصال کرنےوالوں کو کچلنے کے فوری فرض سے مکمل طور پر متعلق رہا ہے، تو ہمیں یاد رکھنا چاہئیے، اور کبھی ہرگز نہیں بھولنا چاہئیے کہ دیہی اضلاع میں متوسط کسان کے تعلق سے ہمارے مقاصد قطعی مختلف ہیں۔

طبقاتی شعور رکھنےوالے تمام مزدوروں نے — جو پیتروگراد، ایوانووا وزنےسینسک یا ماسکو سے دیہی اضلاع میں گئے ہیں، — مثالیں سنائی ہیں کہ کس طرح متعدد غلط‌فہمیاں جو معلوم ہوتا تھا کہ دور ہی نہیں ہو سکینگی، اور متعدد جھگڑے جو نہایت ہی شدید نظر آتے تھے اس وقت دور ہو گئے یا شدت میں کمی آ گئی جبکہ ذہین

مزدور آگے آئے اور باتیں کیں، کتابی زبان میں نہیں بلکہ اس زبان میں جو کسانوں کی سمجھ میں آئے، جب انھوں نے باتیں کیں ایسے کمانڈروں کی طرح نہیں کہ جو دیہی زندگی کے بارے میں کچھ جانے بوجھے بغیر احکامات صادر کر دینے کی جسارت کر بیٹھتے ہیں، بلکہ ساتھیوں کی طرح صورت‌حال کی وضاحت کرتے ہوئے اور استحصال کرنے‌والوں کے خلاف ان کے محنت کشوں کے جذبات کو ابھارتے ہوئے۔ اور ایسی رفیقانہ وضاحتوں سے انھوں نے وہ سب کچھ حاصل کر لیا جو دوسرے سینکڑوں لوگ نہ کر سکے تھے جو اپنے آپ کو کمانڈر اور برتر بنا کر پیش کرتے ہوئے ان سے بات کیا کرتے تھے۔

یہ ہے وہ جذبہ جو اس قرارداد میں رچا ہوا ہے کہ جو ہم اب آپ کی توجہ کے لئے پیش کر رہے ہیں۔

میں نے اپنی مختصر رپورٹ میں اس قرارداد کے بنیادی اصولوں پر، اس کی عام سیاسی اہمیت پر تفصیل سے بحث کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے — اور میں خیال کرتا ہوں کہ مجھے کامیابی ہوئی ہے — کہ بحیثیت مجموعی انقلاب کے مفادات کے نقطۂ نظر سے ہم پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں کر رہے، ہم لائحۂ عمل کو تبدیل نہیں کر رہے۔ وائٹ گارڈ اور ان کے پٹھو شور مچا رہے ہیں، یا شور مچائیں گے، کہ ہم ایسا کر رہے ہیں۔ ان کو چیخنے دو ۔ ہم پروا نہیں کرتے۔ ہم اپنے مقاصد کی نشوونما وضعداری کے ساتھ کر رہے ہیں۔ ہمیں اپنی توجہ بورژوازی کو دبانے کے مقصد سے متوسط کسان کی زندگی میں ترتیب لانے کے مقصد کی طرف منتقل کر دینی چاہئے۔ اس کے ساتھ ہمیں امن چین سے رہنا چاہئے۔ کمیونسٹ سماج میں متوسط کسان صرف اس صورت میں ہمارے ساتھ ہوں گے جبکہ ہم ان کے معاشی حالات کی سطح بلند اور بہتر کریں۔ اگر کل ہم ایک لاکھ اول درجے کے ٹریکٹر ان کو مہیا کر سکتے، ان کے لئے ایندھن فراہم کرتے، ان کے لئے ڈرائیور دیتے — آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ فی‌الحال محض خیال‌آرائی ہے — تو متوسط کسان کہتا: ”میں کمیونیا کے حق میں ہوں“ (یعنی کمیونزم کے حق میں)۔ لیکن یہ کرنے کے لئے ہمیں پہلے بین‌الاقوامی بورژوازی کو شکست دینی ہوگی، اس کو مجبور کرنا ہوگا کہ وہ ہمیں یہ ٹریکٹر دیں، یا اپنی

پیداواری قوتوں کو اس طرح نشو و نما دینی ہوگی کہ خود ہم ان کو یہ مہیا کر سکیں۔ اس سوال کو پیش کرنے کا یہی واحد صحیح طریقہ ہے۔

کسان کو شہروں کی صنعت کی ضرورت ہے ؛ وہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، اور یہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اگر ہم صحیح طریقے سے کام شروع کریں، تو یہ اشیا، یہ آلات اور یہ تہذیب شہروں سے لیکر آنے کےلئے وہ ہمارا شکرگذار ہوگا۔ اس کو یہ چیزیں استحصال کرنےوالے نہیں، زمیندار نہیں بلکہ اس کے ساتھی محنت کش لا کر دیں‌گے ، جن کی وہ بڑی قدر کرتا ہے، مگر قدر عملی طریقے سے، واقعی امداد کے لئے جو وہ اسے دیتے ہیں، اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اوپر کی ساری دھونس اور ’’احکامات،، کو مسترد کرتے ہوئے — اور بالکل صحیح طریقے سے مسترد کرتے ہوئے۔

پہلے مدد کرو ، اور پھر اعتماد حاصل کرنے کی کوشش۔ اگر ہم یہ کام صحیح طریقے سے کرنے لگ جائیں، ضلعوں کے، وولوستوں کے گروہوں میں، غذائی دستوں میں اور باقی ہر ایک تنظیم میں ہر ایک قدم صحیح طریقے سے اٹھے، اگر اس نقطہٗ نظر سے ہمارے ہر اقدام کی احتیاط کے ساتھ جانچ کر لی گئی ہو، تو ہم کسان کا اعتماد حاصل کر لیں‌گے، اور صرف تب ہی ہم آگے بڑھ سکیں‌گے۔ اب ہمیں جو کچھ کرنا چاہئے وہ اس کی مدد کرنا اور مشورہ دینا ہے۔ یہ کسی کمانڈر کے احکامات نہیں ہوں گے بلکہ ایک ساتھی کی نصیحت ہوگی۔ حال پھر پوری طرح ہماری طرف ہوگا۔

یہ ، ساتھیو، وہ ہے جو ہماری قرارداد میں ہے، اور یہ، میری رائے میں، اس کانگرس کا فیصلہ ہونا چاہئے۔ اگر اس کو ہم منظور کر لیں، اگر یہ ہماری تمام پارٹی تنظیموں کے کام کا تعین کرنے میں کارآمد ہو، تو ہم اس دوسرے عظیم فرض کی تکمیل کر لیں‌گے جو ہمیں درپیش ہے۔

ہم نے بورژوازی کا تختہ پلٹنا، اس کو کچلنا سیکھ لیا ہے اور اس پر ہمیں فخر ہے۔ لیکن لاکھوں متوسط کسانوں سے اپنے تعلقات میں ربط کیسے پیدا کریں، ان کا اعتماد کس طرح حاصل کریں، یہ ہم نے ابھی تک نہیں سیکھا ہے — اور ہمیں صاف صاف اس کا اعتراف کر لینا چاہئے۔ لیکن فرض کو ہم نے سمجھ لیا ہے، اس کو ہم نے پیش‌نظر

رکھ لیا ہے، اور ہم پورے اعتماد سے، پورے علم اور عزم سے کہتے ہیں کہ اس فرض کو ہم ضرور پورا کریں گے — اور پھر سوشلزم قطعی ناقابل تسخیر ہو جائیگا۔ (طویل تالیاں۔)

۱۹۱۹ء میں کتاب بعنوان
''روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک)
کی آٹھویں کانگرس۔ لفظ بہ لفظ
رپورٹ،، میں شائع ہوئی

متوسط کسانوں کی جانب رویے پر روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی آٹھویں کانگرس کی قرارداد

دیہات میں کام کے متعلق آٹھویں کانگرس، ۲۲ مارچ ۱۹۱۹ء کو منظور کئے ہوئے پارٹی پروگرام کو اپنی بنیاد بناتے ہوئے اور سوشلسٹ زرعی[1] انتظام اور سوشلسٹ زراعت کی جانب عبور کےلئے اقدامات پر سوویت حکومت کے پہلے ہی جاری کئے ہوئے قانون کی پوری حمایت کرتے ہوئے، موجودہ زمانے میں متوسط کسانوں کے تعلق سے پارٹی کے لائحۂ عمل کی اور بھی زیادہ سختی سے تقلید کو، یعنی ان کی ضرورتوں کی جانب زیادہ ہمدردانہ رویے، مقامی حکام کی من‌مانی کارروائیوں کو ختم کرنے اور ان سے سمجھوتے کی کوشش کرنے کو خاص اہمیت کا معاملہ تسلیم کرتی ہے۔

(۱) متوسط کسانوں کو مالدار کسانوں سے خلط ملط کرنا اور مالدار کسانوں کے خلاف اقدامات کو کسی بھی درجے تک توسیع دیکر ان پر بھی عائد کرنا سوویت حکومت کے نہ صرف تمام فرامین اور اس کی پوری پالیسی کی انتہائی سنگین خلاف‌ورزی ہے بلکہ کمیونزم کے تمام بنیادی اصولوں کی بھی، جن کے مطابق بورژوازی کا تختہ پلٹنے کےلئے پرولتاریہ کی فیصلہ کن جدوجہد کے دور میں پرولتاریہ اور متوسط کسانوں کے درمیان سمجھوتہ سارے استحصال کا خاتمہ کرنے کی جانب بلاتکلیف عبور کی شرائط میں سے ایک ہے۔

(۲) متوسط کسان، روس کا تو ذکر ہی کیا، سرکردہ سرمایہ‌دار ملکوں میں بھی زراعتی تکنیکیں صنعتی تکنیکوں کے پیچھے پیچھے رہنے کے باعث جن کی معاشی جڑیں نسبتاً گہرائی میں اتری ہوئی ہیں، پرولتاری انقلاب کے شروع ہو جانے کے بعد خاصے طویل عرصے تک

موجود رہینگے۔ اس لئے، گاؤں میں سوویتوں کے عہدیداروں کی نیز پارٹی کے کارکنوں کی تدابیر میں متوسط کسانوں سے عرصۂدراز تک تعاون کرنے کو پیش‌نظر رکھنا چاہئے۔

(۳) پارٹی کو اس بات کا یقینی خیال رکھنا چاہئے کہ دیہات میں سوویتوں کے تمام عہدیداروں کو سائنسی سوشلزم کے اس بنیادی اصول پر اچھی طرح گرفت ہو کہ متوسط کسان استحصال کرنےوالوں میں سے نہیں ہیں کیونکہ وہ اوروں کی محنت سے نفع حاصل نہیں کرتے۔ چھوٹے پیمانے پر پیداوار حاصل کرنےوالوں کا ایسا طبقہ سوشلزم سے کچھ کھو نہیں سکتا ، بلکہ اس کے برعکس سرمائے کا جوا اتار پھینکے جانے سے اس کو بڑا ہی فائدہ ہوگا جو کہ انتہائی جمہوریت‌پسند جمہوریہ میں بھی اس کا ہزار مختلف طریقوں سے استحصال کیا کرتا ہے۔

دیہات میں سوویت اقتدار کی قطعی درست پالیسی اس طرح فتحیاب پرولتاریہ اور متوسط کسانوں کے درمیان اتحاد عمل اور سمجھوتے کی ضمانت کرتی ہے۔

(۴) ہر وضع کی امداد باہمی کی انجمنوں نیز متوسط کسانوں کے زراعتی کمیونوں کی ہمت‌افزائی کرتے ہوئے، سوویت اقتدار کے نمائندوں کو انہیں قائم کرنے میں ذرا بھی جبر سے کام لئے جانے کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔ صرف وہی انجمنیں کارآمد ہوتی ہیں جو کسان خود اپنی پیش‌قدمی سے قائم کریں اور جن کے فائدوں کی وہ عملاً تصدیق کرچکے ہوں۔ اس معاملے میں نامناسب عجلت نقصان‌ده ہوتی ہے، کیونکہ متوسط کسانوں میں جدتوں کے خلاف تعصبات کو اس سے صرف تقویت ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

سوویت اقتدار کے ان نمائندوں کی جو کسانوں کو کمیونوں میں لانے میں نہ صرف براہ‌راست بلکہ بالواسطہ بھی جبر سے کام لیتے ہوں، سخت بازپرس کرنی چاہئے اور دیہات میں کام پر سے ان کو ہٹا دینا چاہئے۔

(۵) تمام من مانے مطالبوں پر یعنی ان طلبیوں پر جو مرکزی حکام کے جاری کردہ قوانین کی قطعی دفعات کے مطابق نہ ہوں، بلارعایت سزائیں دی جانی چاہئیں۔ اس کانگرس کا اصرار ہے کہ اس اعتبار سے زراعت کی عوامی کمیساریت، کمیساریت برائے امور داخلہ اور کل روس مرکزی عاملہ کمیٹی کو اپنی گرفت مضبوط کر دینی چاہئے۔

(۶) زمانۂ حال میں انتظام میں انتہائی خلل نے جو سرمایہداروں کے قزاقانہ مفادات میں سامراجی جنگ کے چار برسوں کی وجہ سے دنیا کے تمام ملکوں میں پیدا ہو گیا ہے اور جو روس میں خاص طور سے شدت اختیار کرگیا ہے، متوسط کسانوں کو دشواری میں مبتلا کر دیا ہے۔

اس کے پیش‌نظر غیرمعمولی محصول پر سوویت حکومت کا جاری کردہ قانون، دنیا میں تمام بورژوا حکومتوں کی جانب سے جاری کئے ہوئے قانونوں کے برعکس، اس محصول کا پورا بوجھ مالدار کسانوں پر، استحصال کرنےوالے کسانوں کی ناقابل لحاظ تعداد پر ڈالنے کا خاص اهتمام کرتا ہے جنھوں نے جنگ کے دوران میں اپنی دولت خاص طور پر بڑھالی تھی۔ متوسط کسانوں پر نہایت معمولی محصول عائد کرنا چاهئے تاکہ اس کی رقم ان کے وسائل کی حدود کے اندر ہو اور ان پر بوجھ نہ بنے۔

بہر حال غیرمعمولی محصول جمع کرنے میں پارٹی متوسط کسانوں کے معاملے میں نرمی کا مطالبہ کرتی ہے، خواہ اس سے مجموعی آمدنی کم ہو جائے۔

(۷) سوشلسٹ ریاست کو چاهئے کہ کسانوں کو وسیع‌ترین ممکن مدد دے، خاص کر متوسط کسانوں کو شہری صنعتوں کی پیدا کی ہوئی چیزیں فراہم کرکے اور خصوصاً اصلاح‌شدہ زراعتی آلات، بیج اور مختلف اشیا، تاکہ زراعت کی کارگذاری بڑھے اور کسانوں کے کام کرنے اور رہنے سہنے کے حالات بہتر ہونے کی ضمانت ہو جائے۔

اگر موجودہ معاشی بدنظمی ان اقدامات کی فوری اور مکمل تعمیل کی اجازت نہ دے تو مقامی سوویت کے ارباب اختیار کا فرض ہو جاتا ہے کہ سب سے زیادہ غریب اور متوسط کسانوں کو ہر وضع کی حقیقی امداد دینے کے تمام ممکن طریقوں کی جستجو کریں جو موجودہ دشوار لمحے میں ان کو سہارا دیں۔ اس مقصد کےلئے پارٹی بڑی ریاستی رقمیں مقرر کرنا ضروری تصور کرتی ہے۔

(۸) خصوصاً، سوویت حکومت کے جاری کردہ قانون کی پوری پوری حقیقتاً تعمیل کی کوششیں ضرور کرنی چاهئیں جو ریاستی فارموں، زراعتی کمیونوں اور ایسی ہی دوسری تمام انجمنوں سے اس بات کا طالب ہے کہ وہ اپنے پڑوس کے متوسط کسانوں کو فوری اور ہمہ گیر مدد دیں۔

ایسی حقیقی امداد کی بنیاد پر ھی متوسط کسانوں سے سمجھوتہ کرنا ممکن ھے ۔ صرف اس طریقے سے ھی ان کا اعتماد حاصل کیا جا سکتا ھے اور کیا جانا چاھئے ۔

یہ کانگرس پارٹی کے تمام کارکنوں کی توجہ پارٹی پروگرام کے زرعی حصے میں پیش کردہ تمام مطالبوں کو عملی طور پر فوراً پورا کرنے کی ضرورت کی جانب مبذول کراتی ھے ۔ یعنی :

(ا) زمین پر کسانوں کے تصرف میں باقاعدگی (زمین کے منتشر حصوں، پٹیوں کی شکل میں زمینوں کی کاشت وغیرہ کو ختم کرنا)، (ب) کسانوں کو اصلاح‌شدہ بیجوں اور مصنوعی کھادوں کی فراھمی، (ج) کسانوں کے مویشیوں کی نسلوں میں سدھار، (د) زرعی معیشت کے علم کو عام کرنا، (ر) کسانوں کو زرعی معیشتی امداد، (س) سوویتوں کی ملکیت کی مرمت‌گاھوں میں کسانوں کے کھیتی باڑی کے آلات کی مرمت، (ص) آلات زراعت کرائے پر دینےوالے مرکزوں، تجرباتی مرکزوں، مثالی کھیتوں وغیرہ کی تنظیم، (ط) کسانوں کی زمینوں کو قابل کاشت بنانا ۔

(۹) کسانوں کی امداد باھمی کی ایسی انجمنوں کو جن کے اغراض و مقاصد زراعتی پیداوار کو بڑھانا اور خصوصاً زراعتی پیداوار سے چیزیں تیار کرنا، کسانوں کی زمین کو قابل کاشت بنانا، دستکاری کی صنعتوں کو سہارا دینا وغیرہ ھو، ریاست کی جانب سے مالی اور تنظیمی دونوں وضع کی امداد وسیع پیمانے پر دی جانی چاھئے ۔

(۱۰) یہ کانگرس یاد دلانا چاھتی ھے کہ متوسط کسانوں سے سمجھوتے کے لائحۂ عمل سے نہ تو پارٹی کے فیصلوں نے کبھی گریز کیا ھے نہ سوویت اقتدار کے فرمانوں نے ۔ اس طرح، دیہات میں سوویت اقتدار کی تنظیم کے بنیادی معاملے میں، مثلاً، عوامی کمیساروں کی کاؤنسل کے صدرنشین اور عوامی کمیسار برائے غذا کے دستخطوں سے ایک گشتی مراسلہ اس وقت جاری کیا گیا تھا جبکہ غریب کسانوں کی کمیٹیاں قائم کی گئی تھیں، جس میں ان کمیٹیوں میں متوسط کسانوں کے نمائندے بھی شامل کرنے کی ضرورت واضح کی گئی تھی ۔ جب غریب کسانوں کی کمیٹیاں ختم کردی گئیں تو سوویتوں کی کل روس کانگرس نے وولوست سوویتوں میں متوسط کسانوں کے نمائندوں کو شامل کرنے کی ضرورت کی جانب پھر اشارہ کیا ۔ مزدوروں اور کسانوں کی حکومت

اور کمیونسٹ پارٹی کی پالیسی آئندہ بھی ایک طرف تو پرولتاریہ اور غریب کسانوں اور دوسری طرف متوسط کسانوں کے درمیان سمجھوتے کے جذبے میں رچی ہوئی ہونی چاہئے۔

۱۹۱۹ء میں کتاب بعنوان
''روسی کمیونسٹ پارٹی
(بالشویک) کی آٹھویں
کانگرس۔ لفظ بہ لفظ
رپورٹ،، میں شائع ہوئی

پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے دور کی معیشت اور سیاست

سوویت اقتدار کی دوسری سالگرہ کے موقع پر عنوان میں واضح کردہ موضوع پر میرا ارادہ ایک کتابچہ لکھنے کا تھا۔ لیکن روزمرہ کے کام کے ھجوم کے باعث اس کے بعض حصوں کی ابتدائی تیاریوں سے میں اب تک آگے نہیں بڑھ سکا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس موضوع پر، میری رائے میں، جو سب سے زیادہ ضروری خیالات ھیں ان کا خلاصہ ایک مضمون کی شکل میں پیش کر دوں۔ تلخیص‌شدہ مضمون میں، بلاشبہ، بہت سی دشواریاں اور کوتاھیاں ھوتی ھیں۔ پھر بھی، رسالے کا ایک چھوٹا سا مضمون پیش‌نظر معمولی سے مقصد کو غالباً پورا کر دیگا، جو یہ ہے کہ مختلف ملکوں کے کمیونسٹوں میں زیر بحث لانے کےلئے مسئلہ اور اس پر بنیادی کام جو کیا ہے، پیش کر دیا جائے۔

(۱)

نظریاتی اعتبار سے اس میں کوئی شبہ نہیں ھوسکتا کہ سرمایہ‌داری اور کمیونزم کے درمیان ایک متعین عبوری دور واقع ہے۔ یہ سماجی معیشت کے ان دونوں طرزوں کے خدوخال اور صفات کو باھم ملائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ عبور کے اس دور کو قریب‌المرگ سرمایہ‌داری اور نوزائدہ کمیونزم کے درمیان — یا بہ‌الفاظ دیگر سرمایہ‌داری کے، جو شکست کھا چکی ہے مگر مٹی نہیں ہے، اور کمیونزم کے، جو پیدا تو ھو گیا ہے مگر ابھی بہت کمزور ہے، درمیان جدوجہد کا ایک دور ھونا ہے۔

ان عبوری خصوصیات کے امتیاز کے حامل پورے تواریخی دور کی ضرورت نہ صرف مارکسیوں کو بلکہ ہر تعلیم‌یافتہ شخص کو جسے کسی بھی حد تک ارتقا کے نظریے سے واقفیت ہو، واضح ہوگی۔ لیکن سوشلزم کی جانب عبور کے موضوع پر آجکل کے پیٹی بورژوا جمہوریت پسندوں سے جو باتیں بھی ہم سنتے ہیں (اور ایسے ہی، اپنی جعلی سوشلسٹ تختی کے باوجود، سب دوسری انٹرنیشنل کے لیڈر ہیں، جن میں میکڈانلڈ، ژاں لانگے، کاؤتسکی اور فریڈرک اڈلر جیسے افراد بھی شامل ہیں) ان کا طرہ امتیاز اس واضح حقیقت سے قطعی بےنیازی ہے۔ پیٹی بورژوا جمہوریت‌پسندوں کا امتیاز طبقاتی جدوجہد سے کراہیت، اس سے کترانے کے بارے میں ان کے خواب، لیپاپوتی کرنے اور سمجھوتہ کر لینے کی، دھار کی تیزی کو موڑ دینے کی ان کی کوشش ہے۔ اس قسم کے جمہوریت‌پسند، اس لئے، سرمایہ‌داری سے کمیونزم کی جانب عبور کے پورے ایک تاریخی دور کی کسی ضرورت ہی کو ایک سرے تسلیم کرنے سے یا تو کتراتے ہیں یا ان قوتوں میں سے ایک کی جدوجہد کی قیادت کرنے کے بجائے دونوں نبردآزما قوتوں میں مصالحت کی اسکیمیں گڑھتے رہنا اپنا فرض تصور کرتے ہیں۔

(۲)

روس میں پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ ہمارے ملک کی بڑی ہی پسماندگی اور پیٹی‌بورژوا کرداری خصوصیت کے باعث، بعض تفصیلات میں اس سے مختلف ہونی چاہئے جوکہ ترقی‌یافتہ ملکوں میں ہوگی۔ لیکن بنیادی قوتیں — اور سماجی معیشت کے بنیادی طرز — روس میں وہی ہیں جیسے کہ کسی سرمایہ‌دار ملک میں، چنانچہ یہ خصوصیات صرف اس پر صادق آتی ہیں جو اہمیت میں نسبتاً کم ہے۔

سماجی معیشت کے یہ بنیادی طرز ہیں: سرمایہ‌داری، چھوٹے پیمانے کی جنس تجارت کی پیداوار، اور کمیونزم۔ بنیادی قوتیں ہیں: بورژوازی، پیٹی‌بورژوازی (خصوصاً کسان) اور پرولتاریہ۔

پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے دور میں اس کا معاشی نظام محنت کی جدوجہد کا مظہر ہے، جو کمیونسٹ اصولوں پر، ایک وسیع و بسیط ریاست کے پیمانے پر متحد ہے، اور اپنے پہلے قدم بڑھا رہا ہے— چھوٹے

پیمانے کی جنس تجارت کی پیداوار کے خلاف اور سرمایہ‌داری کے جو کہ ابھی‌تک باقی بچ رہی ہے اور اس کے کہ جو چھوٹے پیمانے کی جنس تجارت کی پیداوار کی بنیاد پر نئی نئی ابھر رہی ہے، خلاف جدوجہد۔

روس میں محنت اس حد تک کمیونسٹ انداز میں متحد ہے کہ پہلے تو ذرائع پیداوار کی نجی ملکیت کا خاتمہ ہو گیا ہے اور دوسرے، پرولتاری ریاستی اقتدار ریاستی ملکیت کی زمین پر اور ریاستی ملکیت کے کارخانوں میں بڑے پیمانے کی پیداوار کا قومی پیمانے پر انتظام کر رہا ہے، قوت محنت کو پیداوار کی مختلف شاخوں میں اور مختلف کاروباری اداروں میں تقسیم کر رہا ہے اور محنت‌کش عوام میں کھپت کی اشیا جو ریاست کی ملکیت ہیں، بڑی مقدار میں تقسیم کر رہا ہے۔

روس میں ہم کمیونزم کے ''ابتدائی اقدامات،، کی بات کر رہے ہیں (ہماری پارٹی کے پروگرام میں جو مارچ ۱۹۱۹ء میں منظور کیا گیا تھا، اس کو اسی انداز میں تحریر کیا گیا ہے) کیونکہ ہمارے ملک میں یہ سارے حالات محض جزوی طور پر حاصل ہوئے ہیں یا، بہ‌الفاظ دیگر، ان حالات کا حصول ابھی محض اپنے ابتدائی دور میں ہے - ہم نے فوراً، ایک ہی انقلابی ضرب میں، وہ سب کچھ حاصل کر لیا، جو عموماً فوراً ہی مکمل کیا جا سکتا ہے: مثلاً پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے پہلے روز، ۲۶ اکتوبر (۸ نومبر) ۱۹۱۷ء کو زمین کی نجی ملکیت کا، بڑے‌بڑے مالکان زمین کو معاوضہ دئے بغیر، خاتمہ کردیا گیا؛ بڑے بڑے مالکان زمین کو بے‌دخل کر دیا گیا۔ چند مہینوں کے عرصے کے اندر اندر، عملاً تمام بڑے بڑے سرمایہ‌داروں، کارخانوں اور فیکٹریوں، مشترکہ سرمائے کی کمپنیوں، بینکوں، ریلوں وغیرہ کے مالکوں کو بھی معاوضہ دئے بغیر بے‌دخل کردیا گیا۔ صنعت میں بڑے پیمانے کی پیداوار کی ریاستی تنظیم، فیکٹریوں، کارخانوں اور ریلوں پر ''مزدوروں کے کنٹرول،، سے ''مزدوروں کے نظم و نسق،، کی جانب عبور — یہ بڑی حد تک پورا کیا بھی جا چکا ہے؛ لیکن زراعت کے تعلق سے اس کا ابھی آغاز ہی ہوا (''ریاستی فارم،،، یعنی ریاستی ملکیت کی زمین پر مزدوروں کی ریاست کے منظم کئے ہوئے بڑے بڑے فارم) - اسی طرح سے، ہم نے چھوٹے کاشتکاروں کی امداد باہمی کی انجمنوں کی تنظیم کے ابھی جنس تجارت کی چھوٹے پیمانے کی زراعت سے کمیونسٹ

زراعت تک کے عبور کی شروعات ھی کی ھیں *۔ یہی بات نجی تجارت کی جگہ ریاستی پیمانے پر منظم‌شدہ تقسیم اشیا کے بارے میں کہی جا سکتی ھے یعنی ریاستی پیمانے پر اناج کی وصولی اور شہروں میں فراھمی اور صنعتی اشیا کی دیہات میں۔ اس موضوع پر جو اعداد و شمار مہیا ھیں وہ مندرجہ ذیل سطور میں پیش کئے جائینگے۔

کسان کی کاشتکاری بدستور چھوٹے پیمانے پر جنس تجارت کی پیداوار ھے۔ یہاں انتہائی وسیع اور نہایت توانا، گہری بنیاد سرمایہ‌داری کےلئے موجود ھے۔ اس بنیاد پر کمیونزم کے خلاف تلخ جدوجہد میں سرمایہ‌داری برقرار رہتی اور پھر سے ابھرتی ھے۔ اس جدوجہد کی صورتیں نجی سٹےبازیاں اور نفع‌خوریاں ھیں بمقابلہ اناج کی (اور دوسری پیداوار کی) ریاستی وصولی اور عموماً اشیا کی ریاستی تقسیم کے۔

(۳)

ان تصوری نظریاتی بیانات کی وضاحت میں ھم ٹھوس اعداد و شمار پیش کرینگے۔

عوامی کمیساریت برائے غذا کے اعداد کے مطابق روس میں اناج کی وصولیابیاں یکم اگست ۱۹۱۷ء اور یکم اگست ۱۹۱۸ء کے درمیان تقریباً ۳ کروڑ پود ھوئیں اور اگلے سال میں تقریباً ۱۱ کروڑ پود۔ اگلی مہم (۱۹۱۹ — ۲۰ء) کے پہلے تین مہینوں کے دوران میں توقع ھے کہ وصولیابیاں مجموعی طور پر ۴ کروڑ ۵۰ لاکھ پود ھو جائینگی جبکہ ۱۹۱۸ء میں اسی مدت میں (اگست تا اکتوبر) ۳ کروڑ ۷۰ لاکھ پود کی ھوئی تھیں۔

یہ اعداد سرمایہ‌داری پر کمیونزم کی فتح کے اعتبار سے صورت‌حال میں سست مگر مسلسل اصلاح کی صاف وضاحت کرتے ھیں۔ یہ بہتری

---

* سوویت روس میں ”ریاستی فارموں“ اور ”زراعتی کمیونوں“ کی تعداد علی‌الترتیب تقریباً ۳۵۳۶ اور ۱۹۶۱ ھے اور زراعتی ھم‌پیشہ لوگوں کی انجمنوں کی تعداد ۳۶۹۶۔ اعداد و شمار کا ھمارا مرکزی ادارہ آجکل تمام ریاستی فارموں اور کمیونوں کے صحیح شمار میں مصروف ھے۔ نتائج نومبر ۱۹۱۹ء میں آنے شروع ھو جائینگے۔

ان مشکلوں کے باوجود ہو رہی ہے جن کی دنیا میں کہیں مثال نہیں ملتی، جو روسی اور غیرملکی سرمایہ‌داروں کی منظم کی ہوئی خانہ‌جنگی کے باعث پیدا ہوئیں جوکہ دنیا کی تمام سب سے زیادہ طاقتور قوتوں کو کام میں لےرہے ہیں۔

اس لئے تمام ملکوں کی بورژوازی اور اس کے کھلے یا چھپے ہوئے پٹھوؤں (دوسری انٹرنیشنل کے ''سوشلسٹوں،،) کے جھوٹ اور دشنام کے باوجود، ایک بات ناقابل انکار رہتی ہے — پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے بنیادی معاشی مسئلے کے نقطۂ نظر سے ہمارے ملک میں کمیونزم کی سرمایہ‌داری پر فتح یقینی ہو گئی ہے۔ ساری دنیا میں بورژوازی بالشویزم کے خلاف تاؤ کھا رہی اور جھاگ اگل رہی ہے اور بالشویکوں کے خلاف فوجی مہموں، سازشوں وغیرہ کا انتظام کر رہی ہے کیونکہ اس کو بخوبی احساس ہے کہ سماجی معیشت کی از سر نو تعمیر میں ہماری کامیابی ناگزیر ہے، تاوقتیکہ ہمیں فوجی طاقت سے کچل نہ دیا جائے۔ اور ہمیں اس طرح کچلنے کی اس کی کوششیں کامیاب نہیں ہو رہیں۔

ہمارے پاس جو مختصر وقت تھا اس میں ہم نے سرمایہ‌داری کو کس حد تک ختم کردیا ہے اور ان ناقابل یقین مشکلوں کے درمیان کہ جن کے تحت ہمیں کام کرنا پڑا ہے، اس کا اندازہ مندرجہ ذیل خلاصۂ اعداد سے ہو جائیگا۔ اعداد و شمار کے مرکزی ادارے نے اناج کی پیداوار اور کھپت کے اعداد و شمار ابھی ابھی مرتب کئے ہیں، پورے سوویت روس کے لئے نہیں، بلکہ صرف ۲۶ گبرنیوں کےلئے۔

نتائج مندرجہ ذیل ہیں:

چنانچہ شہروں کو جتنا بھی اناج فراہم ہوتا ہے اس کا تقریباً آدھا حصہ کمیساریت برائے غذا فراہم کرتی ہے اور باقی نصف نفع‌خور۔ ۱۹۱۸ء میں لئے گئے ایک جائزے سے، جو شہری مزدوروں میں غذا کی کھپت کے متعلق نہایت احتیاط سے کیا گیا تھا، یہی تناسب ظاہر ہوا تھا۔ یہ بات ذہن‌نشین رکھنی چاہئے کہ جو روٹی ریاست فراہم کرتی ہے اس کی قیمت نفع خور کو ادا کی جانےوالی قیمت کا نواں حصہ ہوتی ہے۔ روٹی میں نفع‌خوری کی قیمت ریاستی قیمت کی دس گنی ہے۔ مزدوروں کے میزانیوں کے صحیح صحیح مطالعے سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے۔

سوویت روس کے ٢٦ گبرنئے	آبادی (لاکھ میں)	اناج کی پیداوار (بیج اور چارے کو نکال کر) لاکھ پود میں	اناج جو فراہم کیا گیا لاکھ پود میں		آبادی کو مہیا اناج کی مجموعی مقدار (لاکھ پود میں)	اناج کی فی کس کھپت، پود میں
			کمیساریت برائے غذا	نفع‌خور		
پیداوار دینے والے گبرنئے	شہری: ٣٣	—	٢٠٩	٢٠٦	٣١٥	٩٫٥
	دیہی: ٢٨٦	٦٢٥٣	—	—	٣٨١٨	١٦٫٩
کھپت والے گبرنئے	شہری: ٥٩	—	٢٠٠	٢٠٠	٣٠٠	٦٫٨
	دیہی: ١٣٨	١١٣٠	١٢١	٢٧٨	١٥١٣	١١٫٠
کل میزانی (٢٦ گبرنیوں کا)	٥٢٧	٧٣٩٣	٥٣٠	٦٨٣	٧١٣٧	١٣٫٦

جن اعداد و شمار کا حوالہ دیا گیا ہے ان کا بغور مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ روس کی آجکل کی معیشت کی بنیادی خصوصیات کی ایک بالکل صحیح تصویر پیش کرتے ہیں۔

محنت کش عوام مدتوں سے ظلم اور استحصال کرنےوالوں، زمینداروں اور سرمایہداروں کے استحصال سے نجات حاصل کر چکے ہیں۔ حقیقی آزادی اور حقیقی مساوات کی سمت میں اس قدم کو ، وہ قدم جو اپنے دائرے، وسعت اور سرعت کے اعتبار سے دنیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتا، بورژوازی کے پیرو (جن میں پیٹی بورژوا جمہوریت‌پسند بھی شامل ہیں) نظرانداز کرجاتے ہیں، کہ جو جب آزادی اور مساوات کی باتیں کرتے ہیں تو ان کی مراد پارلیمانی بورژوا جمہوریت سے ہوتی ہے، جس کو وہ لغوبیانی کرکے عموماً ''جمہوریت،، کہتے یا ''خالص جمہوریت،، (کاؤتسکی) کا نام دیتے ہیں۔

لیکن محنت کش کو تو حقیقی مساوات اور حقیقی آزادی سے واسطہ ہوتا ہے (زمینداروں اور سرمایہداروں سے آزادی) ، اور یہی‌وجہ ہے کہ وہ سوویت حکومت کی اس قدر پکی تائید کرتے ہیں۔

اس کسان ملک میں جنھیں پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ سے سب سے پہلے فائدہ ہوا، سب سے زیادہ فائدہ ہوا اور فوری طور پر فائدہ ہوا وہ بحیثیت مجموعی کسان تھے۔ زمینداروں اور سرمایہداروں کے تحت روس میں کسان بھوکوں مرا کرتا تھا۔ ہماری تاریخ کی طویل صدیوں کے دوران کبھی بھی کسان کو خود اپنے لئے کام کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ شہروں کے لئے اور برآمد کےلئے کروڑوں پود اناج سرمایہداروں کے حوالے کرتے ہوئے وہ فاقے کیا کرتا تھا۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے تحت کسان پہلی بار خود اپنے لئے کام کر رہا ہے اور شہر میں رہنےوالوں کی بہ‌نسبت اچھا کھا پی رہا ہے۔ کسان نے پہلی بار حقیقی آزادی دیکھی ہے — اپنی روٹی کھانے کی آزادی، فاقہ کشی سے آزادی۔ زمین کی تقسیم میں، جیسا کہ ہم جانتے ہیں، زیادہ سے زیادہ مساوات قائم ہو ئی ہے، بھاری اکثریت ایسے واقعات کی ہے کہ جب کسان ''کھانےوالوں،، کی تعداد کے مطابق زمین تقسیم کر رہے ہیں۔

سوشلزم کے معنے ہیں طبقات کا خاتمہ۔

طبقوں کا خاتمہ کرنے کی غرض سے، پہلے، ضروری ہے کہ زمینداروں اور سرمایہ‌داروں کا تختہ پلٹا جائے۔ ہمارے کام کا یہ حصہ پورا ہو گیا ہے، مگر یہ محض ایک حصہ ہے، اور اس کے علاوہ سب سے زیادہ مشکل حصہ نہیں۔ طبقوں کا خاتمہ کرنے کےلئے، دوسرے، یہ ضروری ہے کہ فیکٹری کے مزدور اور کسان کے درمیان فرق کو مٹایا جائے۔ ان سب کو محنت کش بنایا جائے۔ یہ ایک دم میں نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کام اتنا مشکل ہے کہ کوئی موازنہ نہیں کیا جا سکتا اور بطور ضرورت، طویل عرصے تک جاری رہیگا۔ یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ جو کسی طبقے کا تختہ پلٹ کر حل کیا جا سکے۔ پوری سماجی معیشت کی تنظیمی از سر نو تعمیر کے ذریعہ ھی، انفرادی، غیرمتحدہ، جنس تجارت کی چھوٹے پیمانے کی پیداوار سے بڑے پیمانے کی سماجی پیداوار کی جانب عبور سے اس کو حل کیاجا سکتا ہے۔ اس عبور کو لازمی طور پر انتہائی طویل ہونا چاہئے۔ جلدبازی اور غیرمحتاط انتظامی اور قانونی اقدامات سے اس میں تاخیر اور پیچیدگی ھی پیدا کی جاسکتی ہے۔ اس کی رفتار میں تیزی کسانوں کو ایسی مدد دیکر ھی لائی جا سکتی ہے کہ جس سے وہ پوری زراعتی تکنیک کو زبردست طریقے سے بہتر کر سکیں، اس کی بنیادی طور پر اصلاح کرسکیں۔

مسئلے کے دوسرے اور انتہائی دشوار حصے کو حل کرنے کی غرض سے پرولتاریہ کو چاہئے کہ بورژوازی کو شکست دینے کے بعد، کسانوں کی جانب اپنی پالیسی کو مندرجہ‌ذیل بنیادی لائحہ عمل پر بلاڈگمگائے چلائے۔ پرولتاریہ پر لازم ہے کہ وہ محنت کش کسان اور مالک کسان میں تمیز کرے، ان کے درمیان حد قائم کرے، کامگار کسان اور بیوپاری کسان میں، کسان جو محنت کرتا ہے اور کسان جو منافع کماتا ہے، ان کے درمیان فرق کرے۔

اس حدبندی ھی میں سوشلزم کا پورا لب‌لباب مضمر ہے۔

اور اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ہے کہ وہ سوشلسٹ جو زبانی جمع خرچ میں تو سوشلسٹ ہیں لیکن عمل میں پیٹی بورژوا جمہوریت‌پسند (مارتوف، چیرنوف، کاؤتسکی اور ایسے ھی دوسروں کے قبیل کے حضرات) سوشلزم کے اس لب‌لباب کو نہیں سمجھتے۔

حدبندی جس کا هم یہاں ذکر کر رہے هیں انتہائی مشکل ہے، کیونکہ حقیقی زندگی میں ''کسان،، کے تمام خدوخال، خواہ وہ کتنے ھی مختلف کیوں نہ ھوں، خواہ کتنے ھی متضاد کیوں نہ ھوں، آپس میں مل کر ایک ھو جاتے ھیں۔ پھربھی حدبندی ممکن ہے؛ اور یہ نہ صرف ممکن ہے بلکہ کسان کی کاشتکاری اور کسان کی زندگی کے حالات سے ناگزیر طور پر نکلتی ہے۔ محنت‌کش کسان مدتوں سے زمینداروں، سرمایہ‌داروں، نفع‌خوروں کے ھاتھوں اور ان کی ریاست کے ھاتھوں، جن میں انتہائی جمہوریت‌پسند بورژوا جمہوریائیں بھی شامل ھیں، ظلم و استبداد کا شکار رہے ھیں۔ مدتوں سے محنت‌کش کسان نے اپنے آپ کو ان ظلم و استبداد اور استحصال کرنےوالوں سے نفرت کرنے کی تربیت دے لی ہے اور یہ ''تربیت،،، جو زندگی کے حالات سے حاصل ھوئی ہے، کسان کو مجبور کرتی ہے کہ وہ سرمایہ‌دار کے خلاف، نفع‌خور اور بیوپاری کے خلاف مزدور سے اتحادعمل کی جستجو کرے۔ پھربھی اس کے ساتھ ھی ساتھ معاشی حالات، جنس تجارت کی پیداوار کے حالات کسان کو ناگزیر طور پر (ھمیشہ نہیں مگر اکثر و بیشتر صورتوں میں) بیوپاری اور نفع‌خور میں تبدیل کر دیتے ھیں۔

مندرجہ بالا سطور میں جن اعداد و شمار کا حوالہ دیا گیا ہے وہ محنت‌کش کسان اور نفع‌خور کسان میں ایک نمایاں فرق کا اظہار کرتے ھیں۔ وہ کسان جس نے ۱۹ — ۱۹۱۸ء کے دوران میں شہروں کے فاقہ‌کش مزدوروں کو ۴ کروڑ پود اناج مقررہ ریاستی قیمتوں پر فراھم کیا، جس نے ریاستی اداروں کو ان کی تمام‌تر کوتاھیوں کے باوجود یہ اناج فراھم کیا، وہ کوتاھیاں جن کا مزدوروں کی حکومت کو بخوبی احساس ہے، لیکن جو سوشلزم کی جانب عبور کے پہلے دور میں ناگزیر تھیں — وہ کسان محنت‌کش کسان ہے، سوشلسٹ مزدور کی برابر کی سطح کا ایک ساتھی، اس کا سب سے زیادہ وفادار شریک‌کار، سرمایہ‌داری کی غلامی کے جوئے کے خلاف لڑنے میں اس کا سگا بھائی۔ جبکہ وہ کسان جس نے ۴ کروڑ پود اناج چوری چھپے، ریاستی قیمت کے دس گنے دام پر، شہر کے مزدور کی ضرورت اور بھوک سے فائدہ اٹھاکر فروخت کیا، ریاست کو ٹھگا اور ھر جگہ دھوکے، ڈکیتی اور فریب کو بڑھایا اور پیدا کیا — وہ کسان نفع‌خور ہے، سرمایہ‌داروں کا شریک‌کار ہے، مزدور کا طبقاتی دشمن ہے، استحصال کرنےوالا ہے۔ کیونکہ جس

کسی کے پاس بھی پوری ریاست کی ملکیت کی زمین سے، ان آلات کی مدد سے جن میں نہ صرف کسان کی بلکہ مزدور کی اور اوروں کی محنت بھی کسی نہ کسی طرح شامل ہوتی ہے، حاصل کیا ہوا فاضل اناج ہوتا ہے، جس کسی کے پاس بھی فاضل اناج جمع ہوتا ہے اور اس اناج پر وہ نفع‌خوری کرتا ہے وہ فاقہ کش مزدور کا استحصال کرتا ہے۔

''تم نے آزادی، مساوات اور جمہوریت کی خلاف‌ورزی کی ہے،،— ہمارے آئین کے تحت مزدور اور کسان کی نابرابری کی طرف، آئین‌ساز مجلس کے توڑ دئے جانے کی طرف، فاضل اناج کو جبراً ضبط کر لینے وغیرہ کی طرف اشارہ کرکے چاروں طرف سے ہم پر آوازے کسے جاتے ہیں۔ ہم جواب دیتے ہیں — دنیا میں کبھی بھی کوئی ریاست ایسی نہیں تھی جس نے حقیقی عدم مساوات کو، آزادی کے حقیقی فقدان کو، جس میں محنت کش کسان صدیوں سے مبتلا رہا ہے، ختم کرنے میں اتنا کچھ کیا ہو۔ لیکن ہم نفع‌خور کسان کی مساوات کو ہرگز تسلیم نہیں کرینگے، بالکل اسی طرح جس طرح کہ ہم لوٹنے کھسوٹنے اور لوٹے کھسوٹے جانےوالے کے درمیان، پیٹ بھروں اور بھوکوں کے درمیان ''مساوات،، کو تسلیم نہیں کرتے، نہ موخرالذکر کو لوٹنے کےلئے اول‌الذکر کی ''آزادی،، کو۔ اور ان تعلیم‌یافتہ لوگوں سے جو اس فرق کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں ہم وائٹ گارڈوں جیسا سلوک کرینگے، خواہ اپنے آپ کو وہ جمہوریت‌پسند کہیں، سوشلسٹ، بین‌الاقوامیت پسند، کاؤتسکی، چیرنوف یا مارتوف کے قبیل کا۔

(۵)

سوشلزم کے معنے ہیں طبقات کا خاتمہ۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ نے طبقوں کو مٹانے کےلئے جو کچھ ہو سکتا تھا کیا ہے۔ لیکن طبقے ایک ہی وار میں ختم نہیں ہو سکتے۔

اور طبقے ابھی باقی ہیں اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے دور میں باقی رہیں گے۔ طبقے جب غائب ہو جائیں گے تو ڈکٹیٹرشپ غیرضروری ہو جائیگی۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے بغیر وہ غائب نہیں ہونگے۔

طبقے باقی رہ گئے ہیں، لیکن پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے دور میں ہر ایک طبقے میں تبدیلی رونما ہوگئی ہے اور طبقوں کے درمیان تعلقات

بھی بدل گئے ھیں۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے تحت طبقاتی جدوجہد غائب نہیں ھو جاتی؛ وہ محض مختلف صورتیں اختیار کرلیتی ھے۔

سرمایہداری کے تحت پرولتاریہ ایک پامال طبقہ تھا، ذرائع پیداوار کی کسی بھی ملکیت سے محروم طبقہ، واحد طبقہ جو بورژوازی کا براہراست اور پوری طرح مخالف تھا، اور اس لئے ایسا واحد طبقہ جو بالکل آخر تک انقلابی رہنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ بورژوازی کا تختہ پلٹ کر اور سیاسی اقتدار حاصل کرکے پرولتاریہ حکمراں طبقہ بن گیا ھے؛ اس کو ریاستی اقتدار حاصل ھے، سماجی بنائے ھوئے ذرائع پیداوار کا وہ انتظام کرتا ھے۔ ڈگمگانےوالے اور بچولی عناصر اور طبقوں کی وہ رھبری کرتا ھے؛ وہ استحصال کرنےوالوں کی بڑھتی ھوئی سخت مزاحمت کو کچلتا ھے۔ یہ سب طبقاتی جدوجہد کے مخصوص فرائض ھیں، وہ فرائض جو پرولتاریہ نے پہلے اپنے سامنے نہیں رکھے تھے اور نہ رکھ سکتا تھا۔

پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے تحت استحصال کرنےوالوں، زمینداروں اور سرمایہداروں کا طبقہ غائب نہیں ھوا ھے اور اچانک غائب نہیں ھو سکتا۔ استحصال کرنےوالے کچل دئے گئے ھیں مگر نیست و نابود نہیں۔ بینالاقوامی سرمائے کی شکل میں، جسکی کہ وہ ایک شاخ ھیں، ان کی بینالاقوامی بنیاد اب بھی ھے۔ جزوی طور پر بعض ذرائع پیداوار اب بھی ان کے پاس باقی ھیں، زر نقد اب بھی ان کے پاس ھے، ان کے وسیع سماجی تعلقات اب بھی ھیں۔ وہ چونکہ شکست کھا چکے ھیں، اس لئے ان کی مزاحمت کی توانائی سو گنی اور ھزار گنی بڑھ گئی ھے۔ ریاستی، عسکری اور معاشی نظم و نسق کا ''فن''، ان کو ایک فوقیت دیتا ھے، اور بڑی ھی زبردست فوقیت، اس لئے ان کی اھمیت آبادی میں ان کے عددی تناسب کے مقابلے میں اتنی زیادہ ھے کہ کوئی موازنہ نہیں ھوسکتا۔ لوٹے کھسوٹے جانےوالوں کے فتحیاب ھراول یعنی پرولتاریہ کے خلاف لوٹنے کھسوٹنےوالوں کی، جن کا تختہ پلٹ دیا گیا ھے، طبقاتی جدوجہد اتنی زیادہ تلخ ھوگئی ھے کہ موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر اس تصور کو اصلاحپسندانہ خیالآرائیوں سے بدل نہ دیا جائے (جیسے کہ دوسری انٹرنیشنل کے تمام سورما کرتے ھیں) تو انقلاب کی صورت میں اس کے علاوہ کچھ اور ھو سکتا ھی نہیں۔

آخر میں یہ کہ کسانوں کو، عموماً پیٹی بورژوازی کی طرح،

پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے ماتحت بھی آدھے راستے کا، درمیانی مقام حاصل ہے : ایک طرف تو تعداد میں وہ خاصا زیادہ (اور پسماندہ روس میں ایک بھاری) محنت کش عوام کا مجمع ہیں، جو اپنے آپ کو زمیندار اور سرمایہ‌دار سے نجات دلانے کے تمام محنت کشوں کے مشترک مفاد سے متحد کرتے ہیں ؛ دوسری طرف وہ غیرمتحد چھوٹے چھوٹے مالکان ہیں، جائدادوالے اور تاجر ہیں۔ ایسی معاشی حالت لازمی طور پر ان سے پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان پس‌وپیش کراتی ہے۔ اور ان موخرالذکر کے درمیان جدوجہد جو شدت اختیار کر گئی ہے اس کے پیش‌نظر، تمام سماجی تعلقات میں جو ناقابل یقین شدید انتشار آگیا ہے، اور کسان اورعموماً پیٹی بورژوازی کو پرانے سے، لگے بندھے ڈھرے سے اور ناقابل تبدیل سے جو زبردست لگاؤ ہوا کرتا ہے اس کے پیش‌نظر، یہ قدرتی ہی بات ہے کہ ہم انھیں لازمی طور پر ایک فریق کے پاس سے دوسرے کی طرف جھولتے ہوئے پاتے ہیں، کہ ہم انھیں متذبذب، قابل تبدیل، غیریقینی اور اسی طرح کا پاتے ہیں۔

اس طبقے — یا ان سماجی عناصر — کے تعلق سے پرولتاریہ کا فرض یہ ہے کہ اس پر اپنا اثر قائم کرنے کی، اس کی رہبری کرنے کی کوشش کرے۔ ڈگمگانےوالوں اور بدلتے رہنےوالوں کی قیادت پرولتاریہ کو سنبھال لینی چاہئے۔

اگر ہم تمام بنیادی قوتوں یا طبقوں کا اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ سے ترمیم‌شدہ، ان کے تعلق باہمی کا موازنہ کریں تو معلوم ہو جائیگا کہ عام پیٹی بورژوا یہ تصور، جس سے دوسری انٹرنیشنل کے تمام نمائندے متفق ہیں، کس قدر ناقابل بیان حد تک بےمعنے اور نظریاتی اعتبار سے احمقانہ ہے، کہ عمومی ”جمہوری ذرائع سے“، سوشلزم کی جانب عبور ممکن ہے۔ اس غلطی کا بنیادی سرچشمہ بورژوازی سے ورثے میں ملے ہوئے اس تعصب میں مضمر ہے کہ ”جمہوریت“، قطعی حیثیت رکھنےوالی کوئی چیز ہے اور طبقات سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خود جمہوریت پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے تحت قطعی ایک نئے دور میں داخل ہو جاتی ہے اور طبقاتی جدوجہد ایک بلندتر سطح پر اٹھ جاتی ہے، ہر ایک صورت پر حاوی ہو جاتی ہے۔

آزادی، مساوات اور جمہوریت کے متعلق عام گفتگو درحقیقت ان تصورات کو اندھادھند دوہرائے جانے کے مترادف ہے جو جنس تجارت

کی پیداوار کے تعلقات کے سانچوں میں ڈھالے ہوئے ہیں۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے ٹھوس مسئلوں کو ایسی تعمیموں سے حل کرنے کی کوشش کرنے کے معنے بورژوازی کے نظریوں اور اصولوں کو من‌وعن قبول کر لینا ہے۔ پرولتاریہ کے نقطۂنظر سے سوال صرف مندرجہ‌ذیل طریقے سے پیش کیا جا سکتا ہے: کس طبقے کے استبداد سے آزادی؟ مساوات کس طبقے کی کس سے؟ جمہوریت نجی ملکیت پر مبنی یا نجی ملکیت کے خاتمے کےلئے جدوجہد پر؟ — اور اسی طرح سے آگے بھی۔

عرصہ ہوا کہ اینگلس نے قاطع ''اینٹی ڈیورنگ،، میں واضح کیا تھا کہ مساوات کا تصور جنس تجارت کی پیداوار کے تعلقات کے سانچے کا ڈھلا ہوا ہے۔ مساوات سے مراد اگر طبقوں کا خاتمہ نہ ہو تو وہ ایک تعصب بن جایا کرتی ہے۔ مساوات کے بورژوا جمہوری اور سوشلسٹ تصور کے درمیان امتیاز کے بارے میں اس بنیادی حقیقت کو متواتر فراموش کیا جا رہا ہے۔ لیکن اگر اس کو فراموش نہ کیا جائے تو یہ واضح ہے کہ بورژوازی کا تختہ الٹ کر پرولتاریہ طبقوں کا خاتمہ کرنے کی جانب انتہائی فیصلہ کن قدم بڑھاتا ہے اور یہ کہ اس عمل کو پورا کرنے کی غرض سے پرولتاریہ کو، ریاستی اقتدار کے وسائل کا استعمال کرتے ہوئے، اور اقتدار سے محروم کی ہوئی بورژوازی اور ڈانواں‌ڈول پیٹی بورژوازی کا سدباب کرنے، اس پر اثر انداز ہونے اور دباؤ ڈالنے کے مختلف طریقے کام میں لاتے ہوئے اپنی طبقاتی جدوجہد جاری رکھنی چاہئے۔

(باقی آئندہ)*

''پراودا،، شمارہ ۲۵۰،
۷ نومبر ۱۹۱۹ء

---

* یہ مضمون مکمل نہیں کیا گیا تھا۔ (ایڈیٹر۔)

زرعی مسئلے پر دعووں کا ابتدائی مسودہ (کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس کے لئے)

اپنے مضمون (۲۶) میں کامریڈ مارخلیفسکی نے اس بات کی بہترین تشریح کی ہے کہ دوسری انٹرنیشنل — اب یہ زرد انٹرنیشنل ہو گئی ہے — نہ صرف یہ کہ زرعی مسئلے پر انقلابی پرولتاریہ کی تدابیر واضح کرنے میں ناکام رہی بلکہ اس مسئلے کو مناسب طریقے سے بیان کرنے میں بھی۔ کامریڈ مارخلیفسکی نے پھر آگے چل کر تیسری انٹرنیشنل کے کمیونسٹ زرعی پروگرام کے نظریاتی اصل اصول پیش کئے ہیں۔

کمیونسٹ بین‌الاقوامی کانگرس کےلئے جس کی نشست ۱۵ جولائی ۱۹۲۰ء کو ہوگی یہ بنیادی اصول زرعی مسئلے پر عام قرارداد کی بنیاد کا کام کر سکتے ہیں (اور میرا خیال ہے کہ کرنا چاہئے)۔

ایسی قرارداد کا ابتدائی مسودہ درج ذیل ہے:

(۱) صرف شہری اور صنعتی پرولتاریہ، کمیونسٹ پارٹی کی قیادت میں، دیہات کے محنت کش عوام الناس کو سرمائے اور بڑے زمینداروں کی ملکیت کی غلامی کے جوئے سے، تباہی اور سامراجی جنگوں سے نجات دلا سکتا ہے جو سرمایہ‌دارانہ نظام کو اگر برقرار رکھا گیا تو باربار لازمی طور پر شروع ہوتی رہینگی۔ دیہات کی محنت کش جنتا کےلئے کمیونسٹ پرولتاریہ سے اتحاد عمل کے بغیر اور جب تک وہ سوخرالذ کر کو زمینداروں (بڑے بڑے اراضیاتی مالکان) اور بورژوازی کے جوئے کو اتار پھینکنے کےلئے اس کی انقلابی جدوجہد میں لگن کے ساتھ مدد نہیں دیتے، نجات کی کوئی صورت نہیں۔

دوسری طرف، صنعتی مزدور نوع انسانی کو سرمائے کی غلامی کے جوئے اور جنگوں سے نجات دلانے کے اپنے عہدآفریں فرض کی اس وقت

تک تکمیل نہیں کر سکتے جب تک کہ وہ اپنے محدود دستکارانہ، اپنے محدود پیشہ‌ورانہ مفادات سے ہی کل سروکار رکھیں اور خود اپنے، بعض اوقات قابل برداشت پیٹی بورژوا، حالات میں بہتری کے حصول تک ہی اپنے آپ کو اکل‌کھرے‌پن سے محدود رکھیں۔ بہت سے ترقی‌یافتہ ملکوں میں، ان میں کہ جو دوسری انٹرنیشنل کی سوشلسٹ پارٹیوں کی گویا کہ بنیاد کی تشکیل کرتے ہیں، ''مزدور امرا''، کے ساتھ ٹھیک یہی ہوتا ہے؛ وہ درحقیقت سوشلزم کے کٹر دشمن اور اس سے دغا کر جانے‌والے ہوتے ہیں، پیٹی بورژوا جارحیت‌پسند قوم پرست اور مزدور طبقے کی تحریک کے اندر بورژوازی کے دلال ہوتے ہیں۔ پرولتاریہ صرف اس وقت حقیقتاً انقلابی طبقہ ہوتا، اور حقیقی معنوں میں سوشلسٹ انداز سے عامل ہوتا ہے جبکہ وہ آگے آتا اور سارے محنت‌کش اور مظلوم لوگوں کے ہراول کی طرح، استحصال کرنے‌والوں کا تختہ پلٹنے کےلئے جدوجہد میں ان کا رہنما بنتا ہے؛ لیکن یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ طبقاتی جدوجہد دیہات میں نہ لے جائی جائے، جبکہ دیہی محنت‌کش جنتا شہری پرولتاریہ کی کمیونسٹ پارٹی کے گرد متحد نہ ہو گئی ہو اور جب تک کہ وہ پرولتاریہ کی تربیت حاصل نہ کرچکی ہو۔

(۲) دیہات کے محنت‌کش اور مظلوم لوگوں میں، جنھیں شہری پرولتاریہ کو جدوجہد میں لیکر آنا چاہئے، یا بہرصورت، اپنا طرفدار بنا لینا چاہئے، تمام سرمایہ‌دار ملکوں میں مندرجہ ذیل طبقے شامل ہوتے ہیں:

اول، زراعتی پرولتاریہ، اجرتی مزدور (سال کے سال، موسم کے موسم یا دن کے دن کے)، جو سرمایہ‌دارانہ زراعتی کاروباروں میں اجرت پر کام کرکے گذر اوقات کرتے ہیں۔ اس طبقے کی (سیاسی، فوجی، ٹریڈیونینی، امداد باہمی، تہذیبی، تعلیمی وغیرہ کے اعتبار سے) دیہی آبادی کے دوسرے گروہوں سے بےتعلق اور علیحدہ تنظیم، اس طبقے میں زوردار پرچار اور ہلچل، اور سوویت حکومت اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کےلئے اس کی حمایت حاصل کرنا تمام ملکوں میں کمیونسٹ پارٹیوں کے بنیادی فرائض کی تشکیل کرتے ہیں۔

دوئم، نیم پرولتاری یا بالشتیے کسان، یعنی وہ کسان جو اپنی معاش کچھ تو زراعتی اور صنعتی سرمایہ‌دارانہ کاروباروں میں اجرتی

مزدوروں کی حیثیت سے کام کرکے حاصل کرتے ہیں اور کچھ خود اپنے، یا لگان پر لئے ہوئے قطعات زمین پر کام کرکے جوکہ ان کے بال بچوں کو گذارے کے ذرائع کا محض ایک حصہ فراہم کرتے ہیں۔ تمام سرمایہ‌دار ملکوں میں دیہی محنت کش آبادی کا یہ گروہ تعداد میں سب سے زیادہ ہوتا ہے؛ اس کے وجود اور اس کی خاص حیثیت کو بورژوازی کے نمائندے اور دوسری انٹرنیشنل سے تعلق رکھنے والے زرد ''سوشلسٹ،، کچھ تو جان‌بوجھ کر مزدوروں کو دھوکہ دے کر اور کچھ آنکھیں موند کر پیٹی بورژوا نظریات کے ڈھرے کے آگے سر جھکا لینے کے اور اس گروہ کو عام ''کسان،، جنتا کے ساتھ خلط ملط کرنے کے باعث دھندلا دیتے ہیں۔ مزدوروں کو فریب دینے کا یہ بورژوا طریقہ زیادہ‌تر جرمنی اور فرانس میں دکھائی دیتا ہے مگر امریکہ اور دوسرے ملکوں میں بھی موجود ہے۔ اگر کمیونسٹ پارٹی کا کام مناسب طریقے سے منظم ہو تو یہ گروہ اس کا یقینی حمایتی بن جائیگا؛ کیونکہ ان نیم پرولتاریوں کے حصے میں بڑی ہی سختیاں جھیلنا آیا ہے اور سوویت حکومت سے اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ سے ان کو بڑا بھاری اور فوراً فائدہ پہنچتا ہے۔

سوئم، چھوٹے کسان، یعنی چھوٹی زمینیں جوتنے والے، جن کے پاس، یا تو بحیثیت مالک، یا بحیثیت لگان‌دار چھوٹے چھوٹے قطعات زمین ہیں جو اس لائق ہوتے ہیں کہ ان کے بال بچوں اور ان کے فارموں کی ضرورتیں، باہر سے اجرت پر کام کرائے بغیر پوری کر دیں۔ ویسے تو اس طبقے کو پرولتاریہ کی فتح سے بلاشبہ فوری اور مکمل فائدہ ہوگا (ا) لگان یا فصل کا حصہ بڑے مالکان زمین کو دینے کی ضرورت سے نجات (مثلاً فرانس میں بٹائی‌دار، اٹلی اور دوسرے ملکوں میں بھی)؛ (ب) رہن‌ناموں سے نجات؛ (ج) بڑے مالکان زمین کے جورو جبر اور ان پر انحصار کی کئی صورتوں سے نجات (جنگلاتی زمینیں اور ان کا استعمال وغیرہ)؛ (د) ان کے فارموں کے لئے پرولتاری ریاست کی جانب سے فوری امداد (بڑے سرمایہ‌دارانہ فارموں کے جنھیں پرولتاریہ نے ضبط کرلیا ہوتا ہے، آلات زراعت اور عمارتوں کے ایک حصے کا استعمال، دیہی امداد باھمی کی انجمنوں اور زراعتی انجمنوں کو جو سرمایہ‌داری کے تحت سب سے پہلے مالدار اور متوسط کسانوں کی خدمت انجام دیا کرتی تھیں، پرولتاری ریاست کے ہاتھوں ایسی تنظیموں میں تبدیل کیا جانا جو

سب سے پہلے غریبوں کی یعنی پرولتاریوں، نیم پرولتاریوں، چھوٹے کسانوں وغیرہ کی مدد کریں)، اور بہت ساری دوسری چیزیں۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ کمیونسٹ پارٹی کو یہ بات واضح طور پر محسوس کر لینی چاہئے کہ سرمایہ‌داری سے کمیونزم کی جانب عبور کے دور میں یعنی پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے دور میں یہ طبقہ، یا بہرحال اس کا ایک حصہ تجارت کی بلا روک‌ٹوک آزادی اور نجی املاک کے حقوق سے آزادانہ استفادے کی جانب لازمی طور پر جھکےگا کیونکہ کھپت کی اشیا کے پہلے ہی سے فروخت کرنےوالوں پر (خواہ چھوٹے ہی پیمانے پر کیوں نہ ہو) مشتمل ہوتے ہوئے یہ طبقہ نفع‌خوری اور املاک‌پسندی کی عادتوں سے بگڑا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن اگر مستحکم پرولتاری پالیسی پر عمل درآمد کیا جائے اور اگر فتحمند پرولتاریہ بڑے مالکان زمین اور بڑے کسانوں سے نہایت پرعزم برتاؤ کرے تو اس طبقے کا پس و پیش قابل لحاظ نہیں ہو سکتا اور اس حقیقت کو بدل نہیں سکتا کہ، بحیثیت مجموعی، وہ پرولتاری انقلاب کی حمایت کریگا۔

(۳) جن تین گروہوں کو شمار کیا گیا ہے وہ ایک ساتھ مل کر دیہی آبادی کی، تمام سرمایہ‌دار ملکوں میں اکثریت کی تشکیل کرتے ہیں۔ اس لئے پرولتاری انقلاب کی کامیابی نہ صرف شہروں میں بلکہ دیہات میں بھی پوری طرح یقینی ہے۔ اس کے برعکس نظریہ عام ہے؛ لیکن اس کے باقی رہنے کی وجہ، پہلے تو، بورژوا سائنس اور اعداد و شمار کا باقاعدگی سے روا رکھا جانےوالا فریب ہے جو ہر طرح کوشش یہ کرتے ہیں کہ اس وسیع خلیج کو جو دیہات میں مذکورہ صدر طبقوں کو استحصال کرنےوالوں، زمینداروں اور سرمایہ‌داروں سے علیحدہ کرتی ہے اور اس وسیع خلیج کو جو نیم‌پرولتاریوں اور چھوٹے کسانوں کو بڑے کسانوں سے جدا کرتی ہے، دونوں کو تاریکی میں چھپا دیں؛ دوسرے یہ اس لئے باقی رہتا ہے کہ زرد دوسری انٹرنیشنل کے اور ترقی‌یافتہ ملکوں میں ''مزدور طبقۂ امرا،، کے جسے سامراجی مراعات نے بدچلن کر دیا ہے، سورماؤں میں یہ صلاحیت اور خواہش نہیں ہے کہ وہ دیہات کے غریبوں میں پروپگنڈے، ہلچل اور تنظیم کا حقیقی معنوں میں پرولتاری انقلابی کام کریں؛ موقع‌پرستوں کی توجہ ہمیشہ سے اس بات پر پوری طرح مرکوز رہی ہے اور اب بھی ہے کہ بورژوازی سے، جس میں بڑے اور متوسط کسان شامل ہیں (جن پر مندرجہ ذیل

سطور میں تفصیلی بحث کی گئی ہے)، نظریاتی اور عملی مصالحتیں ایجاد کی جائیں، اور اس پر نہیں کہ پرولتاریہ بورژوا حکومت اور بورژوازی کا تختہ انقلاب کے ذریعہ کیسے پلٹ دے؛ تیسرے، یہ نظریہ اس حقیقت کو سمجھنے سے انکار کی ضد کرنے سے — ایسے ضدی پن سے کہ جو تعصب کے برابر ہوجاتا ہے (دوسرے تمام بورژوا جمہوری اور پارلیمانی تعصبات سے تعلق رکھنے والا) باقی رہتا ہے کہ جو مارکسی نظریے سے پوری طرح ثابت ہو چکی ہے اور روس میں پرولتاری انقلاب کے تجربے سے جس کی پوری طرح تصدیق ہوچکی ہے: اگرچہ دیہی آبادی کے مذکورہ صدر تینوں زمروں کو — جو ناقابل یقین حد تک پامال، غیر متحد، کچلے ہوئے اور تمام، یہاں تک کہ سب سے زیادہ ترقی‌یافتہ ملکوں میں بھی نیم وحشیانہ حالات میں زندگی بسر کرنے کو چھوڑ دئے گئے ہیں — معاشی، سماجی اور تہذیبی اعتبار سے سوشلزم کی فتح سے دلچسپی ہے، مگر انقلابی پرولتاریہ کی پرعزم تائید کرنے کی صلاحیت ان میں صرف موخرالذکر کے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے بعد ہی، بڑے مالکان زمین اور سرمایہ‌داروں سے جب وہ پرعزم طریقے سے نبٹ چکا ہو اس کے بعد ہی، اور جب یہ پامال لوگ عملی طور پر یہ دیکھ لیں کہ انہیں ایک منظم رہنما اور حمایتی مل گیا ہے جو انہیں مدد دینے اور ان کی رہنمائی کرنے کو اور انہیں صحیح راستہ دکھانے کو کافی طاقتور اور مستحکم ہے، اس کے بعد ہی آتی ہے۔

(۴) معاشی معنوں میں "متوسط کسان"، وہ چھوٹے کاشتکار ہوتے ہیں جن کے پاس مالکوں یا لگان‌داروں کی حیثیت سے زمین کے ایسے قطعات ہوتے ہیں جو ہوتے تو چھوٹے ہی ہیں مگر، سرمایہ‌داری کے تحت، اول تو، نہ صرف عموماً اہل و عیال کی گذر اوقات کےلئے تھوڑا سا فراہم کرنے کے لئے اور فارم کے کم سے کم ضروری اخراجات فراہم کرنے کو کافی ہوتے ہوں بلکہ ایک حد تک، کم‌ازکم اچھی فصل ہونے پر، فاضل پیداوار بھی فراہم کر سکیں جسے وہ چاہیں تو سرمائے میں تبدیل کر لیتے ہوں؛ دوسرے، ان میں سے خاصے (مثلاً دو تین فارموں میں سے ایک) اجرتی مزدور ملازم رکھنے کا راستہ اختیار کرتے ہوں۔ ترقی یافتہ سرمایہ‌دار ملک میں متوسط کسانوں کی ٹھوس مثال جرمنی میں پانچ سے دس ہیکٹر تک کے فارموں کے زمرے سے ملتی ہے، جس میں، ۱۹۰۷ء کی مردم‌شماری کے مطابق، اجرتی کھیت مزدوروں کی تعداد

اس زمرے کے فارموں کی مجموعی تعداد کی کوئی ایک تہائی ہے*۔ فرانس میں جہاں خاص فصلوں کی کاشت زیادہ نشوونما حاصل کی ہوئی ہے — مثلاً انگور کی کاشت، جس میں محنت خاص طور سے زیادہ درکار ہوتی ہے — یہ زمرہ غالباً قدرے بڑی حد تک باہر کے اجرتی مزدوروں سے کام لیتا ہے۔

انقلابی پرولتاریہ اپنے لئے یہ فرض مقرر نہیں کر سکتا — کم از کم فوری مستقبل میں اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے ابتدائی دور میں تو نہیں — کہ اس طبقے کو اپنی طرف ملا لے، مگر اسے اپنے پیش‌نظر یہ مقصد رکھنا چاہئے کہ اس کو بےتعلق کر دے یعنی اس کو پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان جدوجہد میں غیرجانبدار کر دے۔ ان دو قوتوں کے درمیان اس طبقے کا ڈانواں‌ڈول ہونا ناگزیر ہے، اور نئے عہد کے شروع میں، ترقی‌یافتہ سرمایہ‌دار ملکوں میں اس کا خاص رجحان بورژوازی کی جانب ہوگا۔ کیونکہ اس طبقے میں مالکان جائداد کے نقطۂ‌نظر اور جذبات کا غلبہ ہوتا ہے؛ نفع‌خوری سے، تجارت کرنے کی ''آزادی،، سے اور جائداد سے اس کا فوری مفاد وابستہ ہوتا ہے اور اجرتی مزدوروں سے براہ‌راست مخالفت۔ لگان اور رہن‌نامے منسوخ کرکے فتحیاب پرولتاریہ اس طبقے کی حالت کو براہ‌راست بہتر کریگا۔ بیشتر سرمایہ‌دار ملکوں میں پرولتاری ریاست کو نجی ملکیت کا مکمل طور سے فوری خاتمہ نہیں کرنا چاہئے، بہر صورت وہ چھوٹے اور متوسط کسانوں دونوں کو نہ صرف اپنے قطعات زمین برقرار رکھنے کی بلکہ

---

* صحیح اعداد و شمار یہ ہیں: پانچ سے دس ہیکٹر تک کے فارموں کی تعداد — ٦٥٢٧٩٨ (٥٧٣٦٠٨٢ کے مجموعے میں سے)؛ انھوں نے مختلف وضع کے ٤٨٧٧٠٤ اجرتی مزدوروں کو کام پر لگایا جبکہ فارموں پر کام کرنےوالے کاشتکار کنبوں کی تعداد ٢٠٠٣٦٣٣ تھی۔ آسٹریا میں ١٩٠٢ء کی مردم شماری کے مطابق یہ زمرہ ٣٨٣٣٣١ فارموں پر مشتمل تھا جن میں سے ١٢٦١٣٦ میں اجرتی مزدور کام کرتے تھے۔ ان فارموں میں کام کرنے والے اجرتی مزدوروں کی تعداد ١٤٦٠٤٤ تھی اور کاشتکاروں کے کنبوں کے کام کرنےوالے افراد کی تعداد ١٢٦٥٩٦٩ تھی۔ آسٹریا میں فارموں کی مجموعی تعداد ٢٨٥٦٣٤٩ تھی۔

عموماً مجموعی طور پر جو رقبہ وہ لگان پر لیا کرتے تھے اس میں اضافہ بھی کرنے کی (لگان کے خاتمے سے) ضمانت کرتی ہے۔

اس قسم کے اقدامات کے بورژوازی کے خلاف بلا رورعایت جدوجہد کے ساتھ ملان سے، غیرجانبدار بنانے کی پالیسی کی کامیابی کی پوری ضمانت ہوجاتی ہے۔ پرولتاری ریاست کو چاہئے کہ اجتماعی کاشتکاری کی جانب عبور انتہائی احتیاط کے ساتھ کرے اور صرف نہایت رفتہ رفتہ، مثال کی قوت کے ذریعہ، متوسط کسان پر کوئی جبر کئے بغیر۔

(٥) بڑے کسان («Grossbauern») زراعت میں سرمایہ‌دارانہ کاروباری لوگ ہوتے ہیں جو عموماً بہت سارے مزدوروں کو اجرت پر ملازم رکھتے ہیں اور ''کسان،، سے ان کا تعلق صرف نچلے تہذیبی معیار کے، زندگی کی عادتوں کے، اور جسمانی محنت کے ذریعہ ہوتا ہے جو کہ وہ اپنے اپنے فارموں میں خود کرتے ہیں۔ وہ سب سے بڑے بورژوا حصے کی تشکیل کرتے ہیں جو انقلابی پرولتاریہ کے براہ راست اور پرعزم دشمن ہوتے ہیں۔ دیہات میں اپنے سارے کام میں کمیونسٹ پارٹیوں کو اپنی توجہ اس طبقے کے خلاف جدوجہد پر، دیہی آبادی کی محنت‌کش اور لوٹی کھسوٹی ہوئی اکثریت کو ان لوٹنے کھسوٹنے‌والوں وغیرہ کے نظریاتی اور سیاسی اثر سے نجات دلانے پر خاص طور سے مرکوز کرنی چاہئے۔

شہروں میں پرولتاریہ کی فتح کے بعد اس طبقے کی مزاحمت اور توڑ پھوڑ نیز انقلاب‌دشمن نوعیت کی براہ‌راست مسلح کارروائیاں قطعی ناگزیر ہوتی ہیں۔ اس لئے انقلابی پرولتاریہ کو چاہئے کہ نظریاتی اور تنظیمی اعتبار سے ان قوتوں کو تیار کرنے کے لئے فوراً ہی کام کرنا شروع کر دے جو اس طبقے کو مکمل طریقے سے غیرمسلح کرنے کے‌لئے اور صنعت میں سرمایہ‌داروں کا تختہ الٹنے کے ساتھ ہی ساتھ، اس طبقے پر انتہائی پرعزم، بے‌رحمانہ اور چکناچور کر دینے والی ضرب، مزاحمت کی پہلی ہی علامتوں پر لگانے کے‌لئے ضروری ہوں؛ اس مقصد کے‌لئے دیہی پرولتاریہ کو مسلح اور گاؤں کی سوویتوں کو منظم کر دینا چاہئے جن میں استحصال کرنے والوں کا کوئی مقام نہ ہو اور جن میں پرولتاریوں اور نیم پرولتاریوں کے غلبے کی ضمانت کر دی گئی ہو۔

لیکن بڑے کسانوں کی بے‌دخلی بھی فتحیاب پرولتاریہ کا فوری فرض یقیناً قرار نہیں دیا جا سکتا، کیونکہ ایسے فارموں کو اشتراکی بنانے کے

مادی، خصوصاً تکنیکی حالات، نیز سماجی حالات کی اب بھی کمی ہوتی ہے۔ انفرادی، اور شاید غیرمعمولی صورتوں میں، ان کی زمینوں کے ان حصوں کو جو وہ چھوٹے قطعات کی صورت میں لگان پر دیتے ہوں یا آس‌پاس کی چھوٹی کسان آبادی کو جن کی خاص طور سے ضرورت ہو ضبط کر لیا جائیگا؛ چھوٹے کسانوں کو ، بعض شرائط پر ، بڑے کسانوں وغیرہ کی زراعتی مشینوں کے ایک حصے کو مفت استعمال کرنے کی ضمانت ہونی چاہئے۔ ایک عام قاعدے کی حیثیت سے، مگر ، پرولتاری ریاست کو چاہئے کہ بڑے کسانوں کو اپنی زمین اپنے پاس رکھنے دے اور اس کو صرف اسی صورت میں ضبط کرے جبکہ وہ محنت‌کش اور لوٹے کھسوٹے ہوئے لوگوں کے اقتدار کی مزاحمت کریں۔ روسی پرولتاری انقلاب کے تجربے نے، جس میں بڑے کسانوں کے خلاف لڑائی متعدد خصوصی حالات کے باعث پیچیدہ اور لمبی ہو گئی تھی، پھر بھی یہ بات واضح کی ہے کہ، مزاحمت کی خفیف‌ترین کوشش پر بھی اگر سخت سبق دیدیا جائے تو یہ طبقہ پرولتاری ریاست کے مقرر کئے ہوئے فرائض وفاداری کے ساتھ پورے کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، اور اس حکومت کےلئے اس میں احترام کا جذبہ بھی، اگرچہ بہت ہی سست رفتاری سے، پیدا ہونے لگتا ہے، جو ان سب کی حفاظت کرے جو کہ کام کرتے ہیں اور بیکار امرا کی جانب بیرحم ہو۔

روس میں جن خصوصی حالات نے پرولتاریہ کے ہاتھوں بورژوازی کی شکست کے بعد بڑے کسانوں کے خلاف اس کی جدوجہد میں پیچیدگی پیدا کی اور اس کی رفتار سست کردی، خاص طور سے مندرجہ ذیل تھے: ۲۵ اکتوبر (۷ نومبر) ۱۹۱۷ء کے بعد روسی انقلاب ''عام جمہوری''، یعنی بنیادی اعتبار سے بورژوا جمہوری، بحیثیت مجموعی زمینداروں کے خلاف کسانوں کی جدوجہد کے دور سے گزرا؛ شہری پرولتاریہ کی تہذیبی اور عددی کمزوری؛ اور آخر میں بڑے بڑے فاصلے اور انتہائی خراب ذرائع آمدورفت۔ چونکہ رفتار کو سست کرنے والے یہ حالات ترقی‌یافتہ ملکوں میں موجود نہیں ہیں، اس لئے یورپ اور امریکہ کے انقلابی پرولتاریہ کو کہیں زیادہ زوردار طریقے سے تیاری کرنی چاہئے اور بڑے کسانوں کی مزاحمت پر ، اس کو مزاحمت کے خفیف‌ترین امکان سے بھی قطعی محروم کرکے، کہیں زیادہ تیزرفتاری سے، عزم اور کامیابی کے ساتھ مکمل فتح حاصل کر لینی چاہئے۔ یہ انتہائی لازمی ہے،

کیونکہ جب تک اتنی مکمل اور قطعی فتح حاصل نہیں ہوتی تب تک دیہی پرولتاریوں، نیم پرولتاریوں اور چھوٹے کسانوں کی جنتا سے یہ پوری طرح تسلیم نہیں کرایا جا سکتا کہ پرولتاری ریاست پائیدار ہے۔

(٦) انقلابی پرولتاریہ کو فوراً اور غیرمشروط طریقے سے زمینداروں کی تمام زمینوں کو، ان بڑے مالکان اراضی کی زمینوں کو ضبط کرلینا چاہئے جو سرمایہ‌دار ملکوں میں، براہ‌راست یا اپنے پٹےدار کاشتکاروں کے ذریعہ اجرتی مزدوروں اور آس پاس کے چھوٹے (اور بارہا ایک حصہ متوسط) کسانوں کا باقاعدگی سے استحصال کرتے ہیں، خود کوئی جسمانی محنت نہیں کرتے اور زیادہ تر جاگیردار امرا کے (روس، جرمنی، اور ہنگری کے رؤسا، فرانس میں بحال‌شدہ جاگیردار، انگلستان میں امرا، امریکہ میں وہ سابقہ آقا جو غلام رکھا کرتے تھے) ورثا ہیں یا مالدار بڑے مہاجنی سرمایہ‌دار ہیں یا استحصال کرنےوالوں اور طفیلیوں کے ان دونوں زمروں کی کھچڑی۔

کمیونسٹ پارٹیوں کےلئے یہ کسی بھی صورت حال میں جائز نہیں ہے کہ وہ بڑے مالکان زمین کی ضبط‌شدہ اراضی کا معاوضہ دینے کی وکالت کریں یا دیں کیونکہ یورپ اور امریکہ کے موجودہ حالات میں اس کے معنے سوشلزم سے غداری کرنا اور محنت‌کش اور لوٹے کھسوٹے ہوئے عوام الناس پر نیا جزیہ عائد کر دینے کے مترادف ہوگا جن کےلئے جنگ انتہائی زبردست مشکلیں لائی تھی، جبکہ ساتھ ہی اس نے کروڑپتیوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا تھا اور ان کی دولت بڑھا دی تھی۔

فتحیاب پرولتاریہ بڑے مالکان زمین کی جو اراضی ضبط کرتا ہے اس پر کاشت کرنے کے طریقے کا جہاں تک سوال ہے، روس میں، اس کی معاشی پسماندگی کے باعث جس طریقے کو غلبہ حاصل رہا وہ اس زمین کو کسانوں میں ان کے استعمال کرنے کی غرض سے تقسیم کر دینے کا رہا اور صرف نسبتاً شاذو نادر ہی صورتوں میں جاگیروں کو ان میں منظم کیا گیا جو ''ریاستی فارم'' کہلاتے ہیں، جن کو پرولتاری ریاست خود اپنے حساب میں چلاتی ہے، سابقہ اجرتی مزدوروں کو ریاست کا کارکن اور سوویتوں کا ممبر بنا دیا جاتا ہے کہ جو ریاست کا نظم ونسق چلاتی ہیں۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل کی رائے ہے کہ ترقی یافتہ سرمایہ‌دار ملکوں کی صورت میں درست یہ ہوگا کہ بیشتر بڑے زراعتی کاروباروں کو

جوں کاتوں رکھا جائے اور روس میں ''ریاستی فارموں،، کے طرز پر ان کو چلایا جائے۔

لیکن اس قاعدے میں مبالغہ کرنا یا ہوبہو نقل کرنا اور بےدخل کئے ہوئے سابق مالکان اراضی کی زمین کے ایک حصے کو آس پاس کے چھوٹے اور بعض اوقات متوسط کسانوں کو مفت دیدینے کی کبھی بھی اجازت نہ دینا بڑی غلطی ہوگی۔

اول، اس قاعدے کے خلاف جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ کاشتکاری کی تکنیکی فوقیت سے تعلق رکھتا ہے اور اکثر و بیشتر ایک ناقابل انکار نظریاتی حقیقت کا حوالہ دیکر بدترین قسم کی موقع پرستی کو اور انقلاب سے غداری کرنے کو چوری چھپے گھسا لینے کے مترادف ہوتا ہے۔ اس انقلاب کی کامیابی کی غرض سے پرولتاریہ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ پیداوار میں عارضی کمی کی وجہ سے دامن بچائے، جتنا کہ شمالی امریکہ میں غلامی کے بورژوا دشمنوں نے ۶۵ — ۱۸۶۳ء کی خانہ‌جنگی کے نتیجے میں کپاس کی پیداوار میں عارضی کمی واقع ہوجانے سے پہلو تہی کی تھی۔ بورژوازی کےلئے پیداوار کی اہمیت برائے پیداوار ہوتی ہے؛ محنت کش اور لوٹی کھسوٹی ہوئی آبادی کےلئے سب سے اہم چیز استحصال کرنےوالوں کا تختہ پلٹنا اور ایسے حالات کا پیدا کرنا ہوتی ہے جو محنت کش عوام کو سرمایہ‌داروں کےلئے نہیں، خود اپنے لئے کام کرنے کا موقع دیں۔ پرولتاریہ کا اولین اور بنیادی فرض یہ ہوتا ہے کہ پرولتاری فتح اور اس کی پائیداری کی ضمانت کرے۔ اور پرولتاری حکومت کی پائیداری کی ضمانت نہیں کی جا سکتی تاوقتیکہ متوسط کسان غیرجانبدار نہ کر دیا گیا ہو اور چھوٹے کسانوں میں سے سب کی نہیں، تو قابل لحاظ بڑے حصے کی حمایت حاصل نہ کرلی گئی ہو۔

دوسرے، زراعت میں بڑے پیمانے کی پیداوار میں نہ صرف اضافے کا بلکہ اس کو برقرار تک رکھنے کےلئے یہ ایک طےشدہ بات ہوتی ہے کہ پوری طرح نشوونما حاصل کیا ہوا اور انقلاب کا شعور رکھنےوالا دیہی پرولتاریہ موجود ہو جس کی پشت پر ٹریڈیونین کا اور سیاسی تنظیم کا قابل‌لحاظ تجربہ ہو۔ جہاں ابھی یہ کیفیت نہیں ہے یا جہاں یہ ممکن نہیں ہے کہ اس کام کو طبقاتی شعور رکھنےوالے اور لائق صنعتی مزدوروں کو مناسب طور سے سپرد کیا جا سکے، وہاں ریاست کی طرف سے چلائے جانےوالے بڑے فارموں کو قبل از وقت متعارف کرنے کا

نتیجہ پرولتاری حکومت کا نام بدنام کرنے ہی کی صورت میں نمایاں ہو سکتا ہے۔ ان حالات میں انتہائی احتیاط برتنی چاہئے اور جب ''ریاستی فارم،، قائم کئے جائیں تو انتہائی مکمل تیاری کی ہوئی ہونی چاہئے۔

تیسرے، تمام سب سے زیادہ ترقی‌یافتہ سرمایہ‌دار ملکوں میں بھی، بڑے بڑے سالکان زمین کے ہاتھوں آس پاس کے چھوٹے چھوٹے کسانوں، جیسے کہ جرمنی میں * Instleute ، فرانس میں ** métayers ، ریاستہائے متحدہ امریکہ میں بٹائی‌داروں کی (صرف نیگرو ہی کی نہیں، جن کا جنوبی ریاستوں میں اس طرح سب سے زیادہ استحصال ہوتا ہے، بلکہ بعض اوقات سفید نام کی بھی) لوٹ کھسوٹ کے قرون وسطی کی باقیات اور نیم‌جاگیردارانہ طریقے اب بھی موجود ہیں۔ ایسی صورتوں میں پرولتاری ریاست پر لازم ہوجاتا ہے کہ وہ چھوٹے کسانوں کو وہ زمینیں استعمال کےلئے مفت دیدے جو وہ پہلے لگان پر لیا کرتے تھے، کیونکہ کوئی اور معاشی یا تکنیکی بنیاد موجود نہیں ہے اور ایک جنبش میں پیدا نہیں کی جا سکتی۔

بڑے فارموں کے آلات ضبط ضرور کر لینے اور ریاستی ملکیت میں تبدیل کر دینے چاہئیں، اس قطعی شرط کے ساتھ کہ بڑے ریاستی فارموں کی ضرورتیں پوری ہو جانے کے بعد آس‌پاس کے چھوٹے کسان چاہیں تو پرولتاری ریاست کی مرتب کی ہوئی شرائط کی پابندی کرتے ہوئے ان آلات کو مفت استعمال میں لے سکیں۔

پرولتاری انقلاب کے فوراً بعد کے زمانے میں قطعی ضروری ہوتا ہے کہ بڑے سالکان زمین کی نہ صرف جاگیریں فوراً ضبط کرلی جائیں بلکہ ان سب کو انقلاب‌دشمنی کے رہنماؤں اور پوری دیہاتی آبادی پر بیرحمی سے ظلم کرنےوالوں کی حیثیت سے جلاوطن یا نظربند بھی کر دیا جائے۔ لیکن شہروں نیز دیہات میں پرولتاری اقتدار جیسے ہی مستحکم ہو جائے ویسے ہی باقاعدہ کوششیں کرنی چاہئیں کہ اس طبقے کے اندر ان قوتوں کو (انتہائی قابل اعتماد کمیونسٹ کارکنوں کے خاص نظم‌وضبط کے تحت) بڑے پیمانے کی سوشلسٹ زراعت کی تعمیر کے کام پر لگالیا جائے جن کو قابل قدر تجربہ، علم اور تنظیمی صلاحیت حاصل ہو۔

---

* لگان پر کاشت کرنےوالے کسان

** بٹائی‌دار

(۷) سرمایہ‌داری پر سوشلزم کی فتح، اور سوشلزم کا استحکام صرف اسی صورت میں یقینی تصور کیا جا سکتا ہے جبکہ پرولتاری ریاست نے، استحصال کرنےوالوں کی ساری مزاحمت کی مکمل طور سے سرکوبی کے بعد اور مکمل طور سے تابع کرکے اور اپنےلئے استحکام حاصل کرکے پوری صنعت کو بڑے پیمانے کی اجتماعی پیداوار کے طرز پر اور (پوری معیشت کو برقیانے پر مبنی) جدیدترین تکنیکی بنیاد پر ازسرنو منظم کرلیا ہو - صرف اسی سے ہی شہر اس قابل ہونگے کہ پسماندہ اور تتربتر دیہی آبادی کو ایسی بنیادی، تکنیکی اور سماجی امداد مہیا کر سکیں جو وہ مادی بنیاد تخلیق کر دے جوکہ زراعت کی اور عام طور پر کاشتکاری کی محنت کی صلاحیت پیداوار بڑی حد تک بڑھانے کےلئے اور اس طرح، مثال کی قوت سے اور خود اپنے مفادات میں چھوٹے کاشتکاروں کو بڑے پیمانے کی، اجتماعی، مشینی زراعت کو اپنانے کے لئے، اکسانے کو ضروری ہوتی ہے - اس ناقابل انکار نظریاتی حقیقت کو اگرچہ برائے نام تمام سوشلسٹ تسلیم تو کرتے ہیں مگر درحقیقت وہ موقع‌پرستی اس کو توڑ مروڑ ڈالتی ہے جو زرد دوسری انٹرنیشنل پر اور جرمن اور برطانوی ''آزاد،، لیڈروں میں، فرانسیسی لانگےتستوں وغیرہ میں چھائی ہوئی ہے - توڑمروڑ اس حقیقت میں مضمر ہے کہ توجہ نسبتاً دوردراز، حسین اور گلرنگ مستقبل کی جانب مبذول کرادی جاتی ہے؛ اس مستقبل کی جانب دشوار عملی عبور اور پہنچنے کے راستے پر جانے میں جو فوری فرائض درپیش ہوتے ہیں ان کی جانب سے توجہ ہٹا دی جاتی ہے - عملی طور سے یہ بورژوازی سے مصالحت اور ''سماجی امن و امان،، کا پرچار کرنے پر مشتمل ہوتی ہے یعنی پرولتاریہ سے مکمل طور سے غداری کرنے پر جوکہ ہر جگہ جنگ کی پھیلائی ہوئی ایسی تباہی اور افلاس کے درمیان جس کی پہلے کہیں مثال نہیں ملتی، مٹھی بھر کروڑ پتیوں کی دولت و ثروت میں اور گستاخی میں اسی جنگ کے باعث بےنظیر اضافے کے درمیان آجکل اپنی لڑائی جاری رکھے ہوئے ہے -

دیہی اضلاع ہی میں سوشلزم کی کامیاب جدوجہد کےلئے حقیقی سواقعات پیدا کرنے کا مطالبہ یہ ہوتا ہے کہ اول تو تمام کمیونسٹ پارٹیاں صنعتی پرولتاریہ کو یہ محسوس کرنے کی تربیت دیں کہ اس کو قربانیاں کرنی چاہئیں، اور اس کو تاکید کرنی چاہئے کہ وہ بورژوازی

کا تختہ پلٹنے اور پرولتاری اقتدار کو مستحکم کرنے کی غرض سے قربانیاں کرنے کو مستعد رہے۔ کیونکہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ سے مراد محنت کش اور لوٹے کھسوٹے جانےوالے لوگوں کی کل جنتا کو منظم کرنے اور اپنی رہنمائی میں لیجانے کی پرولتاریہ کی صلاحیت اور اس مقصد کےلئے زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرنے اور زیادہ سے زیادہ بہادری کا مظاہرہ کرنے میں ہراول کی صلاحیت دونوں ہی باتیں ہیں ؛ دوسرے، کامیابی کا مطالبہ ہوتا ہے کہ دیہات میں محنت کش اور سب سے زیادہ لوٹے کھسوٹے جانےوالے عوام الناس کے حالات میں، مزدوروں کی فتح کے نتیجے میں، استحصال کرنےوالوں کی قیمت پر فوری طور سے اور قابل لحاظ حد تک بہتری رونما ہو — کیونکہ جب تک ایسا نہیں ہوتا، دیہی اضلاع میں صنعتی پرولتاریہ کےلئے حمایت یقینی نہیں ہو سکتی، اور خصوصاً، شہروں کو غذا کی رسد کی ضمانت نہیں ہو سکیگی۔

(۸) دیہی محنت کش عوام‌الناس کو، جنھیں سرمایہ‌داری نے بدحالی، عدم‌اتحاد اور اکثر نیم قرون وسطائی محکومیت کی حالت میں پہنچا دیا ہے، انقلابی جدوجہد کےلئے منظم کرنے اور تربیت دینے میں بےپناہ مشکل کمیونسٹ پارٹیوں پر لازم کر دیتی ہے کہ وہ دیہی اضلاع میں ہڑتال کی جدوجہد پر خاص توجہ دیں، زراعتی پرولتاریوں اور نیم پرولتاریوں میں عام ہڑتالوں کی اور زیادہ مدد کریں اور ان کو ہر طرح سے نشوو نما دیں۔ ۱۹۰۵ء کے اور ۱۹۱۷ء کے روسی انقلابوں کے تجربے سے اب جس کی تصدیق اور توسیع جرمنی کے اور دوسرے ترقی یافتہ ملکوں کے تجربے سے ہو گئی ہے، ظاہر ہوتا ہے کہ ترقی کرتی ہوئی عام ہڑتال کی جدوجہد ہی (جس کے اندر، بعض حالات کے تحت، چھوٹے کسان لائے جا سکتے ہیں اور لائے جانے چاہئیں) دیہات کو اس کی کاہلی اٹھا کر لانے کی، دیہات میں لوٹے کھسوٹے جانےوالے عوام‌الناس میں طبقاتی شعور کو بیدار کر سکنے کی، طبقاتی تنظیم کی ضرورت کا ان کو احساس دلاسکنے اور شہری مزدوروں سے ان کے اتحاد عمل کی اہمیت کو واضح طور پر اور عملی طریقے سے دکھانے کی اہلیت رکھتی ہے۔

کمیونسٹ انٹرنیشنل کی یہ کانگرس ان سوشلسٹوں کو غدار قرار دیتی ہے — بدقسمتی سے جو نہ صرف زرد دوسری انٹرنیشنل میں بلکہ تین بڑی اہم یورپی پارٹیوں کے اندر بھی ملتے ہیں جو اس انٹرنیشنل سے

نکل آئی ہیں — جوکہ دیہات میں ہڑتال کی جدوجہد سے نہ صرف لاتعلق رہنے کی بلکہ (کارل کاؤتسکی کی طرح) اس بنیاد پر اس کی مخالفت کرنے تک کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اس سے کھپت کی اشیا کی پیداوار گھٹ جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر عملی طور پر، کارناموں کے ذریعہ، یہ ثابت نہ ہو جائے کہ کمیونسٹ اور مزدوروں کے رہنما پرولتاری انقلاب کے ارتقا اور اس کی فتح کو دنیا کی ہر شے پر سبقت دینے کی اور اس کے لئے عظیم‌ترین قربانیاں دینے کی اہلیت رکھتے ہیں، تو نہ تو پروگراموں کی کوئی قدر و قیمت ہے نہ باضابطہ اعلانوں کی؛ کیونکہ فاقہ کشی، تباہی، اور نئی سامراجی جنگوں سے بچ نکلنے کا نہ کوئی راستہ ہے، نہ کوئی اور ذریعۂ نجات۔

خاص طور سے، یہ بات واضح کرنی ہے کہ پرانی سوشلسٹ تحریک کے لیڈر اور ''مزدور امرا،، کے نمائندوں کی، جو اب کمیونزم کو اکثر زبانی رعایتیں دیا کرتے ہیں اور مزدور جنتا میں، جو اب تیزی کے ساتھ انقلابی ہوتی جارہی ہے، اپنے وقار کو برقرار رکھنے کےلئے برائے نام اس کی حمایت تک کرتے ہیں، پرولتاریہ کے نصب‌العین سے وفاداری اور ان شعبوں میں ذمہ‌داری کے عہدوں پر اپنی موزونیت کےلئے آزما لئے جانے چاہئیں، جہاں انقلابی شعور کی نشو و نما اور انقلابی جدوجہد سب سے زیادہ نمایاں ہے، مالکان زمین اور بورژوازی (بڑے کسانوں اور مالدار کسانوں) کی مزاحمت سب سے زیادہ زوردار ہے، اور مصالحت‌پسند سوشلسٹ اور انقلابی کمیونسٹ کے درمیان فرق سب سے زیادہ نمایاں۔

(۹) کمیونسٹ پارٹیوں کو جس قدر جلدی ممکن ہو سکے دیہات میں نمائندگان کی سوویتوں، سب سے پہلے اجرتی مزدوروں اور نیم پرولتاریوں کی سوویتوں کی تشکیل پر ہر طرح کی کوشش صرف کرنی چاہئے۔ یہ سوویتیں صرف اسی صورت میں اپنے فرائض‌منصبی انجام دے سکتی اور چھوٹے کسانوں پر اثرانداز ہونے (اور بعد میں ان کو اپنے میں شامل کرنے) کے لائق مستحکم ہو سکتی ہیں جبکہ وہ جنتا کی ہڑتال کی جدوجہد سے اور سب سے زیادہ مظلوم طبقے سے متعلق ہوں۔ لیکن اگر ہڑتال کی تحریک ابھی بڑھی نہ ہو، اور زراعتی پرولتاریہ، مالکان زمین اور بڑے کسانوں کے ظلم و استبداد کی شدت اور صنعتی مزدوروں اور ان کی یونینوں کی حمایت میں کمی دونوں کے باعث ابھی طاقتور تنظیم قائم کرنے کے قابل نہ ہو تو دیہی اضلاع میں نمائندگان

کی سوویتوں کے قیام کے لئے کمیونسٹ مرکزے منظم کرکے، خواہ وہ چھوٹے چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں، زوردار ھلچل کے ذریعہ — جس میں کمیونزم کی مانگیں انتہائی آسان طریقے سے واضح کی گئی ہوں، اور استحصال اور استبداد کی انتہائی صاف مثالوں کے ذریعہ تشریح کی گئی ہو — دیہی اضلاع میں صنعتی مزدوروں کے باقاعدہ دوروں اور ایسے ہی دوسرے طریقوں سے عرصۂ دراز تک تیاری کی ضرورت ہوگی۔

جون ۱۹۲۰ء کے شروع
میں لکھا گیا

محصول بصورت جنس پر رپورٹ جو روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی دسویں کل‌روس کانفرنس میں پیش کی گئی

۲۶ مئی ۱۹۲۱ء

ساتھیو، مجھے موقع ملا تھا کہ محصول بصورت جنس کے سوال پر پارٹی کی سہولت کے لئے، ایک کتابچے میں بحث کروں، جس سے، میں سمجھتا ہوں، آپ میں سے اکثروبیشتر روشناس ہیں۔ اس سوال کو ایک پارٹی کانفرنس میں بحث کے لئے لایا گیا ہے، اس کا مجھے سان گمان بھی نہیں تھا کیونکہ مجھے ایسی کوئی بات نظر نہیں آئی تھی جس سے ظاہر ہوتا کہ اس کی ضرورت ہے۔ لیکن بہت سارے ساتھیوں نے جنھوں نے مختلف مقامات کا دورہ کیا اور خاص طور پر کامریڈ اوسینسکی نے متعدد گبرنیوں کے دورے سے واپسی پر مرکزی کمیٹی کو مطلع کیا — اور اس کی تصدیق کئی دوسرے ساتھیوں نے بھی کی — کہ محصول بصورت جنس کے سلسلے میں مقامی طور پر جس پالیسی کی شکل بنی ہے وہ بڑی حد تک صاف نہیں ہے، اور کچھ تو سمجھ میں بھی نہیں آئی۔ اس کی غیر معمولی اہمیت کے پیش‌نظر، پارٹی کانفرنس میں مزید مباحثہ اس قدر ضروری معلوم ہوا کہ کانفرنس وقت مقررہ سے پہلے طلب کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس پالیسی کی عام طور پر اہمیت کے مسئلے کو متعارف کرنا میرے حصے میں آیا ہے اور کتابچے میں جو کچھ عرض کرچکا ہوں اسی میں قدرے اضافہ کرنے پر میں اکتفا کرنا چاہونگا۔ میرے پاس براہ‌راست کوئی اطلاع نہیں ہے کہ مقامی طور پر اس سوال کو کس طرح پیش کیا جا رہا ہے یا یہ کہ کیا خامیاں، کوتاہیاں اور الجھنیں وہاں ہیں۔ بعض نکتوں کو مجھے ممکن ہے بعد میں واضح کرنا پڑے، جبکہ اس کانفرنس میں اٹھائے جانےوالے سوالوں

سے یا بعد میں ہونےوالی بحث سے یہ بات ذرا زیادہ واضح ہو جائیگی کہ پارٹی کے اور مقامی کارکنوں کو کس طرح ہدایات دی جائیں۔

جہاں تک میں سمجھ سکتا ہوں، محصول بصورت جنس اور نئی معاشی پالیسی (۲۷) سے متعلق سیاسی فرائض کے بارے میں غلط فہمیوں اور وضاحت کی کمی کی وجہ شاید اس معاملے کے کسی ایک یا دوسرے پہلو کے بارےمیں مبالغے سے کام لینا ہے۔ لیکن جب تلک ہم اس کام کو عملی پیمانے پر منظم نہ کریں، یہ مبالغے قطعی ناگزیر ہیں، اور جب تک ہم کم سے کم ایک غذائی سہم نئی طرز پر نہ چلا لیں اس وقت تک اس پالیسی کے کسی ایک مخصوص پہلو یا دوسرے کو نافذ کرنے کی حقیقی حدوں کی کوئی صحیح صحیح تشریح پیش کرنا مشکل ہی سے ممکن ہوگا۔ میں ایسے بعض تضادات کی، جن سے بیشتر غلطفہمیاں پیدا ہوئی ہیں، صرف عام موٹی موٹی باتوں پر بحث کرونگا جن کا میں ان پرچیوں سے اندازہ لگا سکا جوکہ جلسے میں میرے پاس بھیجی گئیں۔ محصول بصورت جنس اور ہماری پالیسی میں اس کے ساتھ ساتھ ہونےوالی تبدیلیوں سے اکثر معنے پالیسی بہت بڑی حد تک پلٹ جانے کی علامت کےلئے جاتے ہیں۔ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ ممالک غیر میں وائٹ گارڈ، خصوصاً سوشلسٹ انقلابی اور منشویک، اخبارات اس تاویل کو لےاڑے ہیں اور اس کو بہت بڑھا کر دکھایا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ آیا یہ اس جیسے عمل کے اثرات کے باعث ہے جو روسی سوویت وفاقی جمہوریہ کی سرزمین پر بھی پھیلے ہوئے ہیں یا اس شدید بےاطمینانی کے باعث جو غذائی صورتحال انتہائی خراب ہو جانے کی وجہ سے بعض حلقوں میں نظر آئی تھی اور اب بھی محسوس ہوتی ہے، اس قسم کی الجھن ممکن ہے کسی حد تک ہمارے ملک میں بھی پھیل گئی ہو اور اس تبدیلی کی جو لائی گئی ہے اور نئی پالیسی کی خاصیت کی اہمیت کا بڑی حد تک ایک غلط تصور پیدا کر دیا ہو۔

فطرتاً، اس حقیقت کے پیشنظر کہ آبادی میں کسان کی بڑی بھاری کثرت ہے — ہماری پالیسی کا عموماً اور ہماری معاشی پالیسی کا خصوصاً — سب سے بڑا کام مزدور طبقے اور کسان کے درمیان متعین تعلقات قائم کرنا ہے۔ جدید تاریخ میں پہلی بار ہمیں ایک ایسا سماجی نظام مہیا ہے جس میں سے استحصال کرنےوالا طبقہ مٹا دیا گیا ہے،

مگر جس میں دو مختلف طبقے ھیں — مزدور طبقہ اور کسان۔ کسان کی بڑی بھاری کثرت ھماری معاشی پالیسی پر اور عموماً ھماری پالیسی پر اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتی تھی۔ خاص مسئلہ جو اب بھی ھمیں درپیش ھے — اور آئندہ کئی برس تک لازمی طور پر ھمیں درپیش رھیگا — ان دو طبقوں کے درمیان مناسب تعلقات قائم کرنے کا ھے، طبقوں کو مٹانے کے نقطۂ نظر سے مناسب۔ مزدور طبقے اور کسان کے درمیان سمجھوتے کا فارسولا سوویت حکومت کے دشمن اس طرح باربار زیربحث اس لئے لاتے ھیں اور اسے اکثر ھمارے خلاف استعمال کرتے ھیں کیونکہ یہ اس قدر مبہم ھے۔ مزدور طبقے اور کسان کے درمیان سمجھوتے سے مراد کچھ بھی ھو سکتی ھے۔ جب تک کہ ھم یہ فرض نہ کرلیں کہ، مزدور طبقے کے خیال کے مطابق، سمجھوتہ اصولاً ممکن ھے، جائز ھے اور درست ھے بشرطیکہ وہ مزدور طبقے کی ڈکٹیٹرشپ کی تائید کرے اور ان اقدامات میں سے ایک ھو جن کا مقصد طبقوں کو مٹانا ھو، تب تک بلاشبہ یہ ایک ایسا فارسولا رھتا ھے کہ جس سے سوویت حکومت کے تمام دشمن، ڈکٹیٹرشپ کے تمام دشمن اتفاق کرتے ھیں۔ ھمارے انقلاب کے پہلے دور میں اس سمجھوتے کی تکمیل کیسے کی جائے یعنی اس دور میں جسے ھم قریب قریب ختم ھوتا ھوا تصور کر سکتے ھیں؟ کسان آبادی کی زبردست کثرت کے درمیان پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کس طرح برقرار رکھی اور مستحکم کی گئی؟ خانہ‌جنگی خاص سبب تھی، خاص محرک قوت اور ھمارے سمجھوتے کا تعین کرنےوالی۔ اگرچہ، بہت سی صورتوں میں، وائٹ گارڈوں، سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں نے ھمارے خلاف ایک اتحاد میں مشترکہ طور پر حصہ لیکر خانہ‌جنگی شروع کی تھی، لیکن ھمیشہ ھی انجام یہ ھوا کہ تمام سوشلسٹ انقلابی، آئین‌ساز مجلس کے اور منشویک عناصر نے — یا تو سرکاری تغیر یا کسی اور طرح سے — اپنے آپ کو پس‌منظر میں ڈھکیلا ھوا پایا، جس کی وجہ سے سرمایہ‌دار اور زمیندار عناصر وائٹ گارڈ تحریک کی سربراھی کےلئے رہ گئے۔ کولچاک اور دینیکن اور ھمارے خلاف تمام متعدد نسبتاً چھوٹی عملداریوں اور سہموں میں‌یہی صورت ھوئی۔ یہ خاص عنصر تھا جس نے پرولتاریہ اور کسان کے درمیان اتحادعمل کی صورت کا تعین کیا۔ اس صورت‌حال نے ھماری ناقابل یقین مشکلیں کئی گنی کر دیں، لیکنِ دوسری طرف اس نے اتحادعمل کے فارسولے کو لاگو

کرنے کے طریقوں پر مغزپچی کرنے کی ضرورت سے ھمکو بچا دیا کیونکہ اس کی اور اس کی تکمیل دونوں کی شرائط جنگ کی صورت‌حال نے حکماً منوائیں اور ھمارے لئے کوئی اور چارۂ کار ھی نہیں چھوڑا۔

خانہ‌جنگی اور اس کے حالات نے جس شکل میں مطالبہ کیا اس میں صرف مزدور طبقہ ھی ڈکٹیٹرشپ کام میں لاسکتا تھا۔ زمینداروں کی شرکت نے مزدور طبقے اور کسان کو قطعی بلا شرط اور اٹل طریقے سے متحد کر دیا۔ اس اعتبار سے کوئی اندرونی سیاسی پس و پیش قطعی نہیں ھوا۔ زبردست مشکلوں کے درمیان جو ھمیں درپیش تھیں، کیونکہ روس اناج کے اپنے خاص علاقوں سے بالکل کٹ گیا تھا اور کیونکہ غذائی مشکلیں انتہائی حد تک شدید ھو چکی تھیں، ھم اپنی غذائی پالیسی کو فاضل اناج اپنے قبضے میں کئے بغیر عملی طور پر چلا نہیں سکتے تھے۔ اس کے معنے اناج کے فاضل ذخیروں کو ھی لے لینے کے نہیں تھے جو کہ، اگر صحیح طریقے سے تقسیم بھی کر دئے جاتے تو مشکل ھی سے کافی ھوتے۔ میں تفصیلی طور سے ان بےقاعدگیوں پر بحث نہیں کر سکتا جو یہ نظام اپنے پیچھے پیچھے لیکر آیا۔ بہرحال اس نے اپنا خاص مقصد پورا کردیا — صنعت کو اس صورت میں بھی چالو رکھنا جبکہ اناج کے علاقوں سے تعلق قطعی ٹوٹ چکا ھو۔ لیکن صرف جنگ کے حالات ھی میں یہ اطمینان‌بخش ھو سکتا تھا۔ جیسے ھی ھم نے بیرونی دشمن کا قطعی طور پر خاتمہ کر دیا — اور اس نے ۱۹۲۱ء میں ھی جاکر کہیں حقیقت کی شکل اختیار کی — تو ایک اور فرض ھمیں درپیش ھوا — مزدور طبقے اور کسان کے درمیان معاشی اتحادعمل قائم کرنے کا فرض۔ ۱۹۲۱ء کی بہار میں ھی جاکر کہیں درحقیقت اس فرض کی تکمیل کا آغاز ھوا اور یہ وہ زمانہ تھا جبکہ ۱۹۲۰ء میں فصل خراب ھوجانے کے باعث کسان کی حالت ناقابل یقین حد تک بدتر ھو گئی تھی، اور جب ھم نے پہلی بار کچھ اندرونی سیاسی ڈگمگاھٹ دیکھی، جو کہ بیرونی دشمن کے دباؤ کا نہیں بلکہ مزدور طبقے اور کسان کے درمیان تعلقات کا نتیجہ تھی۔ اگر ھمارے ھاں ۱۹۲۰ء میں بہت عمدہ یا کم از کم عمدہ فصل ھوئی ھوتی، اگر فاضل وصولیابی سے منصوبے کے ۴۲ کروڑ پود اناج میں سے ۴۰ کروڑ وصول ھو گیا ھوتا تو ھم اپنے صنعتی پروگرام کے زیادہ بڑے حصے کو مکمل کر چکے ھوتے اور شہری صنعتی مال کا ایک ذخیرہ ھمارے پاس ھوتا جس کا ھم زراعتی پیداوار

سے تبادلہ کرسکتے تھے۔ لیکن ھوا اس کے برعکس۔ بعض مقامات پر غذائی بحران سے بھی زیادہ شدید ایندھن کا بحران شروع ھو گیا، اور کسانوں کے فارموں کو شہری مصنوعات کی جو ضرورت تھی اس کو پورا کرنا قطعی ناممکن ھو گیا۔ کسان کی کاشتکاری ناقابل یقین شدید بحران کی گرفت میں آگئی۔ وہ تھے حالات جنھوں نے تجویز کیا کہ پرانی غذائی پالیسی کو ھم کسی ممکن طریقے سے جاری نہیں رکھ سکتے تھے۔ ھمیں یہ سوال اٹھانا پڑا کہ مزدور طبقے اور کسان کے درمیان اتحادعمل کےلئے کونسی معاشی بنیاد کی ھمیں فوراً ضرورت ھے جوکہ آئندہ اقدامات کی سیڑھی کی طرح کام آئے۔

صنعتی مال کے زراعتی پیداوار سے تبادلے کی تیاری کرنا ھی وہ سیڑھی ھے ؛ ایک ایسا نظام تخلیق کرنا جس کے تحت کسان کو اپنی پیداوار شہر میں اور فیکٹری میں تیار کئے ھوئے مال کے بدلے دینے کے علاوہ اور کسی طرح حوالے نہ کرنی پڑے لیکن جو اس کو کسی ایسی صورت کا تابع نہ کر دے جو سرمایہ‌دارانہ نظام کے تحت موجود رھی ھو۔ لیکن موجودہ معاشی حالات کے پیش‌نظر ھم اس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ یہی وجہ ھے کہ ھمیں وہ عبوری شکل اختیار کرنی پڑ رھی ھے جس کا میں نے ذکر کیا ھے یعنی پیداوار کو محصول کی شکل میں، اس کے برابر کی کوئی چیز دئے بغیر وصول کرنا اور مزید پیداوار تبادلے کے ذریعہ حاصل کرنا۔ لیکن اس کے لئے مناسب رقم کی ضرورت ھوتی ھے۔ ھمارے پاس نقد انتہائی قلیل رقم ھے اور غیرملکی تجارت سے اس میں اضافہ کرنے کا امکان، سرمایہ‌دار ملکوں سے متعدد سمجھوتے کرنے کے بعد، صرف اسی سال پیدا ھوا ھے۔ مانا کہ یہ ابھی محض تعارف ھے، پیش‌لفظ ؛ اصلی تجارت ابھی تک شروع نہیں ھوئی ھے۔ سرمایہ‌دار حلقوں میں بیشتر یا بڑا حصہ ان سمجھوتوں میں گڑبڑ پیدا کرنے کے لئے توڑ پھوڑ کی اور ھر وضع کی کوششیں کر رھا ھے، اور سب سے زیادہ کرداری نوعیت کی بات یہ ھے کہ وائٹ گارڈ روسی اخبارات، جن میں سوشلسٹ انقلابی اور منشویک، اخبارات بھی شامل ھیں، ان سمجھوتوں پر کسی اور چیز سے زیادہ زھر افشانیاں کرکے تابڑ توڑ حملے کر رھے ھیں۔ یہ بات قطعی واضح ھے کہ بورژوازی اس لڑائی کے لئے بہتر طریقے سے تیار ھے، کہ یہ پرولتاریہ کی بہ‌نسبت زیادہ ترقی‌یافتہ ھے، اس کو جتنی کچھ ’’تکلیفیں،، برداشت کرنی پڑیں انھوں

نے اس کے طبقاتی شعور کی دھار سان چڑھادی اور یہ کہ وہ غیرمعمولی حساس ہونے کا انکشاف کر رہی ہے۔ وائٹ گارڈ اخبارات کے بغور مطالعے سے معلوم ہو جائیگا کہ اس کے وار عین اس مقام پر ہو رہے ہیں جوکہ ہماری پالیسی کا مرکز ہے۔

فوجی حملے کی ناکامی کے بعد جو کہ قطعی واضح طور پر ناکام ہو چکا ہے، اگرچہ جدوجہد اب بھی جاری ہے، سارے کے سارے وائٹ گارڈ روسی اخبارات نے اپنے پیش‌نظر یہ ناممکن مقصد رکھ لیا کہ: تجارتی سمجھوتوں کو نامنظور کرانا ہے۔ اس مہم کا، جو اب کی بہار میں انتہائی وسیع پیمانے پر شروع کی گئی تھی، اور جبکہ انقلاب دشمن قوتوں کے پیش منظر میں سوشلسٹ انقلابی اور منشویک رکھے گئے تھے، ایک مخصوص مقصد تھا — روس اور سرمایہ‌دار دنیا کے درمیان اب کی بہار میں جو معاشی سمجھوتے ہوئے تھے ان کو منسوخ کرانا۔ اور بڑی حد تک وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ یہ درست ہے کہ ہم نے بڑے سمجھوتے کرلئے ہیں — ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے — اور ان کی بڑھتی ہوئی مزاحمت پر ہم عبور حاصل کر رہے ہیں۔ لیکن اس میں نہایت ہی خطرناک تاخیر ہوئی ہے، کیونکہ بیرونی ممالک سے کچھ مدد ملے بغیر یا تو بڑے پیمانے کی صنعت کو بحال کرنا اور اشیائے تجارت کے باقاعدہ تبادلے کو پھر سے شروع کرنا غیر ممکن ہوگا، یا اس میں نہایت ہی خطرناک تاخیر ہوگی۔ یہ ہیں وہ حالات جن میں ہم عمل‌پیرا ہونے پر مجبور ہیں اور یہ ہیں وہ حالات جو کسانوں کےلئے تجارت بحال کرنے کے سوال کو پیش منظر میں لے آئے ہیں۔ مراعات کے سوال پر میں بحث نہیں کرونگا کیونکہ پارٹی کے جلسوں میں اس پر سب سے زیادہ بحث‌مباحثے ہوئے ہیں اور پچھلے دنوں اس پر کوئی الجھن پیدا نہیں ہوئی ہے۔ کیفیت یہ ہے کہ ہم مراعات کی اپنی باعزم پیش‌کشیں کئے جا رہے ہیں، لیکن غیرملکی سرمایہ‌داروں کے پاس سے ہمیں ایک بھی سنجیدہ تجویز موصول نہیں ہوئی ہے اور ابھی تک ہم نے ایک بھی حقیقی معنوں میں ٹھوس مراعاتی سمجھوتہ نہیں کیا ہے۔ ساری مشکل مغربی یورپی سرمائے کو کام میں لینے کا ایسا راستہ تلاش کرنے کی ہے جو عملی طور پر آزمایا جا چکا ہو۔

نظریاتی اعتبار سے یہ قطعی ناقابل انکار ہے — اور مجھے ایسا لگتا ہے کہ اس سلسلے میں ہر ایک کے شبہات دور ہو چکے ہیں —

نظریاتی اعتبار سے، میں کہتا ہوں، یہ بات قطعی واضح ہے کہ چند کروڑ دیگر یورپی سرمائے کا حساب صاف کرنا ہمارے لئے سودمند ہوگا، جوکہ ہم اس کو اس غرض سے ادا کر سکتے ہیں کہ مختصرترین ممکن مدت میں سازوسامان، کچے مال اور دیگر اشیا کے اور مشینوں کے اپنے ذخیرے میں اضافہ کر لیں تاکہ اپنی بڑے پیمانے کی صنعت کو بحال کر سکیں۔

بڑے پیمانے کی صنعت ہی واحد اور حقیقی بنیاد ہے جس پر کہ ہم اپنے وسائل مستحکم کر سکتے اور سوشلسٹ سماج کی تعمیر کر سکتے ہیں۔ ایسی بڑی بڑی فیکٹریوں کے بغیر جیسی کہ سرمایہ‌داری نے تخلیق کی ہیں، اعلی پیمانے پر منظم بڑے پیمانے کی صنعت کے بغیر سوشلزم کہیں بھی غیرممکن ہے؛ اور بھی کم اس کا امکان کسان ملک میں ہوتا ہے، اور روس میں ہمیں اب اس کا پہلے کی بہ‌نسبت کہیں زیادہ ٹھوس علم ہے۔ اس لئے کسی غیرمتعین اور خیالی طریقے سے بڑے پیمانے کی صنعت بحال کرنے کی باتیں کرنے کے بجائے، ہم اب متعین، ٹھیک ٹھیک حساب لگاکر برقیانے کے ٹھوس منصوبے کی بات کرتے ہیں۔ ہمارے پاس ایک متعین منصوبہ ہے جو بہترین روسی ماہروں اور سائنسدانوں نے بنایا ہے، ایسا منصوبہ جو ہمارے سامنے ان وسائل کی، روس کی قدرتی خصوصیات کا لحاظ رکھتے ہوئے، ایک متعین تصویر پیش کرتا ہے، جن سے ہم اپنی معیشت کےلئے بڑے پیمانے کی صنعت کی بنیاد رکھ سکتے ہیں، رکھنی چاہئے اور رکھینگے۔ اس کے بغیر ہماری معاشی زندگی کےلئے کوئی حقیقی سوشلسٹ بنیاد ممکن نہیں ہے۔ یہ بدستور قطعی ناقابل انکار ہے، اور اگر محصول بصورت جنس کے سلسلے میں ہم نے اس کا ذکر خیالی اصطلاح میں کیا ہے، تو اب قطعی طور پر کہنا چاہئے کہ ہمیں سب سے پہلے بڑے پیمانے کی صنعت کو ضرور بحال کر دینا چاہئے۔ بہت سے ساتھیوں سے اس قسم کے بیانات میں نے خود سنے ہیں اور ظاہر ہے کہ جواب میں جو کچھ میں کر سکتا تھا وہ یہی کہ بس کندھے اچکا دوں۔ یہ مان بیٹھنا قطعی مضحکہ‌خیز اور بےمعنے ہے کہ ہم اس بنیادی مقصد کو کبھی بھی نگاہوں سے اوجھل کر سکیں‌گے۔ یہاں جو سوال اٹھتا ہے وہ صرف یہ کہ ساتھیوں کے ذہن میں ایسے شبہات اور الجھن پیدا کیسے ہو سکے؟ یہ بات وہ کیسے سوچ سکے کہ یہ کلیدی فریضہ، جس کے بغیر

سوشلزم کی مادی پیداواری بنیاد کا ہونا ہی غیرممکن ہے، پس‌منظر میں ڈھکیل دیا گیا ہے؟ ان ساتھیوں نے ہماری ریاست اور چھوٹی صنعت کے درمیان تعلق کو ضرور غلط انداز میں سمجھا ہوگا۔ ہمارا خاص فریضہ بڑے پیمانے کی صنعت کو بحال کرنا ہے، لیکن اس فرض کی جانب سنجیدہ اور باقاعدہ رویہ ہونے کےلئے ہمیں چھوٹی صنعت کو ضرور ہی بحال کرنا ہوگا۔ اس سال، ۱۹۲۱ء اور پچھلے سال دونوں ہی مرتبہ بڑے پیمانے کی صنعت بحال کرنے کی ہماری کوششوں میں بڑی خلائیں باقی تھیں۔

۱۹۲۰ء کی خزاں اور سرما میں ہم نے اپنی بڑے پیمانے کی صنعت کی کئی اہم شاخیں چالو کیں۔ لیکن ان کو پھر ہمیں معطل کرنا پڑا۔ کیوں؟ بہت سی فیکٹریاں کافی آدم شکتی حاصل کرنے اور کچے‌مال کی کافی رسد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔ تو پھر ان فیکٹریوں میں کام کو ملتوی کیوں کیا گیا؟ کیونکہ ہمارے پاس غذا اور ایندھن کی قلت تھی۔ ۴۰ کروڑ پود اناج (میں نے یہ عدد اندازاً لیا ہے) کے ریاستی محفوظ ذخیرے کے بغیر جس کی پشت‌پناہی باقاعدہ ماہوار حصے سے ہوتی رہے، کسی وضع کی باقاعدہ معاشی نشوونما اور ترقی کی یا بڑے پیمانے کی صنعت بحال کرنے کی بات مشکل ہے۔ اس کے بغیر ہم دیکھتے ہیں کہ بڑے پیمانے کی صنعت بحال کرنے کے کام کو شروع کرکے اور کئی ماہ تک اس کو جاری رکھنے کے بعد ہمیں اس کو پھر روک دینا پڑا۔ چند فیکٹریاں جو چالو کی گئی تھیں ان میں سے بیشتر اب بند پڑی ہیں۔ پوری ضمانت کے ساتھ اور کافی مقدار میں مہیا غذائی ذخیرے کے بغیر ریاست بڑے پیمانے کی صنعت کی بحالی کا باقاعدگی کے ساتھ انتظام کرنے پر توجہ مرکوز نہیں کر سکتی، معمولی پیمانے پر شاید انتظام ہو جائے مگر اس طرح کہ مسلسل جاری رہے۔

جہاں تک ایندھن کا تعلق ہے، جب تک دون‌باس کی کوئلے کی کانیں بحال نہیں ہوتیں اور جب تک ہم کو تیل کی باقاعدہ رسد نہیں ملتی، ہمیں بدستور لکڑی پر بھروسہ کرنا پڑیگا، ایندھن کی لکڑی پر، جس کے پھر معنے چھوٹے پیمانے کی صنعت پر انحصار کرنے کے ہیں۔

اس سے ان ساتھیوں کی غلطی واضح ہو جاتی ہے جو یہ سمجھنے میں ناکام رہے کہ اب کسان ہیں جن کو مرکز توجہ بنانا چاہئے۔ کچھ مزدور کہتے ہیں: کسانوں پر عنایتیں کی جا رہی ہیں، لیکن

ہمیں کچھ نہیں ملتا۔ اس قسم کی بات میں نے سنی ہے، مگر مجھے کہنا پڑیگا کہ یہ زیادہ عام نہیں ہے کیونکہ ایسی بات خطرناک ہے، کیونکہ اس میں سوشلسٹ انقلابیوں کی آواز کی گونج ہے۔ یہ ایک واضح سیاسی اشتعال‌انگیزی ہے اور علاوہ‌ازیں مزدوروں کے پیشہ‌ورانہ، طبقاتی نہیں، بلکہ پیشہ‌ورانہ تعصبات کی باقیات ہیں جبکہ مزدور طبقہ اپنے کو سرمایہ‌دارانہ سماج کا برابر کا ایک حصہ تصور کرتا ہے اور یہ محسوس کرنے میں ناکام رہتا ہے کہ وہ اب بھی پرانی سرمایہ‌دارانہ بنیاد پر کھڑا ہے۔ یہ مزدور، درحقیقت، کہتے ہیں: کسان پر عنایتیں کی جارہی ہیں، اس کو فاضل اناج کو قبضے میں لینے کے بوجھ سے راحت دی جا رہی ہے، اس کو اپنا فاضل اناج تبادلے کی غرض سے رکھ لینے کی اجازت دی جا رہی ہے؛ ٹھیئے پر کام کرنےوالے ہم مزدور بھی یہی چیز چاہتے ہیں۔

اس نقطۂ نظر کی تہ میں کیا چیز ہے؟ یہ اصلیت میں پرانا پیٹی‌بورژوا تصور ہے: چونکہ کسان سرمایہ‌دارانہ سماج کا ایک ترکیبی عنصر ہیں اس لئے مزدور طبقہ بھی بدستور اس سماج کا ایک ترکیبی عنصر رہتا ہے۔ چنانچہ اگر کسان تجارت کرتا ہے تو ہمیں بھی تجارت کرنی چاہئے۔ یہاں ہم بلاشبہ ان پرانے تعصبات کو پھر سے اجاگر ہوتے دیکھتے ہیں جو مزدور کو پرانی دنیا میں پھنسا دیتے ہیں۔ سوشلسٹ انقلابی اور منشویک پرانی سرمایہ‌دار دنیا کے سب سے زیادہ پرجوش اور، درحقیقت، واحد پرخلوص علمبردار ہیں۔ دوسرے تمام ڈیروں کے سینکڑوں، ہزاروں اور یہاں تک کہ لاکھوں میں آپ ایک بھی پرخلوص علمبردار نہیں پائینگے۔ مگر یہ نایاب نمونے نام‌نہاد اصلی جمہوریت پسندوں میں، جن کی نمائندگی سوشلسٹ انقلابی اور منشویک کرتے ہیں، باقی ہیں۔ اور اپنے نظریات کی وہ جس قدر استقلال کے ساتھ وکالت کرتے ہیں، مزدور طبقے پر ان کا اثر اتنا ہی خطرناک ہوتا ہے۔ جب مزدور طبقے کو پیداوار کے رکنے کی مدتوں سے گزرنا پڑتا ہے تو وہ دو چند خطرناک ہو جاتے ہیں۔ پرولتاری طبقاتی شعور کی نشوونما اور ترقی کےلئے خاص مادی بنیاد بڑے پیمانے کی صنعت ہوا کرتی ہے جہاں مزدور فیکٹریاں چلتی ہوئی دیکھتا ہے اور اس قوت کو روزانہ محسوس کرتا ہے جو واقعی طبقوں کو مٹا سکتی ہے۔

جب مزدور اس مادی پیداواری بنیاد میں اپنے پاؤں جمانے کی جگہ کھودیتے ھیں تو ان میں سے کچھ کو ناپائیداری، بےاطمینانی، نااسیدی اور تشکیک کا احساس آن دبوچتا ھے، اور ھمارے بورژوا جمہوریت پسندوں یعنی سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کی سراسر اشتعال‌انگیزیاں اس کے ساتھ مل کر ایک قطعی تاثر پیدا کرتی ھیں۔ اس سے ایک ایسی ذھنیت پیدا ھوتی ھے کہ جو لوگوں سے، کمیونسٹ پارٹی کی صفوں تک میں، اس طرح سے بحث کراتی ھے: کسانوں کو مدد کا ھاتھ بڑھایا گیا تھا؛ ان ھی اسباب کی بنا پر اور ان ھی طریقوں سے مزدوروں کی بھی مدد کرنی چاھئے۔ اس ذھنیت کے آگے ھمیں ایک حد تک جھکنا پڑا تھا۔ مزدوروں کو بونس اس مال کے ایک حصے کی شکل میں جو کہ وہ پیدا کرتے ھیں، دینے کے متعلق فرمان، بلاشبہ، انھیں جذبات کی رعایت میں ھے، جن کی جڑیں ماضی میں پیوست ھیں اور جو تشکیک اور مایوسی کے پیدا کئے ھوئے ھیں۔ بعض چھوٹی حدود کے اندر یہ رعایت ضروری تھی۔ یہ دیدی گئی ھے۔ لیکن ھمیں ایک لمحے کے لئے بھی فراموش نہیں کرنا چاھئے کہ ھم وہ رعایت دے رھے ھیں جو معاشی نقطۂ نظر کے علاوہ اور کسی طرح بھی ضروری نہیں: پرولتاریہ کے مفادات کے نقطۂ نظر سے۔ اس کے بنیادی اور اھم مفادات بڑے پیمانے کی صنعت کی بحالی سے جس کی ٹھوس معاشی بنیاد ھو، وابستہ ھیں۔ جب یہ ھو جائیگا تو وہ اپنی ڈکٹیٹرشپ مستحکم کرلیگا، اس کو اپنی ڈکٹیٹرشپ کو، تمام سیاسی اور فوجی مشکلوں کے باوجود، انتہا تک لیجانے کا یقین ھوگا۔ تو پھر ھم کیوں مجبور ھوئے کہ رعایت دیں اور اس کو اس سے زیادہ وسیع معنے دینا جتنے کے وہ لائق ھے، انتہائی خطرناک کیوں ھوگا؟ یہ اس لئے کہ یہ راستہ اختیار کرنے پر ھم غذا اور ایندھن کی عارضی مشکلوں کے باعث ھی مجبور ھوئے تھے۔

جب ھم یہ کہتے ھیں کہ ''کسانوں سے ھمیں اپنے تعلقات فاضل اناج کی وصولی پر مبنی نہیں بلکہ محصول پر رکھنے چاھئیں،، تو ھماری پالیسی متعین کرنے کا معاشی اصول کیا ھے؟ وہ یہ ھے کہ فاضل اناج کی وصولی کے نظام کے تحت کسانوں کے چھوٹے چھوٹے فارموں کی کوئی مناسب معاشی بنیاد نہیں ھوتی اور کئی برس تک مردہ رھنا ان کو مقسوم ھو جاتا ھے۔ چھوٹی کاشتکاری باقی نہیں رہ سکتی اور ترقی نہیں کر سکتی کیونکہ چھوٹے کاشتکار کی اپنی سرگرمی کو مستحکم کرنے اور نشوونما

دینے اور اپنی پیداوار بڑھانے سے دلچسپی ختم ہو جاتی ہے، یہ تمام چیزیں ہمیں بغیر کسی معاشی بنیاد کے چھوڑ دیتی ہیں۔ ہمارے پاس کوئی اور بنیاد یا وسیلہ نہیں ہوتا اور جب تک کہ ریاست غذا کے بڑے ذخیرے جمع نہ کر سکے اس وقت تک بڑے پیمانے کی صنعت کی بحالی کے بارے میں سوچنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے ہم اس پالیسی کی تعمیل کر رہے ہیں جوکہ ہمارے غذائی تعلقات کو بدل رہی ہے۔

اس پالیسی کو ہم اس لئے چلا رہے ہیں کہ بڑے پیمانے کی صنعت کو بحال کرنے کےلئے ہمارے پاس ایک ذخیرہ ہو؛ تاکہ مزدور طبقے کو کام میں ہر طرح کے خلل سے نجات مل جائے، جوکہ بڑے پیمانے کی صنعت میں نہیں پڑنا چاہئے، ہماری بڑے پیمانے کی صنعت کو بھی کہ جو ترقی یافتہ ملکوں کی صنعت کی بہ‌نسبت حقیر ہے؛ پرولتاریہ کو اپنی گذراوقات کےلئے نفع‌خوری کا پیٹی‌بورژوا طریقہ تلاش کرنے کی ضرورت سے نجات دلائی جائے جو کہ پرولتاری طریقہ نہیں ہے اور ہمیں شدیدترین معاشی خطرات سے دوچار کر دیتا ہے۔ ہمارے موجودہ افسوسناک حالات کے باعث پرولتاری مجبور ہیں کہ ان طریقوں سے معاش حاصل کریں جو پرولتاری نہیں ہیں اور بڑے پیمانے کی صنعت سے متعلق نہیں۔ وہ مجبور ہیں کہ پیٹی بورژوا نفع‌خوری کے طریقوں سے روزی کمائیں اور یا تو چوری کریں یا عوامی ملکیت کی فیکٹری میں خود اپنے لئے چیزیں تیار کریں تاکہ ان کے بدلے میں زراعتی اشیا حاصل کریں — اور یہی بڑا معاشی خطرہ ہے، سوویت نظام کے وجود کو خطرے میں ڈالنےوالا۔ پرولتاریہ کو اب اپنی ڈکٹیٹرشپ کو اس طرح سے کام میں لینا چاہئے کہ طبقے کی حیثیت سے اس کو سلامتی کا احساس رہے، اس کے قدم جمے رہیں۔ لیکن زمین اس کے پیروں تلے سے کھسکے جا رہی ہے۔ بڑی بڑی، متواتر چلتی ہوئی فیکٹریوں کی جگہ پرولتاریہ بالکل ہی مختلف چیز دیکھتا ہے اور اس کو مجبوراً معاشی میدان‌عمل میں نفع‌خور کی یا چھوٹے پیمانے پر سامان تیار کرنےوالے کی حیثیت سے داخل ہونا پڑتا ہے۔

پرولتاریہ کو اس سے بچانے کےلئے ہمیں اس عبوری دور میں کسی قربانی کو اٹھا نہیں رکھنا چاہئے۔ بڑے پیمانے کی صنعت کی مسلسل، چاہے سست رفتار ہی کیوں نہ ہو، بحالی کی ضمانت کرنے کی غرض سے

ھمیں لالچی غیرملکی سرمایہ‌داروں کے آگے کچھ ٹکڑے ڈالدینے میں ھچکچانا نہیں چاھئے کیونکہ سوشلزم کی تعمیر کرنے کے نقطہ٘ نظر سے فی الحال یہ ھمارے فائدے میں ھے کہ غیرملکی سرمایہ‌داروں کو کچھ کروڑ زیادہ ادا کردیں تاکہ بڑے پیمانے کی صنعت کو بحال کرنے کےلئے مشینیں اور مال و اسباب حاصل کر لیں، جوکہ پرولتاریہ کی معاشی بنیاد بحال کردیگی اور اس کو نفع‌خوری میں مصروف پرولتاریہ کی جگہ ایک سچے پرولتاریہ میں تبدیل کردیگی۔ منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں نے چلا چلا کر ھمیں بہرا کردیا ھے کہ چونکہ پرولتاریہ بےطبقاتی ھو گیا ھے اس لئے ھمیں پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے فرائض ترک کر دینے چاھئیں - ۱۹۱۷ء سے وہ یہی چلائے جا رھے ھیں، اور حیرت کی بات ھے کہ اب ۱۹۲۱ء تک یہی چیختے چیختے وہ تھکے نہیں ۔ لیکن جب ھم ان حملوں کی سنتے ھیں تو یہ نہیں کہتے کہ بےطبقاتی ھونے کا عمل رونما نہیں ھوا اور یہ کہ کوئی کوتاھیاں نہیں ھیں ۔ جو کچھ ھم کہتے ھیں وہ یہ کہ روسی اور بین‌الاقوامی حقیقتیں ایسی ھیں کہ حالانکہ پرولتاریہ کو ایک ایسے دور سے گزرنا پڑتا ھے، جبکہ وہ بےطبقاتی ھو جاتا ھے اور اس کوتاھی کا اس کو خمیازہ بھگتنا پڑتا ھے، پھر بھی وہ سیاسی اقتدار حاصل کرنے اور برقرار رکھنے کے اپنے فریضے کی تکمیل کر سکتا ھے۔

اس حقیقت سے انکار کرنا بےمعنے ھوگا کہ پرولتاریہ کا غیرطبقاتی ھو جانا منفی ھے۔ ۱۹۲۱ء تک ھمیں احساس ھو گیا کہ بیرونی دشمن کے خلاف جدوجہد کے بعد ھمیں سب سے بڑا خطرہ اور سب سے بڑی برائی جو درپیش تھی وہ باقی ماندہ چند بڑے بڑے کارخانوں کے متواتر چلتے رھنے کی ضمانت نہ کر سکنا ھے۔ خاص چیز یہی ھے۔ ایسی معاشی بنیاد کے بغیر مزدور طبقہ سیاسی اقتدار کو مضبوطی کے ساتھ برقرار نہیں رکھ سکتا۔ بڑے پیمانے کی صنعت کو بحال کئے رکھنے کی ضمانت کرنے کی غرض سے ھمیں غذا کی رسد کا انتظام اس طرح کرنا چاھئے کہ مثلاً ۴۰ کروڑ پود کا ذخیرہ جمع کیا جا سکے اور مناسب طریقے سے اس کی تقسیم ھو سکے ۔ فاضل اناج کی وصولی کے پرانے نظام کے ذریعہ ھمارے لئے اسے جمع کرنا قطعی ناممکن ھوگا: ۱۹۲۰ء اور ۱۹۲۱ء اس کا ثبوت ھیں ۔ اب ھم دیکھتے ھیں کہ اس انتہائی مشکل کام کو محصول بصورت جنس کے ذریعہ ھم پورا کر سکتے ھیں ۔

پرانے طریقوں سے ہم اسکی تکمیل نہیں کر سکتے، تو اس لئے ہمیں کچھ نئے طریقوں کو آزمانا چاہئے۔ محصول بصورت جنس کے ذریعہ اور چھوٹے پیمانے پر پیداوار حاصل کرنےوالے کی حیثیت سے کسان سے مناسب تعلقات قائم کرکے ایسا کیا جا سکتا ہے۔ اسے نظریاتی اعتبار سے ثابت کرنے کی ہم اچھی خاصی کوشش کر ہی چکے ہیں۔

پارٹی کے اخبارات سے اور جلسوں میں جو کچھ کہا جاتا ہے اس سے اندازہ لگا کر میرا خیال ہے کہ نظریاتی اعتبار سے پوری طرح ثابت ہو چکا ہے کہ پرولتاریہ آمد و رفت کے نظام، بڑی فیکٹریوں، معاشی بنیاد ونیز سیاسی اقتدار پر اگر اپنا قبضہ برقرار رکھے تو یہ فرض پورا کیا جا سکتا ہے۔ چھوٹے پیداوار حاصل کرنےوالے کی حیثیت سے ہمیں کسان کو خاصے انحراف کی ضرور اجازت دینی چاہئے۔ جب تک ہم کسان کاشتکاری کو بحال نہیں کرینگے غذائی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔

آزاد تجارت اور آزاد بکری کی بنیاد پر چھوٹی صنعت کو ترقی دینے کے سوال پر ہمیں ان حدود کے اندر ہی بحث کرنی چاہئے۔ یہ آزاد بکری مزدور طبقے اور کسان کے درمیان معاشی اعتبار سے پائیدار تعلقات قائم کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ زراعتی پیداوار پر ہمیں اب زیادہ سے زیادہ درست اعداد و شمار مل رہے ہیں۔ پارٹی کانگرس میں زراعت کی پیداوار پر ایک کتابچہ تقسیم کیا گیا تھا؛ ڈیلی گیٹوں میں جب یہ تقسیم کیا گیا تو ابھی اس کے پروف ہی آئے تھے۔ اس کے بعد سے اب تک اس کے مواد کا ضمیمہ آگیا ہے اور اسے گشت کرا دیا گیا ہے۔ اس کتابچے کو آخری شکل دے کر چھاپےخانے بھیج دیا گیا ہے لیکن کانفرنس کےلئے یہ ابھی تیار نہیں ہوا ہے اور میں نہیں کہہ سکتا کہ کانفرنس کے ختم ہوتے ہوتے اور ڈیلی گیٹوں کے واپس جاتے جاتے آیا یہ تیار ہو جائیگا یا نہیں۔ اس کو تیار کرانے کےلئے جو کچھ ہم کر سکتے ہیں ضرور کرینگے لیکن اس کے تیار ہو جانے کا وعدہ نہیں کر سکتے۔

زراعتی پیداوار کے متعلق کیفیت اور ہمارے پاس جو وسائل موجود ہیں ان کو زیادہ سے زیادہ ممکن حد تک ٹھیک ٹھیک متعین کرنے کےلئے ہماری کوشش کا یہ ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔

پھر بھی، ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس بات کی شہادت موجود ہے کہ اس معاشی مسئلے کو حل کرنے کی ہمارے پاس کافی صلاحیت ہے،

خصوصاً امسال، جبکہ فصل کے امکانات بہت زیادہ خراب نہیں ہیں، یا اتنے خراب نہیں جن کا ہم نے بہار میں پہلے سے تخمینہ کیا تھا۔ اس سے ہمیں زراعتی ذخیرہ جمع کرنے کے امکان کی ضمانت ہوجاتی ہے جو ہمیں اس قابل کر دے کہ اپنی بڑے پیمانے کی صنعت مسلسل، اگرچہ سست رفتاری سے بحال کرنے کے کام پر اپنے آپ کو پوری طرح وقف کر دیں۔

اناج ذخیرہ کرنے کے مسئلے کو حل کرنے کی غرض سے چھوٹی ملکیت‌والے کسان سے تعلقات کی شکل کی ہمیں ایک ترکیب نکالنی چاہئے اور جنس کی صورت میں محصول عائد کرنے کے علاوہ اس کی کوئی اور دوسری شکل نہیں ہے، کسی نے کوئی اور شکل تجویز نہیں کی ہے اور کسی اور کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس مسئلے کا ہمارے پاس کوئی عملی حل ہونا چاہئے: ہمیں انتظام کرنا چاہئے کہ محصول مناسب طریقے سے جمع کیا جائے، اور پرانے طریقے سے نہیں جبکہ اناج دو یا تین بار لیا گیا، کسان کی ہمیشہ سے بھی بدتر حالت ہو گئی، سب سے زیادہ محنتی کو سب سے زیادہ مصیبت ہوئی اور اس طرح معاشی اعتبار سے پائیدار تعلقات قائم کرنے کا ہر امکان ختم ہوگیا۔ جنس کی شکل میں محصول، ساتھ ہی ہر کسان سے وصول کیا جانے‌والا حصہ، مختلف طریقے سے جمع کرنا چاہئے۔ جو اعداد و شمار جمع اور شائع ہوئے ہیں ان کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ محصول بصورت جنس اب صورت‌حال میں اہم تبدیلی پیدا کر دیگا لیکن آیا یہ سب کچھ پورا کریگا یا نہیں، یہ کسی حد تک تصفیہ‌طلب مسئلہ ہے۔ لیکن ایک بات کا ہم کو قطعی یقین ہے، اور وہ یہ کہ ہمیں کسان کی حالت فوراً بہتر کرنی چاہئے۔

مقامی کارکنوں کو جو فرض درپیش ہے وہ یہ ہے کہ جنس کی صورت میں محصول پورا وصول کریں اور ایسا وہ مختصرترین مدت میں کرلیں۔ مشکلیں اس بات سے بڑھ جاتی ہیں کہ امسال فصل غیرمعمولی طور پر جلدی تیار ہو جانے کی توقعات ہیں اور اگر ہماری تیاریاں مروجہ تاریخوں کی بنیاد پر ہوئیں تو ہمیں خطرہ ہے کہ حد سے زیادہ دیر نہ ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ پارٹی کانفرنس جلدی منعقد کر لینا اہم اور باموقع تھا۔ جنس کی صورت میں محصول جمع کرنے کےلئے

عملہ تیار کرنے میں ہمیں زیادہ عجلت سے کام لینا چاہئے۔ کم از کم ریاستی ذخیرہ ۲۴ کروڑ پود کا جمع کر لینے اور کسان کی حالت محفوظ کرلینے کے امکان کا انحصار اس تیزرفتاری پر ہے جس سے کہ ہم جنس کی صورت میں محصول جمع کر لیتے ہیں۔ اس کو جمع کرنے میں تاخیر کسان کو ایک حد تک مشکل میں مبتلا کر دیگی۔ محصول رضاکارانہ طور پر ادا نہیں کیا جائیگا، ہم جبر سے دامن نہ بچا پائینگے کیونکہ وصولیابی کا حصہ کسان کاشتکاری پر بعض پابندیاں عائد کرتا ہے۔ اگر محصول جمع کرنے کے عمل کو ہم گھسیٹے لے گئے تو کسان میں بےاطمینانی پیدا ہو جائیگی اور وہ کہیگا کہ اپنی فاضل پیداوار کو ٹھکانے لگانے میں وہ آزاد نہیں ہے۔ اگر عمل میں آزادی ایسی ہی ہو تو محصول جلدی سے جمع کر لینا چاہئے۔ محصول جمع کرنےوالے کو کسان کے سر پر زیادہ عرصے تک منڈلاتے نہیں رہنا چاہئے، اور اس لئے فصل کاٹنے اور پورا محصول جمع کر لینے کے درمیان کا وقفہ گھٹا کر کم سے کم کر دینا چاہئے۔

ایک کام تو یہ ہے۔ دوسرا یہ کہ تجارت کرنے کی کسان کی آزادی کو بڑھا دیا جائے اور چھوٹے پیمانے کی صنعت کو پھر سے زندہ کیا جائے تاکہ سرمایہداری کو کچھ بڑھنے کا موقع مل جائے جو چھوٹے پیمانے کی نجی ملکیت اور چھوٹی تجارت کی بنیاد پر بڑھتی ہے۔ اس سے ہم کو خوف نہیں کھانا چاہئے، کیونکہ یہ ہمارے لئے ذرا بھی خطرناک نہیں۔

عام معاشی اور سیاسی صورتحال کے پیش‌نظر جوکہ اب پیدا ہو گئی ہے، جبکہ بڑے پیمانے کی پیداوار کے تمام سرچشموں پر پرولتاریہ کو قبضہ و قدرت حاصل ہے اور قومی ملکیت کو کسی بھی شکل و صورت میں ختم کرنے کا قطعی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، ہمیں خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایک ایسے زمانے میں جبکہ ہم تیار سامان کی شدید قلت اور قطعی مفلسی و قلاشی کی تکلیف میں سب سے زیادہ مبتلا ہیں، چھوٹی تاجرانہ زراعت پر مبنی سرمایہداری کے خطرے سے ڈرنا مضحکہ‌خیز ہے۔ اس سے خوف کھانے کے معنے اپنی معیشت میں قوتوں کے تعلق کو شمار میں رکھنے میں قطعی ناکام رہنا ہے۔ اس کے معنے یہ سمجھنے میں ناکام رہنا ہے کہ کسان معیشت، چھوٹے پیمانے

کی کسان معیشت کی حیثیت سے کچھ آزادانہ تبادلے اور اس کے باعث سوجودہ سرمایہ‌دارانہ تعلقات کے بغیر قطعاً پائیدار نہیں ہو سکتی۔

یہ ہے وہ بات، ساتھیو، جس کا آپ کو اپنے ذہن پر گہرا نقش بنا لینا چاہئے۔ اور ہمارا بڑا کام یہ ہے کہ تمام مقامات پر ساتھیوں کو آگے ڈھکیلیں، ان کو پیش‌قدمی کرنے کا زیادہ سے زیادہ سوقع دیں، ان کو زیادہ سے زیادہ خود اعتمادی اور جرأت کا مظاہرہ کرنے کا جوش دلائیں۔ اس اعتبار سے ہم حقیقی معنوں میں وسیع پیمانے پر کام کرنے سے خوف کھانے میں اب تک مبتلا ہیں۔ ہمارے پاس قطعی طور پر، جدول کی شکل میں تیار کئے ہوئے مقامی اعداد و شمار نہیں ہیں جو عملی تجربے سے یہ بتاتے ہوں مقامی سال کے تبادلے اور تجارت کے معاملے میں صورت‌حال کیا ہے، ان چھوٹی صنعتوں کو بحال کرنے اور ترقی دینے میں کیا کامیابیاں حاصل ہو گئی ہیں جو کہ کسان کی حالت کو، غذا اور ایندھن کے بڑے بڑے ذخیرے صنعتی مرکزوں تک ڈھو کر پہنچانے کی زبردست کوشش کے بغیر، جو بڑے پیمانے کی صنعت کے لئے کرنی پڑتی ہے، ہاتھ کے ہاتھ بہتر کر سکتی ہوں۔ عام معاشی نقطۂ نظر سے، اس اعتبار سے مقامی طور پر کافی کچھ نہیں کیا جا رہا۔ مختلف مقامات سے آئی ہوئی ہمارے پاس کوئی اطلاع نہیں ہے، ہمیں نہیں معلوم کہ پوری جمہوریہ میں کیفیت کیا ہے، ہمارے پاس حقیقی معنوں میں بخوبی منظم کام کی مثالیں موجود نہیں ہیں؛ اور میرا تاثر یہ ہے کہ یہی چیز ٹریڈیونین کانگرس اور اعلی معاشی کاؤنسل کی کانگرس پر بھی صادق آتی ہے۔

ان کانگرسوں کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو زیادہ تر دعووں، عام پروگراموں اور حجتوں جیسی فرسودہ پامال چیزوں پر وقف کر دیتے ہیں، بجائے اس کے کہ اس میں شرکت کرنے‌والوں کو مقامی تجربے پر تبادلۂ خیالات کا موقع دیں تاکہ جب وہ گھر لوٹیں تو کہہ سکیں: ''ہزار مثالوں میں سے ہم نے ایک اچھی مثال سنی، اور ہم اس پر عمل کرینگے''۔ درحقیقت ہزار میں ایک مثال اچھی نہیں بلکہ بہت ساری ہوتی ہیں؛ لیکن کانگرس کا انتظام اس طرح کا ہمیں سب سے کم نظر آتا ہے۔

میری خواهش قطعی یہ نہیں ہے کہ واقعات کے بارے میں پیش گوئی کروں، مگر مزدوروں کےلئے اجتماعی رسد کے متعلق میں دو ایک باتیں ضرور کہونگا، یعنی اس تجویز کے بارے میں کہ راشن کے سلسلے کی جگہ ایک ایسا نظام قائم کیا جائے کہ جس کے تحت بعض فیکٹریوں کو جو واقعی چالو ہیں، ان کی پیداوار کے تناسب سے غذا کی ایک مقرر مقدار کی ضمانت کر دی جائیگی۔ خیال بہترین ہے مگر اس کے لئے کوئی حقیقی تیاری کا کام کئے بغیر ہم نے اسے نیم تصوراتی جیسی کسی چیز میں بدل دیا ہے۔ ابھی تک ہمارے پاس کسی مخصوص فیکٹری کی، کسی ایسی کی بھی جس میں تھوڑے سے مزدور کام کرتے ہوں، کسی خاص ضلع میں، مثال نہیں ہے جس نے اس نظام کو آزمایا ہو اور فلاں فلاں نتیجے حاصل کئے ہوں۔ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جو اب تک ہمارے پاس نہیں ہے اور یہ ہمارے کام کی سب سے بڑی کوتاہیوں میں سے ایک ہے۔ ہمیں برابر دوہراتے رہنا چاہئے کہ عام مسئلوں پر بحث کرنے کے بجائے، جو ۱۹۱۸ء میں تو بالکل درست تھا، یعنی ماضیٔ بعید میں، مگر اس ۱۹۲۱ء میں ہمیں عملی مسئلوں پر تبادلۂ خیالات کرنا چاہئے۔ کانگرسوں کو سب سے پہلے عمدہ منظم کام کی مثالیں سنا کر — اور وہ تعداد میں خاصی ہیں — ہم باقیوں کےلئے لازم کردینگے کہ وہ بہترین کی جوکہ چند خال خال اور غیرمعمولی مقامات پر حاصل ہوا، تقلید کرنے کی کوشش کریں۔ میرے ذہن میں ٹریڈیونین کانگرس کا کام ہے، مگر یہ غذائی مسئلے سے متعلق سارے کام پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

جنس کی شکل میں محصول جمع کرنے، تجارت منظم کرنے وغیرہ کی تیاری کےلئے بعض صورتوں میں، چند مقامات پر خاصہ کچھ کر لیا گیا ہے، مگر ہم نے اس تجربے کا مطالعہ نہیں کیا ہے؛ اور اب ہمیں جو بڑا کام درپیش ہے وہ یہ کہ مقامات کی بھاری اکثریت کو بہترین کی مثال کی تقلید کرنے کی جانب مائل کریں۔ ہمارا کام اب یہ ہے کہ عملی تجربے کا مطالعہ کریں اور پسماندہ اور متوسط اضلاع اور وولوستوں کو جن کا معیار قطعی غیراطمینان‌بخش ہو، نہایت اعلی اطمینان‌بخش جو ہیں، جن کی تعداد بڑی ہی خفیف ہے، ان کے معیار تک پہنچا دیں۔ اپنی کانگرسوں میں ہمیں اپنی خاص توجہ عام دعووں اور جلسوں کے پروگراموں سے ہٹا کر ان مثالوں کے مطالعوں پر جو

اطمینان‌بخش اور نہایت اطمینان‌بخش ضلعوں نے قائم کی ہوں اور پسماندہ اور متوسط ضلعوں کو، جن کی کثرت ہے، اچھوں کی سطح تک بلند کرنے پر منتقل کر دینی چاہئے، جو ممکن ہے کہ چند ہوں مگر ہیں ضرور۔

انہیں چند باتوں پر میں اکتفا کرنا چاہتا ہوں۔ (تالیاں۔)

۲۷ اور ۲۸ مئی ۱۹۲۱ء
کو "روسی کمیونسٹ پارٹی
(بالشویک) کی کل روس
کانفرنس کے خبرنامے"
شمارہ ۱ و ۲ میں شائع ہوئی

کوآپریٹیو کے بارے میں

(۱)

مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے یہاں کوآپریٹیو کی تحریک کی طرف کافی توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ مشکل سے ہی سب لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اکتوبر انقلاب کے وقت سے اور نئی معاشی پالیسی کے علاوہ (بلکہ اس کے برعکس، ہمیں کہنا چاہئے کہ نئی معاشی پالیسی کی وجہ سے)، ہماری کوآپریٹیو کی تحریک بڑی اہمیت اختیار کر گئی ہے - پرانے کوآپریٹیو کارکنوں کے خوابوں میں بہت کچھ خیالی ہے۔ اکثر ان کے یہ موہوم خیالات مضحکہ‌انگیز ہوتے ہیں - لیکن ان کے موہوم خیالات کس بات پر مشتمل ہیں؟ اس پر، کہ لوگ استحصال کرنےوالوں کی حکومت کا تختہ الٹنےکےلئے مزدور طبقے کی سیاسی جدوجہد کی بنیادی، اساسی اہمیت کو نہیں سمجھتے - اب ہمارے یہاں یہ تختہ الٹ دیا گیا ہے اور اب اس کا بہت سا حصہ جو پرانے کوآپریٹیو کارکنوں کے خوابوں میں خیالی، حتی‌که رومانی اور پیش پا افتادہ تھا، انتہائی صاف حقیقت بن گیا ہے -

ہمارے یہاں واقعی، جب اقتدار مزدور طبقے کے ہاتھ میں آ گیا ہے، جب اس ریاستی اقتدار کے قبضے میں سارے ذرائع پیداوار آ گئے ہیں تو ہمارے لئے صرف یہ فریضہ باقی رہ گیا ہے کہ ہم آبادی کو کوآپریٹیو سوسائٹیوں میں منظم کریں - زیادہ سے زیادہ آبادی کو کوآپریٹیو سوسائٹیوں میں لانے سے اس سوشلزم کے مقاصد خود بخود حاصل ہو جاتے ہیں جو پہلے بجا طور پر ان لوگوں کے مزاح، طنزیہ مسکراہٹ اور حقارت کا نشانہ تھا جن کو طبقاتی جدوجہد اور سیاسی اقتدار کےلئے جدوجہد کی ضرورت پر صحیح یقین تھا - لیکن سب رفیق یہ نہیں

سمجھتے کہ اب ہمارے لئے روس میں کوآپریٹیو کی تحریک پھیلانا کتنی زبردست اور وسیع اہمیت کی بات ہے ۔ نئی معاشی پالیسی میں ہم نے تاجروں کی حیثیت سے کسانوں کو، نجی تجارت کے اصول کو چھوٹ دی اور اسی سے کوآپریٹیو تحریک کی زبردست اہمیت (کچھ لوگوں کے خیال کے برعکس) پیدا ہوتی ہے ۔ حقیقت میں اگر کہا جائے تو نئی معاشی پالیسی کے تحت روس کی آبادی کو کافی وسیع اور بڑی حد تک کوآپریٹیو سوسائٹیوں میں منظم کرنا ہی ہماری ساری ضرورت ہے کیونکہ ہم نے اب نجی مفاد، نجی تجارتی مفاد کو ریاستی جانچ اور کنٹرول سے متحد کرنے کا وہ درجہ، اس کو مشترکہ مفادات کے ماتحت لانے کا وہ درجہ پالیا ہے جو پہلے بہتیرے سوشلسٹوں کے لئے سنگ راہ بنا ہوا تھا ۔ درحقیقت بڑے پیمانے کے سارے ذرائع پیداوار پر ریاست کا اقتدار، پرولتاریہ کے ہاتھ میں ریاستی اقتدار، اس پرولتاریہ کا لکھو کھا چھوٹے اور بہت چھوٹے کسانوں سے اتحاد، کسانوں کےلئے اس پرولتاریہ کی رہنمائی کی ضمانت وغیرہ — کیا یہ سب نہیں ہے جس کی ضرورت ہے تاکہ کوآپریٹیو تحریک سے، صرف کوآپریٹیو تحریک سے جس کو ہم پہلے چھوٹے دوکاندار کی حیثیت سے حقیر سمجھتے تھے اور اب نئی معاشی پالیسی کے تحت بھی اس کے کچھ پہلوؤں کو حقیر سمجھنے کا حق رکھتے ہیں، کیا یہ سب نہیں ہے جو مکمل سوشلسٹ سماج بنانے کے لئے ضروری ہے؟ یہ ابھی سوشلسٹ سماج کی تعمیر نہیں ہے لیکن یہ سب اس کی تعمیر کےلئے ضروری اور کافی ہے ۔

اسی صورت‌حال کا اندازہ ہمارے بہت سے عملی کارکن گھٹا کر لگاتے ہیں ۔ ہمارے یہاں کوآپریٹیو تحریک کو حقارت سے دیکھا جاتا ہے اور یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس کوآپریٹیو تحریک کی کتنی غیرمعمولی اہمیت ہے اول، اصولی پہلو سے (ذرائع پیداوار کی ملکیت ریاست کے ہاتھ میں)، دوسرے، نئے نظام میں عبور کے پہلو سے جو کسانوں کےلئے امکانی طور پر زیادہ سادہ، آسان اور قابل قبول طریقے پر ہو رہا ہے ۔

لیکن یہ بھی بنیادی اہمیت کی بات ہے ۔ ہر طرح کی مزدور تنظیموں کے ذریعہ سوشلزم کی تعمیر کا خیالی خاکہ بنانا ایک بات ہے اور عملی طور پر سوشلزم کی تعمیر اس طرح سے سیکھنا دوسری بات ہے کہ ہر چھوٹا کسان اس تعمیر میں حصہ لے سکے ۔ یہی وہ منزل ہے جس تک

هم ابھی پہنچے ھیں - اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کو پا کر هم اس سے بہت کم فائدہ اٹھا رہے ھیں -

هم نئی معاشی پالیسی کو رائج کرکے حد سے آگے بڑھ گئے، اس لحاظ سے نہیں کہ آزاد صنعت اور تجارت کے اصول کو بہت گنجائش دی گئی بلکہ نئی معاشی پالیسی کو رائج کرنے میں هم اس لحاظ سے حد سے آگے بڑھ گئے کہ هم نے کوآپریٹیو تحریک کی زبردست اهمیت کو اس کے متذکرہ بالا دو پہلوؤں سے بھلانا شروع کر دیا -

میں اب قارئین کو یہ بتانا چاھتا ھوں کہ اس ''کوآپریٹیو،، اصول کی بنا پر عملی طور سے فوراً کیا کیا جا سکتا ھے اور کرنا چاھئے - کن ذرائع سے هم کو فوراً اس ''کوآپریٹیو،، اصول کو اس طرح فروغ دینا چاھئے کہ اس کی سوشلسٹ اهمیت سب کےلئے اور ھر ایک کےلئے صاف ھو جائے؟

کوآپریٹیو کو سیاسی طور پر اس طرح منظم کرنا چاھئے کہ وہ نہ صرف عام طور پر اور همیشہ معینہ مراعات حاصل کر سکیں بلکہ ان مراعات کو خالص ملکیتوالی مراعات ھونا چاھئے (بینک کی مفید فیصدی وغیرہ) - کوآپریٹیو سوسائٹیوں کو ایسے ریاستی ذرائع بطور قرض دینا چاھئے جو خواہ زیادہ نہ ھوں لیکن ان ذرائع سے زیادہ ھوں جو هم نجی کاروباروں کو، حتی کہ بھاری صنعت وغیرہ کو قرض کے طور پر دیتے ھیں -

ھر سماجی نظام محض کسی معینہ طبقے کی مالیاتی حمایت سے ھی نمودار ھوتا ھے- ان کروڑوں اور کروڑوں روبلوں کا ذکر نہیں جو ''آزاد،، سرمایہدار نظام کی پیدائش پر صرف ھوئے ھیں - اب همیں یہ سمجھنا چاھئے اور اس کو عملی جامہ پہنانا چاھئے کہ اس وقت جس سماجی نظام کی همیں معمول سے زیادہ حمایت کرنی چاھئے وہ کوآپریٹیو نظام ھے- لیکن اس کی حمایت اس لفظ کے حقیقی معنوں میں کرنی چاھئے یعنی اس حمایت کے تحت ھر کوآپریٹیو لین دین کی حمایت سمجھنا کافی نہیں ھے- اس حمایت کے تحت ایسے کوآپریٹیو لین دین کو سمجھنے کی ضرورت ھے جس میں آبادی کی واقعی کثیر تعداد حقیقی طور پر حصہ لیتی ھے- اس کسان کو بونس دینا جو کوآپریٹیو لین دین میں حصہ لیتا ھے — یہ بالکل ٹھیک بات ھے- لیکن اس کے ساتھ اس شرکت کو جانچنا، اس کے شعور اور خاصیت کو جانچنا — یہ ھے سارے سوال کا گر -

سچی بات یہ ہے کہ جب کوآپریٹیو کارکن دیہات میں جا کر کوآپریٹیو کی دوکان کھولتا ہے تو وہاں کے باشندے اس میں کوئی حصہ نہیں لیتے، لیکن ساتھ ہی وہ اپنے ذاتی مفاد کی وجہ سے اس میں حصہ لینے میں عجلت کرتے ہیں۔

اس معاملے کا دوسرا پہلو بھی ہے۔ ''مہذب،، (اور سب سے پہلے پڑھے لکھے) یورپی کے نقطہ نظر سے ہمیں اس کے لئے بہت تھوڑا کرنا رہ گیا ہے کہ ہم ہر شخص کو کوآپریٹیو کے کاموں میں حصہ لینے کے لئے اور محض بے عملی سے نہیں بلکہ سرگرمی سے حصہ لینے کے لئے مجبور کریں۔ سچی بات یہ ہے کہ ہمیں ''صرف،، ایک بات کرنی رہ گئی ہے یعنی ہم اپنے باشندوں کو اتنا ''مہذب،، بنا دیں کہ وہ ہر شخص کے کوآپریٹیو میں حصہ لینے کے سب فوائد سمجھنے لگیں اور اس شرکت کو منظم کریں۔ ''صرف،، یہی۔ سوشلزم تک پہنچنے کے لئے ہمیں اور کسی فاضلانہ بات کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اس ''صرف،، کو کرنے کے لئے پورے انقلاب کی، سارے عوام کی تہذیبی ترقی کے پورے دور کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہمارا قاعدہ یہ ہونا چاہئے — امکانی طور پر فاضلانہ باتیں کم اور امکانی طور پر قلابازیاں کم۔ اس لحاظ سے نئی معاشی پالیسی ترقی کا قدم ہے کیونکہ وہ انتہائی معمولی کسان کے معیار کے لئے اپنے کو موزوں بناتا ہے، کہ وہ کسان سے کسی اونچی بات کا تقاضہ نہیں کرتا۔ لیکن نئی معاشی پالیسی کے ذریعہ آبادی کے ہر شخص کو کوآپریٹیو میں لانے کے لئے ایک پورے تاریخی دور کی ضرورت ہے۔ ہم اس دور کو کم از کم ایک یا دو دہائی برسوں میں طے کر سکتے ہیں۔ لیکن بہرحال یہ خاص تاریخی دور ہوگا اور اس تاریخی دور کے بغیر، ہر شخص کے خواندہ ہوئے بغیر، کافی حد تک قابلیت کے بغیر، کافی حد تک آبادی کو یہ سکھائے بغیر کہ وہ کتاب کو کام میں لائے اور اس کے لئے مادی بنیاد کے بغیر، اور مثال کے لئے بری فصلوں اور قحط وغیرہ کے خلاف کسی ضمانت کے بغیر — ان تمام باتوں کے بغیر ہم اپنے مقصد کو پورا نہیں کر سکینگے۔ اب سارا کام یہ ہے کہ ہم اس انقلابی پیمانے کو، اس انقلابی ولولے کو، جس کا اظہار ہم نے کیا ہے اور کافی کیا ہے اور اس کو مکمل کامیابی سے مالامال کیا ہے، سمجھدار اور پڑھے لکھے تاجر ہونے کی قابلیت سے متحد کر سکیں (میں یہاں تقریباً یہی کہنا چاہتا ہوں) جو اچھے کوآپریٹیو

کارکن کے لئے بالکل کافی ہے۔ میں تاجر ہونے کی قابلیت میں مہذب تاجر ہونے کی قابلیت سمجھتا ہوں ۔ یہ بات روسی لوگوں یا محض کسان کے ذہن میں بیٹھ جانا چاہئے جو سوچتا ہے کہ اگر وہ تجارت کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ تاجر ہو سکتا ہے۔ یہ بالکل ٹھیک نہیں ہے۔ وہ تجارت کرتا ہے لیکن اس کے اور مہذب تاجر ہونے کی قابلیت کے درمیان بہت دوری ہے۔ وہ اس وقت ایشیائی ڈھنگ سے تجارت کرتا ہے اور تاجر بننے کی قابلیت کے لئے یورپی ڈھنگ سے تجارت کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے ایک پورا دور اس کو دور کرتا ہے۔

آخر میں، متعدد معاشی، مالیاتی اور بینک کی مراعات کوآپریٹیو کے لئے ہونی چاہئیں ۔ ہماری سوشلسٹ ریاست کی طرف سے آبادی کی تنظیم کے نئے اصول کی حمایت اسی پر مشتمل ہونی چاہئے ۔ لیکن اس طرح فریضے کو ابھی عام خاکے میں پیش کیا گیا ہے، کیونکہ یہاں عملی فریضے کی ساری باتوں کی وضاحت اور تفصیل نہیں ہے یعنی ''بونس،، کی اس شکل کو (اور اس کو دینے کی وہ شرطیں) تلاش کرنے کی ضرورت ہے جو ہم کوآپریٹیو میں شامل ہونے کے لئے دیتے ہیں، بونس کی وہ شکل جس کے ذریعہ ہم کوآپریٹیو کی کافی مدد کر سکتے ہیں، بونس کی وہ شکل جس کے ذریعہ ہم مہذب کوآپریٹیو کارکن پاتے ہیں ۔ اور ذرائع پیداوار کی سماجی ملکیت میں، بورژوازی پر پرولتاریہ کی طبقاتی فتح میں مہذب کوآپریٹیو کارکنوں کا نظام — سوشلزم کا نظام ہے۔

۴ جنوری ۱۹۲۳ء

(۲)

ہمیشہ، جب بھی میں نے نئی معاشی پالیسی کے بارے میں لکھا اپنے ۱۹۱۸ء کے اس مضمون کا حوالہ دیا جو ریاستی سرمایہ‌داری کے بارے میں ہے ۔ اس نے بعض نوجوان رفیقوں میں کئی بار شبہات پیدا کئے ہیں ۔ لیکن ان کے شبہات زیادہ تر مجرد سیاست کے بارے میں تھے۔

ان کے خیال میں ریاستی سرمایہ‌داری کو ایسا نظام نہ کہنا چاہئے جس میں ذرائع پیداوار مزدور طبقے کی ملکیت ہوں اور یہ مزدور طبقہ برسر اقتدار ہو ۔ بہر حال، انہوں نے یہ غور نہیں کیا کہ میں نے ''ریاستی سرمایہ‌داری،، کی اصطلاح استعمال کی ہے اول، ہماری موجودہ پوزیشن کو تاریخی طور پر اس پوزیشن سے مربوط کرنے کے لئے جو

میں نے نام نہاد بائیں بازو کے کمیونسٹوں سے مباحثے کے دوران اختیار کی تھی اور میں نے اسی وقت یہ بھی ثابت کیا تھا کہ ریاستی سرمایہ‌داری ہماری موجودہ معیشت سے برتر ہوگی۔ میرے لئے معمولی ریاستی سرمایہ‌داری اور اس غیرمعمولی، حتی کہ بہت ہی غیرمعمولی ریاستی سرمایہ‌داری کے درمیان مسلسل رابطہ دکھانا اہم تھا جس کا ذکر میں نے قاری کو نئی معاشی پالیسی سے متعارف کراتے ہوئے کیا تھا۔ دوسرے، میرے لئے ہمیشہ عملی مقصد اہم رہا ہے۔ اور ہماری نئی معاشی پالیسی کا عملی مقصد مراعات تھا۔ ہمارے حالات میں مراعات بلاشبہ خالص قسم کی ریاستی سرمایہ‌داری ہوتیں۔ اسی طرح سے میں نے ریاستی سرمایہ‌داری کے بارے میں دلیل کی تھی۔

لیکن معاملے کا ایک اور رخ بھی ہے جس کےلئے ہمیں ریاستی سرمایہ‌داری کی ضرورت ہو سکتی ہے یا کم از کم اس کے ہم‌پلہ کی۔ یہ سوال کوآپریٹیو کے بارے میں ہے۔

سرمایہ‌دار ریاستوں میں کوآپریٹیو بلاشبہ اجتماعی سرمایہ‌دار ادارے ہیں۔ اور اس میں شبہ نہیں کہ ہمارے موجودہ معاشی حقائق کے حالات میں جبکہ ہم نجی سرمایہ‌دار اداروں کو (لیکن صرف سماجی اراضی پر اور صرف مزدور طبقے کے ریاستی اقتدار کے کنٹرول کے تحت) ان اداروں سے متحد کر رہے ہیں جو اصولی طور پر "سوشلسٹ قسم کے ہیں) ذرائع پیداوار اور زمین، جس پر ادارہ واقع ہے، اور مکمل طور پر سارا ادارہ بھی ریاست کی ملکیت ہے) ان حالات میں تیسری قسم کے اداروں کا سوال پیدا ہوتا ہے جو پہلے بنیادی اہمیت کے نقطۂ نظر سے خود مختار نہیں تھے یعنی کوآپریٹیو اداروں کا۔ نجی سرمایہ‌داری میں، کوآپریٹیو ادارے سرمایہ‌دار اداروں سے اسی طرح مختلف ہوتے ہیں جیسے اجتماعی ادارے نجی اداروں سے۔ ریاستی سرمایہ‌داری میں کوآپریٹیو ادارے ریاستی سرمایہ‌دار اداروں سے مختلف ہوتے ہیں کیونکہ اول، وہ نجی ادارے ہیں اور دوسرے، وہ اجتماعی ہیں۔ ہمارے موجودہ نظام میں کوآپریٹیو ادارے نجی سرمایہ‌دار اداروں سے بطور اجتماعی اداروں کے مختلف ہیں لیکن سوشلسٹ اداروں سے مختلف نہیں ہیں بشرطیکہ ان کی زمین اور ذرائع پیداوار ریاست کی یعنی مزدور طبقے کی ملکیت ہیں۔

کوآپریٹیو کے بارے میں بحث کے دوران ہمارے یہاں اس صورت‌حال پر کافی غور نہیں کیا جاتا۔ یہ بھلا دیا جاتا ہے کہ ہمارے ریاستی

نظام کی خصوصیت کی وجہ سے کوآپریٹیو کو غیرمعمولی اهمیت حاصل ہے۔ اگر هم مراعات کو نکال دیں جن کو برسبیل تذکرہ همارے یہاں کافی فروغ نہیں ملا ہے تو همارے حالات میں کوآپریٹیو سوشلزم سے بالکل مطابقت رکھتی ہے۔

میں اپنے خیال کی وضاحت کرتا هوں۔ پرانے کوآپریٹیو کارکنوں کے منصوبے، روبرٹ اووین سے شروع هوپر، کس بات میں خیالی تھے؟ اس میں کہ وہ اپنے زمانے کے سماج کو پرامن طور سے سوشلزم میں ڈھالنے کے خواب دیکھتے تھے، ایسے بنیادی سوالوں کا لحاظ کئے بغیر جیسے طبقاتی جدوجہد کا سوال، مزدور طبقے کا سیاسی اقتدار حاصل کرنا اور استحصال کرنےوالے حکمراں طبقے کا تختہ الٹنا۔ اسی لئے هم اس ''کوآپریٹیو،، سوشلزم کو خیالی سمجھنے میں بالکل بجا هیں جو رومانی اور حتی کہ ان خوابوں میں پیش پاافتادہ ہے کہ محض آبادی کی کوآپریٹیوکاری کے ذریعہ طبقاتی دشمن کو طبقاتی شریک کار اور طبقاتی جنگ کو طبقاتی امن (نام نہاد شہری امن) میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

موجودہ زمانے کے بنیادی فریضے کے نقطۂ نظر سے هم بلاشبہ ٹھیک تھے کیونکہ ملک میں سیاسی اقتدار کےلئے طبقاتی جدوجہد کے بغیر سوشلزم کا حصول هی ممکن نہیں ہے۔

لیکن دیکھئے، اب حالت کیسی بدل گئی ہے، جب مزدور طبقے کے هاتھ میں ریاستی اقتدار آ گیا، جب استحصال کرنےوالوں کے سیاسی اقتدار کا تختہ الٹ دیا گیا اور جب سارے ذرائع پیداوار (سوائے ان کے جو مزدور ریاست نے وقتی طور پر اور شرائط کے ساتھ استحصال کرنےوالوں کو بطور مراعات دئے هیں) مزدور طبقے کے هاتھ میں آگئے هیں۔

اب هم یہ کہنے کا حق رکھتے هیں کہ کوآپریٹیو کی معمولی افزائش هی همارے لئے (اوپر بتائی هوئی بعض ''معمولی،، استثناؤں کے ساتھ) سوشلزم کی افزائش سے مطابقت رکھتی ہے اور اس کے ساتھ هی هم سوشلزم کے بارے میں نقطۂ نظر میں بنیادی تبدیلی کو تسلیم کرنے پر مجبور هوتے هیں۔ یہ بنیادی تبدیلی اس میں ہے کہ پہلے هم سیاسی جدوجہد، انقلاب اور حصول اقتدار پر خاص زور دیتے تھے اور زور دینا چاهئے تھا۔ اب خاص زور پرامن، منظم ''تہذیبی،، کام کی طرف منتقل هو رہا ہے۔ میں یہ کہنے کےلئے تیار هوں کہ اگر بین الاقوامی صورت حال ایسی نہ هوتی کہ هم بین الاقوامی پیمانے پر اپنی پوزیشن

کے لئے جدوجہد کرنے پر مجبور ھیں تو اب خاص زور تہذیبی کام کی طرف منتقل ھو رھا ھے۔ لیکن اگر اس کو ایک طرف چھوڑ دیں اور اندرونی معاشی صورت‌حال تک محدود رھیں تو ھمارے یہاں اب واقعی زور تہذیبی کام کی طرف منتقل ھو رھا ھے۔

ھمارے سامنے اس دور کے دو بڑے اھم فریضے ھیں۔ یہ فرائض ھیں — ھماری ریاستی مشینری کی ازسر نو تشکیل جو کسی جگہ ٹھیک نہیں بیٹھتی اور جو پوری کی پوری ھم نے ماضی کے دور سے لی ھے اور پانچ سال کی جدوجہد کے دوران ھم اس کی از سر نو تشکیل کےلئے نہ تو کچھ کر سکے اور نہ کر سکتے تھے۔ ھمارا دوسرا فریضہ کسانوں میں تہذیبی کام ھے۔ اور کسانوں میں اس تہذیبی کام کا معاشی مقصد کوآپریٹیوکاری ھی ھے۔ مکمل کوآپریٹیوکاری کی صورت میں ھم سوشلسٹ بنیاد پر دونوں پیروں پر کھڑے ھوتے۔ لیکن مکمل کوآپریٹیوکاری کی اس صورت میں کسانوں میں (کسانوں میں ھی، کثیر تعداد لوگوں کی حیثیت سے) ایسا معیار تہذیب شامل ھے کہ یہ مکمل کوآپریٹیوکاری بغیر پورے تہذیبی انقلاب کے ممکن نہیں ھے۔

ھمارے مخالفین نے ھم سے بار بار کہا کہ ھم اس ملک میں جو کافی طور پر مہذب نہیں ھے سوشلزم کو مسلط کرکے بیوقوفی کر رھے ھیں۔ لیکن انھوں نے غلطی کی کیونکہ ھم نے اس سرے سے نہیں شروع کیا جو نظریے میں (طرح طرح کے کٹر نظریات‌پرستوں کی) پیش کیا گیا تھا اور ھمارے یہاں سیاسی اور سماجی انقلاب تہذیبی انقلاب سے پہلے آیا، اس تہذیبی انقلاب سے جس سے ھم اب بہرحال دوچار ھیں۔

اس وقت یہ تہذیبی انقلاب ھمارے ملک کو مکمل سوشلسٹ ملک بنانے کےلئے کافی ھے۔ لیکن یہ تہذیبی انقلاب ھمارے سامنے خالص تہذیبی (کیونکہ ھم ناخواندہ ھیں) اور مادی نوعیت کی (کیونکہ مہذب بننے کےلئے ھمیں پیداوار کے مادی ذرائع میں معینہ ترقی کرنی چاھئے، ھمیں معینہ مادی بنیاد رکھنی چاھئے) مشکلات پیش کرتا ھے۔

پہلی بار ''پراودا،، کے ۱۱۵
و ۱۱۶ شماروں میں ۲۶ و ۲۷
مئی ۱۹۲۳ء کو شائع ھوا

تشریحی نوٹ

۱ - ریاستی دوما — نمائندہ ادارہ (۱۹۰۶ — ۱۷ء) جو زارشاہی حکومت نے انقلاب کی طرف سے عوام کی توجہ ہٹانے کے لئے قائم کیا تھا۔ رسمی طور پر قانون‌ساز ادارہ تھا مگر اس کو کوئی اصلی اختیار حاصل نہیں تھا۔ اس کے انتخابات نہ تو براہ راست تھے، نہ مساوی، نہ عام۔ محنت‌کش عوام اور روس میں بسنے‌والی غیرروسی قومیتوں کا حق‌رائےدھی بہت بڑی حد تک محدود تھا اور مزدوروں اور کسانوں کے قابل لحاظ حصے کو رائےدھی کا قطعی حق نہیں تھا۔ صفحہ ۵

۲ - کادیت — آئینی جمہوری پارٹی کے ممبر جو روس میں اعتدال‌پسند شاہ‌پسند بورژوازی کی خاص سیاسی جماعت تھی۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء میں قائم‌شدہ یہ پارٹی بعد میں سامراجی بورژوازی کی جماعت بن گئی تھی۔ صفحہ ۵

۳ - ترودوویک (محنتی گروہ) — ریاستی دوماؤں میں پیٹی بورژوا جمہوریت‌پسندوں کا ایک گروہ۔ اپریل ۱۹۰۶ء میں پہلی دوما کے کسان نمائندگان نے ترودوویک گروہ قائم کیا تھا۔ صفحہ ۵

۴ - روسی سوشل ڈیماکریٹی لیبر پارٹی کی چوتھی (اتحاد) کانگرس ۱۰ سے ۲۵ اپریل تک (۲۳ اپریل سے ۸ مئی تک) ۱۹۰۶ء میں اسٹاکہام میں منعقد ہوئی تھی۔ صفحہ ۵

۵ - سوشلسٹ انقلابی — روس میں پیٹی بورژوا سوشلسٹ انقلابی پارٹی کے ممبر - یہ پارٹی ۱۹۰۱ء کے آخر اور ۱۹۰۲ء کے شروع میں مختلف نرودنک گروہوں اور حلقوں کو آپس میں ملاکر قائم کی گئی تھی۔

نرودازم روس میں پیٹی بورژوا کسان جمہوریت کا تصور تھا - نرودنک رجحان ان ملکوں کی خصوصیت تھی جہاں بورژوا جمہوری انقلاب نسبتاً دیر سے رونما ہوئے تھے - نرودنکوں کی امتیازی خصوصیات یہ تھیں کہ وہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ چھوٹی کسان معیشت سرمایہ‌دارانہ معیشت سے بنیادی طور پر مختلف ہے ، کسانوں کی معاشی اور طبقاتی درجہ‌بندی سے وہ انکار کیا کرتے تھے اور زرعی تعلقات میں تغیر و تبدل پر مبنی یوٹوپیائی سوشلزم کی وکالت - صفحہ ۵

۶ - دیوانی ثالث — ایک انتظامی عہدہ جو اس وقت متعارف ہوا تھا جبکہ ۱۸۶۱ء کی ''کسان اصلاحات،، پر عمل درآمد ہوا تھا جنھوں نے روس میں زرخرید کسانوں کے نظام کا خاتمہ کیا تھا - انہیں زارشاہی حکومت نے مقامی امرا میں سے منتخب کرکے مقرر کیا تھا اور انہیں اصلاحات کے ''قواعد،، کی تعمیل سے زمینداروں اور کسانوں کے درمیان پیدا ہونے والے اختلافات کی تحقیق اور تصفیہ کرنے کے اختیارات دئے گئے تھے - دیوانی ثالثوں کے تقرر میں تنہا طبقۂ امرا ہی کو نمائندگی حاصل تھی اور انہوں نے غاصبانہ ''کسان اصلاحات،، کی تعمیل زمینداروں کے حق میں کرنے کے سلسلے میں زارشاہی حکومت کی مدد کی - صفحہ ۱۱

۷ - ''ایک حلقۂ زمین کی جتائی،، — اصلاحات کے بعد کے روس میں جابرانہ شرائط پر زمیندار سے کسانوں کی مشقتی خدمت اور لگان پر زمین حاصل کرنے کی ایک صورت - اس طریقے کے تحت نقد رقم لیکر ، سردیوں کے لئے قرض لیکر یا لگان پر انہیں جو زمین ملی ہو اس کے معاوضے کی ادائیگی میں — کسان یہ ذمہ‌داری قبول کیا کرتے تھے کہ وہ زمیندار کے ایک ''حلقۂ زمین کی،، ، یعنی موسم بہار کی فصل کے لئے اس کی ایک دیسیاتن (قریب

قریب ۳ ایکڑ) زمین، ایک دیسیاتن اس کی سرمائی فصل کے لئے اور کبھی کبھی ایک دیسیاتن چراگاھی زمین کی بھی خود اپنے آلات اور گھوڑے استعمال کرکے جتائی کرینگے۔ صفحہ ۱۶

۸ - پوریشکیوچ، و - م - (۱۸۷۰ء — ۱۹۲۰ء) — ایک بڑا روسی زمیندار، بادشاھی پسند جو ''روسی عوام کی سیاہ صد انجمن،، کے بانیوں میں سے تھا اور انقلاب دشمن بادشاھی پسند تنظیم، ''ایوان ملک الملوک میخائل،، کا بانی تھا۔ وہ دوسری، تیسری اور چوتھی دوماؤں کا ممبر رہا۔ صفحہ ۳۰

۹ - یہ الفاظ ل۔ کوگیلمان کے نام مارکس کے خط مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۷۱ء سے لئے گئے ھیں، جس میں مارکس نے پیرس کمیون کا جائزہ لیا ھے۔ صفحہ ۳۱

۱۰ - صرف خاص — وہ؛ زامین جو ریاست کی تمام اراضیات میں سے زار کے خاندان کے افراد کو نجی ملکیت کی حیثیت سے، ان کسانوں سمیت جو ان پر کام کیا کرتے تھے، پاویل اول کے فرمان شاھی کے مطابق ۱۷۹۷ء میں دیدی گئی تھی۔ صرف خاص کے کسانوں کے استحصال سے جو آمدنی ھوتی تھی وہ خاندان شاھی کی گذر اوقات کے لئے کام میں لائی جاتی تھی۔ یہ رقمیں ریاستی میزانیے میں شامل نہیں کی جاتی تھیں اور ان پر ریاست کا نظم و ضبط عائد نہیں ھوا کرتا تھا۔ صفحہ ۳۳

۱۱ - کارل مارکس کی تصنیف ''فلسفے کا افلاس،، کے پہلے جرمن ایڈیشن کے لئے اینگلس کے پیش لفظ سے اقتباس۔ صفحہ ۳۳

۱۲ - ''کسانوں کے نمائندگان کی کل‌روس سوویت کی اطلاعات،، — ایک روزنامہ جو ۹ (۲۲) مئی سے دسمبر ۱۹۱۷ء تک پیترو گراد سے شائع ھوتا رہا۔ یہ اخبار سوشلسٹ انقلابی پارٹی کے دائیں بازو کا ترجمان تھا۔ صفحہ ۳۹

۱۳ - ۹ (۲۲) نومبر ۱۹۰۶ء کے فرمان کے مطابق کسانوں کو یہ حق دے دیا گیا تھا کہ وہ اپنے حصے میں آئی ھوئی زمینوں کو

اپنی نجی ملکیت کی حیثیت سے قبضے میں لےلیں اور گاؤں کی برادری سے علیحدگی اختیار کرلیں اور کھیتوں کی زمین پر ھی جاکر رھنے لگ جائیں۔ ان کو یہ بھی حق دیا گیا تھا کہ چاھیں تو اپنے حصے کی زمین فروخت کر دیں۔ زارشاھی زرعی اصلاح کا مقصد دیہی بورژوازی پیدا کرنا تھا۔ اس نے دیہات کے غریبوں کو قطعاً تباہ و برباد کر دیا۔ صفحہ ۴۱

۱۴ - استرووازم — اعتدال‌پسندانہ بورژوا خیالات کے ھاتھوں مارکسزم کی خرابی، جو روس میں ''قانونی مارکسزم،، کے خاص علبمردار پ۔ ب۔ استرووے کے نام سے موسوم ھے۔ روسی اعتدال‌پسند بورژوا دانشوروں میں ''قانونی مارکسزم،، ایک سماجی و سیاسی رجحان کی حیثیت سے ۱۸۹۰ء کی دھائی میں نمودار ھوا۔ استرووے کی قیادت میں قانونی مارکسی چاھتے تھے کہ مارکسزم کو بورژوازی کے مفادات میں استعمال کریں۔ لینن نے واضح کیا تھا کہ استرووازم نے مارکسزم سے وہ سب کچھ قبول کرلیا جو اعتدال‌پسند بورژوازی کے لئے قابل قبول تھا اور اس کی اھم‌ترین خصوصیت کو — اس کی انقلابی ماھیت کو، پرولتاری انقلاب اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے نظریے کو اور سرمایہ‌داری کے ناگزیر زوال کے تصور کو ترک کردیا تھا۔

استرووے نے سرمایہ‌دارانہ نظام کی تعریفوں کے پل باندھے اور ''سرمایہ‌داری سے سبق حاصل کرنے،، کا مشورہ دیا۔ لینن نے ''قانونی مارکسزم،، کی کڑی تنقید کی اور اس کو ''بورژوا تحریروں میں مارکسزم کا عکس،، قرار دیا اور اعتدال پسند بورژوازی کے نظریات سازوں کی حیثیت سے انھیں بےنقاب کیا۔ روس میں ''قانونی مارکسیوں،، کے خلاف لینن کی پرعزم جدوجہد بین الاقوامی ترمیم پسندی کے خلاف بھی جدوجہد تھی۔ صفحہ ۴۳

۱۵ - تسیریتیلی، ای۔ گ۔ (۱۸۸۲ء — ۱۹۵۹ء) — ایک منشویک رھنما۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد پیتروگراد سوویت کی مجلس عاملہ کے اور سوویتوں (پہلے اجلاس) کی مرکزی مجلس عاملہ کے ممبر۔ مئی ۱۹۱۷ء میں بورژوا عارضی حکومت میں ایک وزیر بن گئے تھے۔

اسکوبیلیف، م - ای - (۱۸۸۵ء — ۱۹۳۹ء) — ۱۹۲۲ء تک منشویک رہے - مئی اور اگست ۱۹۱۷ء کے درمیان بورژوا عارضی حکومت میں وزیر محنت رہے -

چیرنوف، و - م - (۱۸۷۶ء — ۱۹۵۲ء) — سوشلسٹ انقلابی پارٹی کے ایک رہنما اور نظریات‌داں - مئی اور اگست ۱۹۱۷ء کے درمیان بورژوا عارضی حکومت میں وزیر زراعت ؛ زمینی جاگیروں پر قبضہ کرنےوالے کسانوں کے خلاف بیرحمانہ استبداد کی منظوری دی؛ اکتوبر انقلاب کے بعد انقلاب‌دشمن سرگرمیوں میں حصہ لیا؛ ۱۹۲۰ء میں ترک وطن کیا -

اوکسین‌تیف، ن - د - (۱۸۷۸ء — ۱۹۴۳ء) — سوشلسٹ انقلابی پارٹی کے ایک رہنما، کیرینسکی کی قیادت میں دوسری ملی جلی حکومت میں وزیر داخلہ، پھر جمہوریہ کی عارضی انقلاب دشمن کاؤنسل کے صدرنشین - اکتوبر انقلاب کے بعد انقلاب‌دشمن بغاوتوں کا آغاز کرنےوالوں میں سے تھے - صفحہ ۴۳

۱۶ - اشارہ ان زمینی اصلاحات کی جانب ہے جو برطانوی حکومت نے آئرلینڈ میں عوام الناس کی توجہ انقلابی جدوجہد سے ہٹانے کی غرض سے نافذ کی تھیں - ۱۸۸۱ء کے زمینی قانون میں اس بات کا اہتمام کیا گیا تھا کہ لگان کی ''منصفانہ،، رقم متعین کرنے میں عدلیہ کے ارباب اختیار حصہ لیں - لگان‌دار کو اجازت دی گئی تھی کہ وہ اپنا قطعۂ اراضی دوسرے شخص کو دے دے - اس قانون نے زمینداروں کے مفادات کا تحفظ کیا تھا جنھیں اپنی زمین ریاست کے ہاتھ نہایت ہی موافقانہ شرائط پر فروخت کرنے کا حق حاصل ہو گیا تھا اور جنھیں ایک ایسے زمانےمیں جبکہ زراعتی پیداوار کے دام گھٹ رہے تھے، ۱۰ برس کے لئے لگان مقرر ہو جانے سے نفع ہوا تھا - صفحہ ۵۶

۱۷ - دان (گوروچ، ف - ای -) (۱۸۷۱ء — ۱۹۴۷ء) — ایک منشویک رہنما - فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد پیترو گراد سوویت کی مجلس عاملہ اور مرکزی مجلس عاملہ (پہلے اجلاس) کی صدارتی مجلس کے رکن - بورژوا عارضی حکومت کی

حمایت کی تھی۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت حکومت کے خلاف لڑے اور ۱۹۲۲ء میں سوویت ریاست کے دشمن کی حیثیت سے جلاوطن کرکے پردیس بھیجدئیے گئے۔ صفحہ ۵۸

۱۸ - فیکٹری کی زمینیں ریاست نے صنعتی کارخانوں کے مالکوں کو کسانوں میں تقسیم کرنے کے لئے دی تھیں جو کہ فیکٹریوں میں ان کے کام کا واحد معاوضہ ہوتی تھیں۔ صفحہ ٦۰

۱۹ - لینن نے یہ مضمون متعدد کسان وفدوں کے جنھوں نے عوامی کمیساروں کی کاؤنسل کے نام درخواستیں لکھی تھیں، جواب کی شکل میں لکھا تھا۔ اس ''جواب،، کی ٹائپ کی ہوئی ایک نقل پر، جو ایک مخصوص گبرنیا کے نام تھا جہاں سے ایک وفد آیا تھا، لینن نے دستخط کئے تھے اور کسان نمائندوں کو دی تھی۔ یہ ''جواب،، اخباروں میں بھی شائع ہوا تھا اور ''کسانوں کو ہدایات،، کے زیر عنوان ایک اشتہار کی شکل میں بھی۔ یہ ایک اہم دستاویز تھی جس نے انقلابی طریقے سے زمینداروں کی زمینی ملکیت کو ختم کرنے میں مدد دی۔ صفحہ ٦٦

۲۰ - غریب کسانوں کی کمیٹیاں ۱۱ جون ۱۹۱۸ء کو کل‌روس مرکزی عاملہ کمیٹی کے ایک فرمان کے مطابق قائم کی گئی تھیں۔ ان کا فرض یہ تھا کہ وہ کسان فارموں کے قبضے میں غذا کی رسد کا حساب رکھیں، مالدار کسانوں کے چھپائے ہوئے غذا کے فاضل ذخیروں کا راز فاش کریں، اور ان فاضل ذخیروں پر قبضہ کرنے کے کام میں سوویت غذائی تنظیموں کی مدد کریں۔ مالدار کسانوں سے ضبط کی ہوئی غذا غریب کسانوں کو فراہم کرنے، آلات زراعت اور صنعتی سامان وغیرہ تقسیم کرنے کی بھی ذمہ‌دار یہی کمیٹیاں تھیں۔

غریب کسانوں کی کمیٹیاں منظم کرنے کے کام کا کمیونسٹ پارٹی نے انتظام کیا اور ۱۹۱۸ء کے موسم خزاں تک دیہی مقامات میں اسی ہزار سے زیادہ ایسی کمیٹیاں کام کر رہی تھیں۔ دیہات میں انھوں نے عملاً پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے اداروں کی صورت اختیار کر لی تھی، مالدار کسانوں کی منظم

کی ہوئی انقلاب دشمن کارروائیوں کو کچلنے میں اور ان کی معاشی قوت کو کمزور کرنے میں اہم حصہ لیا تھا۔ زمینداروں کی زمینی ملکیت کو مکمل طریقے سے ختم کرنے اور قحط زدہ شہری مزدوروں اور لال فوج کو غذا فراہم کرتے رہنے میں بھی انہوں نے اچھا کام کیا تھا۔

۱۹۱۸ء کے آخر میں غریب کسانوں کی کمیٹیوں نے وہ فرائض پورے کرلئے جو انہیں سپرد کئے گئے تھے۔ اس وقت تک دیہات میں سوویتوں کی حیثیت ان کمیٹیوں کے اور گاؤں میں منظم کی ہوئی پارٹی کی متعدد تنظیموں کے کام کی بدولت قابل لحاظ تقویت حاصل کر گئی تھی۔ سوویتوں کی چھٹی کل روس غیرمعمولی کانگرس نے جو نومبر ۱۹۱۸ء میں منعقد ہوئی تھی، اس حقیقت کو پیش‌نظر رکھا اور غریب کسانوں کی کمیٹیوں کو، وولوست اور گاؤں کی سوویتوں کو آپس میں ملا دینے کا فیصلہ کیا تاکہ ''سوویت جمہوریہ کی پوری سرزمین پر سوویتوں کی یکساں تنظیم قائم کرکے سوویت تعمیر کو مکمل،، کرلیا جائے۔ صفحہ ۶۸

۲۱ - چیکوسلوواکی فوجی دستے کی انقلاب دشمن بغاوت اتحاد ثلاثہ کے سامراجیوں نے منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کی عملی شرکت سے منظم کی تھی۔ چیکوسلوواکی دستے کی تنظیم روس میں اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح سے پہلے چیک اور سلوواک جنگی قیدیوں میں سے ہوئی تھی۔ ۱۹۱۸ء کی گرمیوں تک اس کے فوجیوں کی تعداد ۶۰ ہزار سے زیادہ ہو گئی تھی (روس میں چیک اور سلوواک قیدیوں کی مجموعی تعداد ۲ لاکھ سے زیادہ تھی)۔ اکتوبر انقلاب کی فتح کے بعد اتحاد ثلاثہ کی طاقتوں نے چیکوسلوواکی دستے کے مالی اخراجات اپنے ذمے لے لئے تھے اور ان کا ارادہ اس کو سوویت جمہوریہ کے خلاف استعمال کرنے کا تھا۔

بغاوت مئی ۱۹۱۸ء کے آخر میں شروع ہوئی تھی۔ وائٹ گارڈوں اور مالدار کسانوں سے قریبی تعلق قائم رکھتے ہوئے کارروائیاں کرکے باغی چیکوں نے اورال، علاقہ والگا اور

سائبیریا کے ایک بڑے حصے پر قبضہ کر لیا تھا اور ہر جگہ وہ بورژوازی کی حکمرانی بحال کرتے جا رہے تھے۔ لیکن چیک اور سلوواک قیدیوں کی اکثریت نے سوویت حکومت سے ہمدردی کا اظہار کیا اور اپنے رجعت‌پسند افسروں کے سوویت دشمن پروپگنڈے کے فریب میں مبتلا نہیں ہوئے۔ بہت سے عام فوجیوں کو جب احساس ہوا کہ انھیں فریب دیا گیا ہے تو انھوں نے سوویت روس کے خلاف لڑنے سے انکار دیا اور فوجی دستہ چھوڑکر بھاگ نکلے۔ قریب ۱۲ ہزار چیکوں اور سلوواکوں نے لال فوج کی صفوں میں شامل ہوکر لڑائی لڑی۔ ۱۹۱۹ء کے آخر میں جب کولچاک کی وائٹ گارڈ فوجوں کو شکست فاش ہوئی تو چیکوسلوواک دستے کی بغاوت کچل دی گئی۔ صفحہ ۷۱

۲۲۔ زر کاغذی جو ۱۹۱۷ء میں کیرینسکی کی بورژوا عارضی حکومت نے جاری کیا تھا۔ صفحہ ۷۲

۲۳۔ دیہات میں کام سے متعلق کمیٹی ۱۸ مارچ ۱۹۱۹ء کو روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی آٹھویں کانگرس کے پہلے اجلاس میں قائم کی گئی تھی۔ زراعتی کمیٹی کے جلسے تین بار ہوئے تھے (۲۰، ۲۱ اور ۲۲ مارچ کو) تاکہ زمین کے متعلق پالیسی اور دیہات میں کام کے سلسلے میں رپورٹیں سنے اور دعووں پر غور کرنے کے لئے ایک کمیشن منتخب کرے۔ اس کانگرس نے متوسط کسان کی جانب رویے پر قرارداد کو جس کا مسودہ لینن نے تیار کیا تھا اور ”دیہات میں سیاسی پروپگنڈے اور تہذیبی اور تعلیمی کام کے متعلق،، دعووں کو جو لوناچارسکی نے تحریر کئے اور لینن نے جن کی ادارت کے فرائض انجام دئے تھے، منظور کیا۔ صفحہ ۹۱

۲۴۔ ۲۱ مارچ ۱۹۱۹ء کو ہنگری میں ایک سوویت جمہوریہ کے قیام کا اعلان ہوا۔ اس کی حکومت میں کمیونسٹ اور سوشل ڈیماکریٹی پارٹیوں کے نمائندے شامل تھے جو آپس میں مل گئی تھیں اور ہنگری کی سوشلسٹ پارٹی کی صورت اختیار کرلی تھی۔ اتحاد

ثلاثه کے سامراجیوں نے فوجی مداخلت کا انتظام کیا اور هنگری کی سوویت جمهوریه کی معاشی ناکه‌بندی کردی۔ مداخلت پسند فوجوں کے حملے کے ساتھ هی ساتھ هنگری کے اندر انقلاب دشمن قوتوں کا احیا شروع هوا۔ دائیں بازو کے سوشل ڈیما کریٹوں کی غداری اور یه حقیقت که سوویت روس متعدد دشمنوں کے نرغے میں هونے کے باعث هنگری کو مدد نهیں دے سکتا تھا، ایسے عناصر تھے جنھوں نے هنگری کی سوویت جمهوریه کو پنپنے نهیں دیا، جس کا یکم اگست ۱۹۱۹ء کو زوال هو گیا۔ صفحه ۹۴

۲۵ - کولچاک، ا۔ و۔ (۱۸۷۳ء — ۱۹۲۰ء) — زارشاهی بحریه کا امیرالبحر، بادشاهی پسند، ۱۹ - ۱۹۱۸ء میں روسی رد انقلاب کا ایک رهنما، اتحاد ثلاثه کے هاتھ کی کٹھ پتلی۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اپنے آپ کو روس کا حکمران اعلی مقرر کرلیا اور اورال، سائبیریا اور مشرق بعید میں بورژوازی اور زمینداروں کی فوجی ڈکٹیٹرشپ کا سربراه رها۔ اس کارروائی میں امریکی، برطانوی اور فرانسیسی سامراجیوں کی اس کو حمایت حاصل رهی۔ لال فوج کی پهنچائی هوئی ضربوں اور چھاپه مار جنگ نے کولچاک کی فوجوں کو شکست فاش دی۔ کولچاک گرفتار هوا اور ارکوتسک کی انقلابی کمیٹی نے اس کو سزائے موت دی۔ ۷ فروری ۱۹۲۰ء کو اسے گولی مار دی گئی۔ صفحه ۹۵

۲۶ - یو۔ مارخلیفسکی کا مضمون ”زرعی مسئله اور عالمی انقلاب“، ۲۰ جولائی ۱۹۲۰ء کے ”کمیونسٹ انٹرنیشنل“، شماره ۱۲ میں شائع هوا تھا۔ لینن نے یه مضمون رسالے میں شائع هونے سے پهلے هی پڑھ لیا تھا۔ صفحه ۳۱

۲۷ - نئی معاشی پالیسی — سرمایه‌دارانه نظام سے سوشلزم تک عبور کے دوران پرولتاری ریاست کی معاشی پالیسی جس کی بنیاد لینن نے ۱۹۱۸ء کی بهار میں هی مرتب کرلی تھی لیکن اس کو رائج

کرنے میں غیرملکی حملہآوروں کی جنگ اور ۲۰—۱۹۱۸ء کی خانہجنگی خلل انداز ہوئیں۔ اس پالیسی کو اس معاشی پالیسی کے مقابلے میں ''نئی،، کہا گیا جو سوویت روس میں غیرملکی مداخلت اور خانہجنگی کے دوران رائج کی گئی تھی اور تاریخ میں ''جنگی کمیونزم،، کے نام سے جانی جاتی تھی۔ ''جنگی کمیونزم،، جو جنگ کے حالات کی مجبوری سے رائج کی گئی تھی پیداوار اور سامان کی تقسیم کی انتہائی مرکزیت، آزاد تجارت کی ممانعت اور فاضل اناج کی وصولی کی (جس کے مطابق کسان اپنی ساری فاضل زرعی پیداوار ریاست کو دیتے تھے) خصوصیات کی حامل تھی۔ غیرملکی حملہآوروں کی جنگ اور خانہجنگی کے خاتمے پر اس فاضل اناج کی وصولی کو تبدیل کرکے جنس کے محصول کی صورت دی گئی اور کسانوں کو یہ امکان حاصل ہوا کہ وہ آزادی کے ساتھ اپنی فاضل پیداوار کو ٹھکانے لگا سکیں، اس کو کھلے بازار میں بیچ سکیں اور بازار ہی میں ضروری صنعتی اشیا خرید سکیں۔

پرولتاری ریاست کے ہاتھوں میں بنیادی معاشی پوزیشن برقرار رکھ کر کچھ عرصے تک محدود طور پر سرمایہدار عناصر کے وجود کی اجازت دیتے ہوئے نئی معاشی پالیسی کا مقصد سوویت ملک کی پیداواری طاقتوں کو ترقی دینا، زرعی معیشت کو ابھارنا، سوشلزم کی جانب عبور کے لئے معاشی بنیاد بنانا تھا۔ صفحہ ۱۴۷

پڑھنے والوں سے

دارالاشاعت ترقی آپ کا بہت شکرگذار ہوگا اگر آپ ہمیں اس کتاب کے ترجمے، ڈیزائن اور طباعت کے بارے میں اپنی رائے لکھیں۔ اس کے علاوہ بھی اگر آپ کوئی مشورہ دے سکیں تو ہم ممنون ہوں گے۔

ہمارا پتہ: زوبوفسکی بلوار، نمبر ۲۱،
ماسکو، سوویت یونین

21, Zubovsky Boulevard,
Moscow, Soviet Union.

В. И. ЛЕНИН

ВОПРОС О ЗЕМЛЕ
И БОРЬБА ЗА СВОБОДУ

На языке урду